ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 20

جمعۃ المبارک 18 جنوری 2013ء
06 ربیع الاوّل 1434 ہجری قمری ❁ 18 صلح 1392 ہجری شمسی

شمارہ 03

ہجرت مدینہ کے بعد پہلی نماز جنازہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے ہاں قیام فرمایا مگر آپ کی اونٹنی کی لگام حضرت اسعد بن زرارہؓ نے پکڑ لی اور اونٹنی ان کی مہمان رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد سب سے پہلے فوت ہونے والے صحابی حضرت اسعد بن زرارہؓ ہی تھے اس لحاظ سے ہجرت کے بعد سب سے پہلی نماز جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی پڑھائی۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ 237 الاصابہ جلد1 صفحہ :55)

2002-2003ء کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا مختصر تذکرہ

مختلف ممالک میں دعوت الی اللہ کی مساعی اور ان کے شیریں ثمرات، مخالفین کی ناکامی اور جماعتی ترقی، مخالفین کے عبرتناک انجام، داعیان الی اللہ کی قبولیت دعا، نو احمدیوں کی استقامت، رؤیا اور خوابوں کے ذریعہ قبول احمدیت اور مالی قربانی میں اضافہ کے نہایت درجہ ایمان افروز واقعات کا روح پرور تذکرہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی جاری فرمودہ تحریکات، خطبات، تقاریر، مجالس عرفان وغیرہ کی تدوین واشاعت کے کام کے لئے ’’طاہر فاؤنڈیشن‘‘ کے قیام کا اعلان۔

اسلام آباد (ٹلفورڈ Surrey) میں منعقد ہونے والے جماعت احمدیہ برطانیہ کے 37 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 26 جولائی 2003ء کو بعد دوپہر کے اجلاس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

دوسری و آخری قسط

مختلف ممالک میں دعوت الیٰ اللہ کی مساعی اوران کے شیریں ثمرات

اب مختلف شعبوں میں جو جماعتی ترقی ہے اس کے کوائف مختصراً پیش کرتا ہوں۔ مواد تو کافی ہے لیکن مجھے بیچ میں سے چھانٹی کرنی پڑے گی۔

ہندوستان: ہندوستان کی امسال کی بیعتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ اُنیس ہزار چھ سو پچیس (1,19,625) ہے۔ 65 اماموں نے بھی احمدیت قبول کی ہے جو احمدیت قبول کر رہے ہیں ان میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔

نگران دعوت الیٰ اللہ صوبہ پنجاب لکھتے ہیں کہ:

’’ضلع فیروز پور کے گاؤں سنتو والا میں 14 گھر مسلمانوں کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سب گھرانے جماعت احمدیہ میں شامل ہیں۔ یہاں کے صدر جماعت بالی شاہ صاحب نے بیان کیا کہ احمدیت میں شامل ہونے سے پہلے وہ خود اور دیگر مسلمان قبروں کے آگے سجدے کرتے تھے بلکہ ان کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اب احمدیت کی برکت سے ہم یہ سب شرک چھوڑ کر نمازی بن چکے ہیں اور نشہ کی بدترین لعنت سے بھی محفوظ ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جلسہ قادیان میں حاضری بھی پچاس ہزار سے اوپر تھی اور یہ حاضری ان کے اب تک کے جلسوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ ہے۔

غیروں کا اعتراف: ہماچل کے سنت بابا فقیر چند جی نے ایک ہسپتال کے افتتاح کے موقع پر اپنی تقریر میں کہا: ’’غیر احمدی لوگ مجھے کہتے ہیں کہ آپ جماعت احمدیہ کے لوگوں سے بہت ملتے ہیں۔ ان کے پروگراموں میں شریک ہوتے ہیں اور اپنے پروگراموں میں ان کو بلاتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ میں ان کو جواب دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی مثال سُوئی کی ہے اور تمہاری مثال قینچی کی ہے۔ جماعت احمدیہ لوگوں کو جوڑنے کا کام کرتی ہے اور تم لوگوں کو ایک دوسرے سے کاٹنے کا کام کرتے ہو۔‘‘

کینیا: کینیا (Kenya) کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال کی بیعتوں کی تعداد 1,63,183 ہے۔ امیر صاحب کینیا بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے اس وقت نیروبی کے مضافات میں 5 نئے علاقوں میں بہترین فعال جماعتیں بن چکی ہیں اور باقاعدہ مالی نظام میں شامل ہو چکی ہیں۔ ان سب جگہوں پر معلمین کا تقرر ہو چکا ہے۔ کیسرانی (Kasrani) کے علاقہ میں مسجد کی تعمیر بھی مکمل ہو چکی ہے۔ یہ مزید بیان کرتے ہیں کہ خدا کے فضل سے کینیا میں ایسی ایسی جگہوں پر احمدیت کے پودے لگے ہیں جہاں گزشتہ پچاس سال میں احمدیت کا نشان تک نہ تھا اور ایسے علاقوں میں مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے جہاں مخالفین احمدیت کے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا کہ یہاں پر احمدیہ مساجد بھی تعمیر ہو سکتی ہیں۔ ان علاقوں اور شہروں میں کینیا کے بڑے شہر نکورو (Nakuro) اور ایلڈوریٹ (Eldorot) ہیں جہاں ہمیشہ احمدیت کی مخالفت رہی ہے۔ لیکن اب چند ماہ میں ہزاروں کے حساب سے یہاں بیعتیں ہوئی ہیں اور جماعت کو عظیم الشان مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ یہاں سے ایک طرف چند میل کے فاصلہ پر کریچو (Karicho) شہر ہے اور دوسری طرف نواشہ (Newasha) کا شہر ہے (اگر مَیں صحیح تلفظ بول رہا ہوں تو) بہرحال ان علاقوں اور شہروں میں کبھی ایک احمدی نہیں تھا اب خدا تعالیٰ کے فضل سے مضبوط جماعتیں بن چکی ہیں اور نکورو (Nakuro) میں امسال کینیا کا پانچواں کلینک شروع ہو چکا ہے۔ الحمدللہ۔

ایتھوپیا: پھر ایتھوپیا۔ اس ملک کو حبشہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ملک اُن ممالک میں سے ہے جہاں گزشتہ سال جماعت کو میدانِ تبلیغ میں کامیابیاں عطا ہوئی تھیں۔ امسال بھی جماعت کینیا سے تبلیغی وفود یہاں جاتے رہے جہاں تبلیغی پروگراموں میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور پولیس ان کو پکڑ کر واپس بھجوا دیتی لیکن انہوں نے صبر و ہمت سے اپنا کام جاری رکھا اور ایتھوپیا کی امسال کی بیعتوں کی تعداد 74,000 تک پہنچ چکی ہے۔

ایتھوپیا میں Dida Mega کے مقام پر جماعت کی پہلی مسجد، مسجد بلال کی تعمیر ہو چکی ہے۔ بیشک یہ ایک چھوٹی اور سادہ سی مسجد ہے۔ ابھی ابتدا ہے۔ یہ مسجد انشاء اللہ ارضِ بلال میں آئندہ سینکڑوں ہزاروں مساجد کا پیش خیمہ ثابت ہو گی۔

اللہ کرے کہ اس ملک میں بھی پھر سے انصاف پسند اور عقل وفہم رکھنے والے حکمران آئیں جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھے اور جماعت کی تبلیغ میں کسی قسم کی روک نہ ڈالیں۔

اریٹریا: جماعت کینیا نے گزشتہ سال کی طرح امسال بھی یہاں اپنی کامیابیوں کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور اریٹریا میں 45,000 بیعتوں کے حصول کی توفیق پائی ہے۔ یہ کینیا کے سپرد تھا اور بعض نئے مقامات پر جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

جبوتی: جبوتی یہ ملک بھی کینیا جماعت کے سپرد ہے اور امسال جبوتی کی بیعتوں کی تعداد 11,000 تک پہنچی ہے اور کئی نئے مقامات پر جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

تنزانیہ: جماعت تنزانیہ کو دورانِ سال 17,000 سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی ہے اور 20 نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔

امیر صاحب تنزانیہ لکھتے ہیں کہ ٹانگا (Tanga) کے ایک گاؤں لُوسانیا (Lusanya) میں اللہ تعالیٰ نے بڑی کامیابی سے نوازا ہے۔ ایک تبلیغی جلسے کے بعد جب دس شرائط بیعت پڑھ کر سنائی گئیں تو گاؤں کے نمبر دار کھڑے ہوئے اور یہ اعلان کیا کہ ہمیں یہ سب شرائط اور باتیں منظور ہیں اور میں سب سے پہلے احمدیت میں داخل ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ اس پر گاؤں کے تمام حاضرین نے یکجائی طور پر احمدیت میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ یہ گاؤں اُگ وِینو (Ugweno) گاؤں کے قریب ہے جہاں کی اکثریت احمدی ہو چکی ہے۔ اس علاقہ کی گورنمنٹ نے اپنے اجلاس میں پاس کیا تھا کہ آئندہ سے اس گاؤں کا نام ’’احمدیہ اُگ وِینو (Ahmadiyya Ugweno)‘‘ ہو گا۔ چنانچہ مین روڈ پر مسجد کے باہر احمدیہ اُگ وِینو (Ahmadiyya Ugweno) کا بڑا سائن بورڈ (Sign Board) لگا دیا گیا ہے۔

یوگنڈا: جماعت یوگنڈا کو امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 4,400 بیعتوں کی توفیق ملی۔ اور روانڈا میں بھی انہوں نے وفد بھیجا اور 20 بیعتیں وہاں ہوئیں۔

غانا: غانا کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ نو ہزار سے اوپر بیعتوں کے حصول کی توفیق ملی ہے۔ جماعت احمدیہ غانا کو ملکی سطح پر بھی غیر معمولی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت غانا لکھتے ہیں: ’’غانا کی پارلیمنٹ نے ملک میں صلح اور امن کی فضا قائم کرنے کے لیے ایک مصالحاتی کمیشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ صدر مملکت غانا نے اس کمیشن کے لیے پورے ملک سے صرف نو افراد کا انتخاب کیا۔ ان میں امیر جماعت احمدیہ غانا کو شامل کیا گیا۔ امیر جماعت غانا واحد

مسلمان ہیں جو اس کمیشن میں شامل ہیں۔ اور خدا کے فضل سے یہ امر جماعت احمدیہ غانا کے لیے ایک اعزاز ہے۔ ایک پیراماؤنٹ چیف نے کہا کہ امیر جماعت احمدیہ غانا کی اس کمیشن میں شمولیت سے مجھے اور کئی غانین کو تسلی ہے کہ یہ کمیشن اپنے مقصد میں یقیناً کامیاب ہوگا۔

نائیجر: نائیجر کے سلطان آف آگادیس (Agadez) یہاں موجود بھی ہیں۔ ان کو قبول احمدیت کی توفیق ملی ہے۔ یہ نائیجر کے سب سے بڑے سلطان ہیں اور نائیجر کے تمام روایتی حکمرانوں (Traditional Rulers) کے پریذیڈنٹ ہیں اور صدر مملکت کی خصوصی کابینہ کے چار افراد میں شامل ہیں۔ یہ امسال جلسہ سالانہ بینن میں اپنے بارہ رُکنی وفد کے ساتھ دو ہزار پانچ سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے شامل ہوئے اور جلسہ کے بعد بھی ایک ہفتہ بینن میں مقیم رہے اور امیر صاحب بینن کے ساتھ مختلف جماعتوں میں گئے اور احمدیت کو قریب سے دیکھا۔ نائیجر واپسی سے قبل اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں بیعت کر کے واپس جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اپنے بارہ رُکنی وفد کے ساتھ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے اور کہا کہ بینن کے جلسہ میں ہزاروں افراد کو نماز پڑھتے دیکھ کر میرا دل خوشی سے اچھل رہا ہے۔ ہم مسلمان ملک سے آئے ہیں مگر وہاں کبھی بھی اس قدر بڑا اجتماع خالصۃً للہ ہوتے نہیں دیکھا۔

اصغر علی صاحب مبلغ بینن لکھتے ہیں کہ ہم احمدی جماعتوں کے دورے پر تھے۔ ہماری گاڑی کے اوپر لاؤڈ سپیکر لگے ہوئے تھے جن پر صرف اونچی آواز میں سورہ رحمٰن کی تلاوت چلتی رہتی ہے۔ ایک گاؤں کے پاس سے گزر کے اپنی ایک احمدی جماعت ''مدکا'' میں گئے۔ جب واپس آئے تو دیکھا کہ راستہ میں پڑنے والے گاؤں ''بےؔ'' کے نوجوانوں کا ایک بڑا ہجوم سڑک پر کھڑا ہے اور انہوں نے روڈ بلاک کی ہوئی ہے۔ جب ہم نے گاڑی روکی تو سارے ہجوم نے ہمیں گھیر لیا اور سب نے اونچی آواز میں بولنا شروع کر دیا کہ آپ ہمارے پاس کیوں نہیں رُکتے؟ آج ہم آپ کو یہاں سے جانے نہیں دیں گے جب تک آپ ہمیں پیغام نہیں دیں گے۔ چنانچہ ان کو احمدیت کا تعارف کروایا۔ وہ سب خاموشی سے سنتے رہے۔ آخر پر سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم بھی احمدیت قبول کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ان کو سمجھایا گیا کہ ایسے نہیں۔ یہاں پر آپ کے امام صاحب ہیں، بادشاہ ہیں اور دیگر بزرگ ہیں آپ ان سے پہلے مشورہ کریں پھر اکٹھے ہو کر کوئی فیصلہ کریں۔ چنانچہ اس پر وہ نوجوان راضی ہو گئے۔ دو دن انہوں نے یہی بات اپنے امام صاحب اور گاؤں کے دیگر افراد کے سامنے رکھی۔ چنانچہ تیسرے دن اس گاؤں کا وفد 35 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ہمارے مربی ہاؤس پہنچا اور کہا کہ ہم آپ کو اطلاع دینے آئے ہیں کہ چار ہزار افراد پر مشتمل گاؤں سارے کا سارا بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو چکا ہے۔ یہاں بھی ایک بہت بڑی اور مضبوط جماعت کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔

ساوے (Save) کا شہر بینن کے وسط میں ہے۔ یہاں کے کمشنر نے از خود جماعت کے پاس اپنا وفد بھیجا کہ ہم چاہتے ہیں کہ بینن کے وسط میں احمدیت کی مسجد اور ہسپتال موجود ہو اس لیے ہم آپ کو دو ایکڑ زمین دے رہے ہیں۔ کنگ آف ساوے کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے کمشنر کو بلوایا اور کہا کہ جماعت کو دو ایکڑ سے بھی زیادہ زمین دو اور عین شہر کے اندر دو تاکہ اگر 20 یا 25 سال کے بعد بھی جماعت کوئی کام کرنا چاہے تو اس کے پاس یہاں زمین موجود ہو۔

آئیوری کوسٹ: امیر صاحب آئیوری کوسٹ لکھتے ہیں: خدا تعالیٰ کے فضل سے ابھی تک دیہاتوں میں تبلیغ کے نتیجہ میں کامیابیاں عطا ہوتی رہی ہیں لیکن اب شہروں میں بھی اللہ کے فضل سے کامیابیوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ Gagnoa شہر میں ایک پورے محلّہ نے احمدیت قبول کی ہے۔ یہ شہر آئیوری کوسٹ کے پانچ بڑے شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے بعد کورگو شہر میں بھی نمایاں کامیابی ہوئی ہے اور آبدجان سے قریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک اہم شہر داگو کا ایک محلّہ اپنی مسجد، امام اور نمازیوں سمیت احمدیت میں داخل ہو چکا ہے۔

لائبیریا: جماعت لائبیریا کو بھی امسال بڑے نامساعد حالات میں کام کرنے کی توفیق ملی ہے۔ ابھی وہاں کے حالات بہت خراب اور تکلیف دہ ہیں۔ لوگ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے حالات جلد بدلے۔ یہاں بھی اللہ کے فضل سے تین نئے مقامات پر جماعت قائم ہوئی ہے اور ایک ہزار پانچ سو سے زائد افراد احمدیت میں داخل ہوئے ہیں اور دوران سال انہوں نے وقارِ عمل کر کے ایک مسجد تعمیر کی اور اس ایک اضافہ کے ساتھ اب ہماری مساجد کی کل تعداد 177 ہو چکی ہے۔

بورکینا فاسو: اس سال بورکینا فاسو میں 15 مختلف قوموں کے 92,800 سے زائد لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ دس چیف اور 22 ائمہ نے قبول احمدیت کی توفیق پائی۔

ظفر احمد صاحب مبلغ بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ ریجن واگادوگو کے ایک گاؤں مانسینے (Mansione) میں تبلیغ کا وقت مقرر کیا گیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو تمام مسلمان مسجد میں بیٹھے تھے اور اس گاؤں کے تمام مشرک ایک سکول میں جمع تھے۔ ہم نے مسجد میں تبلیغ شروع کی تو مشرکوں میں سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ کیا آپ کی تبلیغ صرف مسلمانوں کے لیے ہے؟ آپ سکول میں آ کر ہمیں بھی تبلیغ کریں۔ چنانچہ سب مشرکوں کو بھی اسلام کا پیغام پہنچایا گیا تو اس گاؤں کے تمام مسلمانوں اور مشرکین نے اسلام قبول کر لیا۔

کونگو: امیر صاحب کونگو (Congo) لکھتے ہیں کہ: ''وہ علاقے جہاں باغیوں کا قبضہ ہے اور ہمارا جانا ناممکن ہے لیکن وہاں کے باشندے ساتھ والے صوبہ کاٹانگا (Katanga) میں آ جا سکتے ہیں۔ ان علاقوں میں 1940ء میں کینیا اور تنزانیہ کے ذریعہ احمدیت کا لٹریچر پہنچا تھا اور لوگوں نے احمدیت قبول کی تھی۔ اس دفعہ جب ہمارا وفد کاٹانگا (Katanga) کے دورہ پر پہنچا تو ایک بزرگ ابراہیم نامی کو جب یہ علم ہوا کہ یہاں احمدی مبلغ آیا ہے تو وہ ملنے کے لیے آئے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بارہ میں پوچھنے لگے۔ اپنے ساتھ بیعت فارم اور اس وقت ان کو جو جواب ملا تھا لے کر آئے کہ میری بیعت قبول ہوئی تھی۔ ہم اس وقت سے احمدی ہیں مگر اس کے بعد سے ہم سے کوئی رابطہ نہ رہا۔ ان کو تفصیل سے بتایا گیا کہ اب ہمارے پانچویں خلیفہ ہیں (حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کی بات ہے) تو ابراہیم صاحب حضور رحمہ اللہ کی تصویر ساتھ لے کر گئے اور کہنے لگے کہ اب ہم سب ایک وفد بنا کر ملنے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل کے ساتھ ایک پرانی جماعت کے ساتھ بھی رابطہ کے سامان پیدا فرمادیئے۔

نائیجیریا: نائیجیریا (Nigeria) میں گزشتہ دو سالوں سے بیعتوں کے حصول میں جو کامیابیاں مل رہی ہیں یہ سلسلہ دورانِ سال بھی جاری رہا۔ اور امسال ان کی بیعتوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ چھ ہزار سے اوپر ہے۔ 26 اماموں نے احمدیت قبول کی ہے۔

کیمرون: جماعت نائیجیریا کو ہمسایہ ممالک کیمرون (Cameroon)، چاڈ (Chad) اور ایکواٹوریل گنی (Equatorial Guinea) میں بھی کامیابیاں ملی ہیں۔ کیمرون میں امسال 725 بیعتیں ہوئی ہیں۔ یہاں کے مقامی نوجوان جامعہ احمدیہ نائیجیریا سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد خدمت پر مامور ہیں۔ اللہ کے فضل سے جماعت مستحکم ہو رہی ہے۔

چاڈ: چاڈ (Chad) میں دورانِ سال 213 بیعتیں عطا ہوئی ہیں۔ یہاں گزشتہ سال بیعتوں کی تعداد 43 تھی۔ یہاں بھی نائیجیریا کے ذریعہ سے ہے۔

ایکوٹوریل گنی: ایکوٹوریل گنی میں بھی جماعت نائیجیریا کو 18 بیعتوں کی توفیق ملی ہے۔

سالومن آئی لینڈز: سالومن آئی لینڈز (Solomon Islands)، یہاں ساؤتھ پسیفک کے جزائر ممالک میں جماعت کو منظم اور مستحکم کرنے کے لیے دو سال قبل جماعت آسٹریلیا کے سپرد چار جزائر ممالک کیے گئے۔ انہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ کام شروع کر دیا ہے اور سالومن آئی لینڈز میں ایک داعی الی اللہ کو بھجوایا ہے جنہوں نے دو ماہ وہاں کام کیا۔ پرانے احمدیوں کو تلاش کیا، ریڈیو پر اعلان کروائے۔ اس کوشش کے نتیجہ میں اب پچاس افراد پر مشتمل جماعت منظم ہو چکی ہے اور نئی بیعتیں بھی ہو رہی ہیں اور جماعت کا قیام بھی عمل میں آ گیا ہے۔ الحمدللہ۔

انڈونیشیا: انڈونیشیا جماعت کو دوران سال مخالفین کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا رہا۔ بعض علاقوں میں مساجد پر حملے ہوئے اور جماعتی املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔ احمدیوں کے گھروں کو لوٹا گیا اور جلایا گیا۔ ان تمام مخالفتوں کے باوجود انہوں نے اپنے تبلیغی پروگرام جاری رکھے اور ایک ہزار سات سو سے زائد بیعتوں کے حصول کی توفیق پائی ہے اور پانچ نئے مقامات پر جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ بڑی مخلص جماعتیں ہیں یہ انڈونیشیا کی۔

بنگلہ دیش: بنگلہ دیش جماعت نے بھی امسال اللہ کے فضل سے نامساعد حالات کے باوجود اپنی کامیابیوں کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور ایک ہزار تین سو سے زائد نئی بیعتیں ہوئی ہیں۔

یہ چھوٹے چھوٹے واقعات ہوتے ہیں جو لوگوں کے ایمان بڑھانے کا موجب بنتے ہیں۔

امیر صاحب بنگلہ دیش لکھتے ہیں کہ کھلنا کے علاقہ میں ایک تبلیغی میٹنگ کے دوران ایک غریب آدمی سخاوت جمعدار، جو مچھلی پکڑ رہا تھا اپنا کام چھوڑ کر ہماری تبلیغی نشست میں آ گیا۔ جب میٹنگ ختم ہوئی تو اس نے مچھلی پکڑنے کے لیے جونہی جال پھینکا تو دو بڑی بڑی مچھلیاں اس میں پھنس گئیں۔ تو یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی کہ جہاں کئی ہفتوں سے مجھے اس جگہ سے چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کے سوا کچھ نہیں ملتا تھا تو وہاں اچانک اکٹھی دو بڑی مچھلیاں جو جال میں آئی ہیں تو ضرور یہ جماعت احمدیہ کی برکت ہے۔ پس وہ اپنی مچھلیاں لے کر معلمین کے پاس آیا اور ایک مچھلی تحفۃً پیش کر کے اپنا ماجرا سنایا اور بیعت کر لی۔

جرمنی: یورپ میں جماعت جرمنی نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے ملک اور دیگر سپرد ممالک میں سب سے زیادہ کام کیا ہے۔ جرمنی میں پندرہ اقوام سے تعلق رکھنے والے 125 افراد نے بیعت کی ہے۔ اس کے علاوہ جرمنی نے بوزنیا (Bosnia)، سلووینیا (Slovenia)، ہنگری (Hungary)، کوسووو (Kosovo)، بلغاریہ (Bulgaria)، مالٹا (Malta) اور رومانیہ (Romania) میں بھی تبلیغی میدان میں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

جماعت جرمنی کو الجیریا اور یمن میں بھی غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی ہے۔ یہاں سے بہت سے مخلص احمدی دوست ان ممالک میں وقفِ عارضی پر گئے اور اس دوران انہوں نے الجزائر میں 168 اور یمن میں 36 بیعتیں حاصل کرنے کی توفیق پائی۔

الجزائر میں حالیہ زلزلہ سے متأثر ہونے والے افراد کی جماعت جرمنی نے حسبِ توفیق مدد بھی کی۔ ہنگری میں انہوں نے تبلیغی وفود بھجوائے اور 19 بیعتیں حاصل کی ہیں۔ ان نومبایعین میں ہنگیرین اور افریکان (Africaan) اقوام کے لوگ شامل ہیں۔ کوسووو (Kosovo) میں 13 بیعتیں ہوئی ہیں۔ اسی طرح سلووینیا وغیرہ میں بھی۔

جماعت احمدیہ فرانس نے بھی امسال مختلف شہروں میں 126 تبلیغی نشستوں کا انعقاد کیا ہے اور انہیں اس سال 80 بیعتیں حاصل ہوئی ہیں۔

مخالفین کی ناکامی اور جماعتی ترقی کے ایمان افروز واقعات

اس ترقی کے ساتھ ساتھ مخالفین کا پروپیگنڈہ بھی جاری رہتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی بارش برساتا رہتا ہے۔

✿ ...... بینن سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ نارتھ میں جماعت ''توئی (Toui)'' میں ہم نومبایعین کی تربیت میں مصروف تھے تو ساتھ والے گاؤں ''توئی گار (Toui Gare)'' کے کچھ نوجوان خاکسار کے پاس پہنچے، اپنے گاؤں آنے اور تبلیغ کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ اگلے دن ہی ان کے محلّے کی مسجد میں پیغام حق پہنچایا۔ اس پر ان سب نے کہا کہ ہم سب بیعت کرنا چاہتے ہیں لیکن بیعت سے قبل ہم گاؤں کی جامع مسجد میں جائیں گے تاکہ وہاں امام اور باقی لوگ اکٹھے ہوں اور سب مل کر بیعت کریں۔ چنانچہ جامع مسجد میں جلسہ شروع ہوا۔ یہاں کے بڑے امام اور اس کے ساتھی نے احمدیت کے خلاف تقریر کی۔ اس پر یہ نوجوان بول اٹھے کہ تم دونوں امام جھوٹے ہو اور احمدیت سچی ہے، ہم احمدی ہیں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد خاکسار نے ان دونوں اماموں سے سرکردہ افراد کی موجودگی میں گفتگو کی اور احمدیت کی اصل حقیقت سے ان کو آگاہ کیا۔ اس پر ان اماموں نے کہا کہ ہم غلطی پر تھے۔ آج ہم نے احمدی ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اب دو دن بعد عید آنے والی ہے عید کے دن ہم اجتماعی طور پر احمدیت میں داخل ہونے کا اعلان کریں گے۔ چنانچہ عید کے دن اس گاؤں کے چھ ہزار افراد نے احمدیت قبول کی جہاں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مضبوط جماعت بن چکی ہے اور ان کے جلسہ کا انعقاد بھی ہو چکا ہے۔

✿ ...... پھر کینیا کے مبلغ جمیل صاحب لکھتے ہیں کہ موہوڈو (Muhudu) نامی گاؤں میں کافی عرصہ سے تبلیغ جاری تھی لیکن صومالی مسلمانوں کی شدید مخالفت نے ہمارے داعی الی اللہ کو وہاں سے نکل جانے پر مجبور کر دیا۔ صومالی مسلمانوں کے ڈر سے مقامی سُنّی مسلمان ہماری بات سننے سے انکار کر دیتے تھے۔ چنانچہ جب مقامی لوگوں نے صومالیوں کو شرارتوں میں بڑھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ صومالیوں کو یہاں سے نکالا جائے اور احمدی جو پُر امن ہیں انہیں یہاں تبلیغ کا موقع دیا جائے۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر230

مکرم ساحِ مصطفیٰ صاحب (2)

پچھلی قسط میں ہم نے مکرم ساحِ مصطفیٰ صاحب آف مصر کے قبول احمدیت سے پہلے کے بعض استفسارات کا ذکر کیا تھا جن کا جواب انہیں احمدیت میں آکر ملا۔ قارئین کرام کی دلچسپی کی خاطر ہم نے پچھلی قسط میں ایک سوال کا جواب درج کیا تھا۔اس قسط میں ان کے کچھ مزید سوالات کا جواب تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دینے کی کوشش کی جائے گی۔

مکرم ساحِ مصطفیٰ صاحب کا ایک سوال یہ تھا کہ: کشتیٔ نوح میں تمام دنیا کے انسانوں، چرند پرند اور حیوانات کیسے سما گئے؟ پھر اس کشتی میں ایک دوسرے کی جان کے دشمن جانوروں کا کئی ایام تک اکٹھے رہنا بھی سمجھ سے باہر ہے۔

کشتیٔ نوح کی حقیقت

یہ سوال بھی ان کے پہلے سوال کی طرح غلط فہمی کا نتیجہ ہے جو شاید قرآنی کلمات: قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ (ھود:41) کے معانی صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئی۔اس ارشادِ باری کا غلطی سے یہ معنی سمجھا گیا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ہر قسم کے چرند پرند اور حیوانات وغیرہ کا جوڑا کشتی میں سوار کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔حالانکہ کُل سے مراد دراصل صرف وہی جانور ہیں جو حضرت نوحؑ کے گھر میں موجود تھے یا جن کی انہیں ضرورت پڑ سکتی تھی۔اور عموماً کُل انہی افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو عرف عام کے مطابق اس کے نیچے آسکیں نہ کہ تمام افراد پر۔مثلاً قرآن کریم میں دوسری جگہ ملکہ سبا کی نسبت آتا ہے اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (النمل: 24) یعنی اسے ہر ایک شے دی گئی تھی۔مگر حضرت سلیمان علیہ السلام ملکہ سبا کے پیغامبروں کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اے ملکہ تیری ہستی ہی کیا ہے مَیں تجھے ہلاک کردوں گا۔اگر کُل کے معنی سب کچھ کے ہی ہوتے تو ضروری تھا کہ جو کچھ سلیمان علیہ السلام کے پاس تھا وہ بھی اس ملکہ کے پاس ہوتا۔لیکن اس جگہ کُل کے معنے کوئی شخص سب کچھ نہیں کرتا بلکہ تمام مفسرین بھی یہی معنی کرتے ہیں کہ سب قسم کی ضرورتوں کے سامان اس کے پاس تھے۔پس کوئی وجہ نہیں کہ یہی معنی یہاں نہ کئے جائیں اور یہ نہ کہا جائے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو بھی انہی جانوروں کے جوڑے لینے کا حکم دیا گیا تھا جن کی انہیں ضرورت ہو سکتی تھی اور یہی معقول معنی ہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ کروڑوں اربوں حشرات الارض اور درندے سب حضرت نوحؑ کی کشتی میں جمع ہو گئے تھے۔اس صورت میں تو کشتی کوئی چوتھائی حصۂ زمین کے برابر چاہئے جو کہ عقلاً محال ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ المؤمنون آیت:28)

تباہ شدہ بستی کو زندہ کرنے کی حقیقت

مکرم ساحِ مصطفیٰ صاحب کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ قرآن کریم میں ایک شخص کا ذکر ہے کہ جس نے چھتوں کے بل گری ہوئی ایک بستی دیکھی تو سوال کر بیٹھا کہ اللہ تعالیٰ اسے کیسے زندہ کرے گا؟ اس کی اسے یہ سزا کیوں دی گئی کہ اسے سو سال تک مارے رکھا پھر زندہ کیا جبکہ اس کے تمام اہل خانہ دنیا چھوڑ چکے تھے اور اس کا گھر بار بھی چھوٹ چکا تھا؟

تفسیر کبیر جلد دوم میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ البقرۃ کی آیت 260 کی تفسیر میں اس مضمون پر مفصل روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مفسّرین کہتے ہیں کہ یہ حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ وہ ایک دفعہ ایک تباہ شدہ بستی کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس کی تباہی اور خستہ حالی کو دیکھ کر کہا کہ خدا تعالیٰ اس بستی میں رہنے والوں کو ان کی موت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا۔اس پر خدا تعالیٰ نے انہیں مار ڈالا اور وہ سو سال تک اسی حالت میں مردہ پڑے رہے۔ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بستی کے لوگوں کو آباد کر دیا اور انہیں زندہ کر کے دکھا دیا کہ خدا تعالیٰ کیسا قادر ہے۔

اگر یہ واقعہ اسی طرح ہوا ہو جس طرح مفسرین بیان کرتے ہیں تو خود اس آیت کے مختلف ٹکڑے اس بیان کو باطل قرار دیتے ہیں۔چنانچہ پہلی بات جو ان معنوں کو رد کرتی ہے وہ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا (البقرة: 260) کے الفاظ ہیں۔یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ اس نبی کا سوال صرف بستی کے متعلق تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے کس طرح زندہ کرے گا۔ یہ سوال نہیں تھا کہ مردے کس طرح زندہ ہوں گے۔اگر مردوں کے زندہ ہونے کا سوال ہوتا تو کیا ان کے سامنے روزانہ کئی لوگ مرتے نہیں تھے۔اور جب وہ روزانہ یہ نظارہ دیکھتے تھے کہ لوگ مر کر زندہ نہیں ہوتے تو اس دن ایک تباہ شدہ بستی کو دیکھ کر ان کے دل میں مُردوں کے زندہ ہونے کے متعلق کیسے سوال پیدا ہو گیا؟ حقیقت یہ ہے کہ بستی کے مردہ ہونے سے اس کا اجڑنا اور زندہ ہونے سے اس کا آباد ہونا ہی مراد ہوا کرتا ہے۔مُردوں کے زندہ ہونے سے اس سوال کا کوئی تعلق نہیں۔

اگر حضرت عزیز کی یہ غرض تھی کہ وہ دیکھیں کہ ظاہری مُردے کس طرح زندہ ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے صرف گدھے کو ہی مار کر اور پھر اسے زندہ کر کے انہیں اپنی قدرت کا یہ نظارہ کیوں نہ دکھا دیا؟ خود انہیں سو سال تک کیوں مارے رکھا؟ اور جب اللہ تعالیٰ نے انکے گدھے کو بھی مارنا تھا تو پھر ان کو مارنے کی کیا ضرورت تھی؟

پھر یہ سنت اللہ کے بھی خلاف ہے کہ کسی مردہ کو زندہ کیا جائے۔

اور پھر اگر خدا تعالیٰ نے انہیں سو سال تک مارے رکھا تو اس کے ثبوت میں یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ اپنے کھانے پینے کو دیکھ وہ سڑا نہیں۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے تھا کہ کھانا پینا تو الگ رہا دنیا ہی بدل چکی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ تو سو سال تک واقعہ میں مرا رہا تھا۔مگر اس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

غرض ان تمام امور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مفسرین نے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے وہ درست نہیں۔

اس واقعہ کی درست حقیقت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تُو اس شخص کی طرف دیکھ جو ایک بستی یا گاؤں پر سے ایسی حالت میں کہ وہ اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا گزرا اور اس نے سوال کیا کہ اے خدا یہ بستی اپنی ویرانی کے بعد کب آباد ہو گی؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک مارے رکھا (یعنی خواب میں) اور پھر اسے اٹھایا۔اور اس سے پوچھا کہ تو کتنی دیر تک رہا ہے؟ اس نے کہا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات تو درست ہے لیکن اس کے علاوہ ہم تجھے ایک اور بات بھی بتاتے ہیں کہ تو سو سال تک بھی رہا ہے۔تیری بات کے سچا ہونے کا تو ثبوت یہ ہے کہ تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ وہ سڑا نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ وہ بھی تندرست کھڑا ہے۔لیکن میری بات کے سچا ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے تجھے کشفی حالت میں سو سال کا نظارہ دکھایا ہے اور جب یہ رؤیا پورا ہو گا اس وقت لوگوں کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ تیرا خدا کے ساتھ سچا تعلق تھا۔ جب اس پر یہ حقیقت روشن ہو گئی۔تو اس نے کہا مَیں ایمان لاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہیں کہ وہ ایسی اُجڑی ہوئی بستی کو اپنے فضل سے پھر دوبارہ آباد کر دے۔

حضرت خلیفہ اولؓ اس بستی سے یروشلم مراد لیا کرتے تھے جسے بخت نصر نے تباہ کر دیا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ آدمی جو یروشلم کے پاس سے گزرا حزقیل نبی تھا جسے اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں بتایا کہ سو سال کے عرصہ میں آباد ہو جائے گی۔ یہ رؤیا جس کا قرآن کریم نے ذکر کیا ہے بائبل میں حزقیل نبی کی کتاب کے باب 37 میں بھی مذکور ہے۔

حضرت حزقیل چونکہ اپنی قوم کے نبی تھے۔اس لئے ان پر کشفی رنگ میں موت کی کیفیت وارد کرنے سے مراد درحقیقت بنی اسرائیل کی موت تھی اور اللہ تعالیٰ اس ذریعہ سے انہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل سو سال تک غلامی اور ادبار کی حالت میں رہیں گے اس کے بعد ان کو ایک نئی زندگی عطا کی جائے گی اور وہ اپنے شہر میں واپس آجائیں گے۔اس کشف اور الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوشخبری دی کہ ایک سو سال تک یہ شہر آباد ہو جائے گا۔ چنانچہ حقیقت میں ٹھیک سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی ترقی اور آبادی کی صورت پیدا کر دی۔یروشلم کی تباہی دو دفعہ ہوئی ہے۔ایک دفعہ 597 قبل مسیح میں اور دوسری دفعہ یروشلم کی بغاوت پر 586 قبل مسیح میں یروشلم کی دوبارہ بنیاد رکھی گئی اور تیس سال تک تعمیر جاری رہی جس کے نتیجہ میں 489 قبل مسیح میں یروشلم صحیح طور پر آباد ہوا۔پس درمیانی فاصلہ قریباً سو سال (98 سال) کا ہی ثابت ہوتا ہے۔

اصحابِ کہف کی تین سو سالہ نیند!

مکرم ساحِ مصطفیٰ صاحب کا ایک سوال یہ تھا کہ اصحاب کہف کو ایسی تکلیف دہ نجات کیوں ملی؟ وہ تو اللہ تعالیٰ سے رحمت اور رُشد کی دعائیں کر رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں تین سو سال تک کیوں سلائے رکھا جس میں انہوں نے اپنے اہل و اقارب اور گھر بار سب کچھ کھو دیا؟

یہ سوال بھی ان کے دیگر سوالوں کی طرح غلطی فہمی کا نتیجہ ہے۔ایسی غلطیوں کا سبب اکثر اوقات غیب کی خبروں کو ظاہری الفاظ پر محمول کر لینا ہوتا ہے۔ یہی وجہ اصحاب کہف کے واقعہ کی حقیقت نہ سمجھنے کی ہے۔

اصحابِ کہف کے بارہ میں مفصل معلومات کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر میں سورہ کہف کی تفسیر پڑھنا نہایت مفید ہو گا۔ہم اصحاب کہف اور ان کی نیند کی حقیقت بیان کرنے کے بارہ میں ذیل میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ روح پرور تفسیر کا خلاصہ بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کیٹا کومبز اور کلیسیا کی تاریخ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ فرداً فرداً مسیحیوں پر ظلم تو حضرت مسیح کے واقعہ صلیب سے شروع ہوا تھا۔مگر بحیثیت جماعت مسیحیوں پر ظلم روم میں نیرو بادشاہ کے زمانہ سے شروع ہوئے ہیں جو حواریوں کا ہم عصر تھا۔اس کا زمانۂ حکومت 54 بعد مسیح سے 68 بعد مسیح تک ہے۔پرانے عیسائیوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ پطرس حواری کو اس کے زمانہ میں پھانسی دیا گیا۔

پھر تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ ''دقیانوس'' کے زمانہ میں مسیحیوں پر سختیاں بہت بڑھ گئی تھیں اور قانون بنا کر انہیں سزا دی جاتی تھی اور جو بتوں کو سجدہ نہ کرتے تھے ان کو مسیحی سمجھ کر قید یا قتل کیا جاتا تھا۔ دقیانوس کا زمانہ حکومت 249ء تا 251ء تھا۔

پھر تاریخ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ 311ء میں '' گالیس'' بادشاہِ روم نے مرتے وقت مسیحیوں کے خلاف جو قانون تھا اسے منسوخ کر دیا۔پھر جب قسطنطین شاہِ روم 337ء میں عیسائی ہو گیا تو عیسائیوں کے جملہ مظالم ختم ہو گئے جس کے بعد عیسائیت بہت پھیل گئی اور پبلک کی طرف سے بھی اسے امن حاصل ہو گیا۔

ان واقعات پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اصحابِ کہف ابتدائی زمانہ کے رومی مسیحی تھے۔ان پر مظالم کی ابتدا واقعہ صلیب کے بعد ہوئی۔ دقیانوس بادشاہ کے زمانہ میں یہ ظلم انتہا کو پہنچا اور گالیس بادشاہ کے زمانہ میں ان کو معاف کر دیا گیا جبکہ قسطنطین کے زمانہ میں ان کے مظالم قانونی طور پر روکے گئے۔تاریخی واقعات سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مظالم کے زمانہ میں موحد عیسائی وہاں سے بھاگ کر ادھر ادھر غاروں میں پناہ لیا کرتے تھے۔

اب اگر ان واقعات کی روشنی میں اصحاب کہف کے بارہ میں تاریخ کی کتب میں پائی جانے والی روایات کو دیکھیں تو ان میں اختلاف پایا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اصحاب کہف کے واقعہ کو کسی ایک جماعت کا واقعہ سمجھتے تھے۔ لیکن یہ واقعہ درحقیقت ایک جماعت کے ساتھ یا ایک زمانہ میں نہیں گزرا۔ بلکہ کئی جماعتوں سے مختلف زمانوں میں گزرا ہے۔اور مختلف زمانوں کے مسیحیوں کو اصحاب کہف قرار دینے سے اختلاف دور ہو جاتا ہے۔

رومیوں اور یہود میں رواج تھا کہ وہ مُردوں کو کمروں میں رکھتے تھے۔رومی حکومت کے بڑے بڑے شہروں سے باہر ایسی جگہیں بنی ہوئی تھیں اور کیٹا کومبز کہلاتی تھیں۔ جب مسیحیوں پر ظلم ہوئے تو انہوں نے جان بچانے کے لئے ان قبرستانوں میں پناہ لینی شروع کی جس کی دو وجوہات معلوم ہوتی ہیں۔ایک تو یہ کہ زمین دوز کمروں میں وہ آسانی سے چھپ سکتے تھے جہاں بیٹھنے، سونے اور موسم کی شدت سے محفوظ رہنے کا بھی سامان ہوتا تھا۔دوسرے اس لئے بھی کہ عام طور پر لوگ قبرستانوں سے ڈرتے ہیں، اس طرح لوگوں کی نظروں سے بچنے کا وہاں امکان زیادہ تھا۔ یہ کیٹا کومبز روم کے پاس، اسکندریہ جو مصر کا شہر ہے اس کے پاس، سسلی میں، اور مالٹا وغیرہ میں بھی دریافت ہوئے ہیں۔

جب مسیحیوں نے ان جگہوں پر پناہ لینی شروع کی تو پناہ کے دنوں میں انہوں نے زیادہ حفاظت کی خاطر ان کیٹا کومبز کے اندر مزید کمرے بنانے شروع کر دیئے۔اسی طرح جو لوگ شہید ہوتے تھے ان کی لاشوں کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے بھی وہ ان تہ خانوں میں لا کر دفن کر دیتے تھے۔اور چونکہ یہ سلسلہ تین سو سال تک چلا گیا۔اس لئے یہ تہ خانے اس کثرت سے ہو گئے کہ بعض لوگوں کے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر39

متی باب26

گرفتاری کے موقعہ پر یسوع کے حواریوں نے جو نمونہ دکھایا جس کا بیان اناجیل میں ہے وہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ چونکہ بعد کی عیسائی دنیا پولوس کے زیر اثر حضرت مسیح کے ابتدائی حواریوں کے جن کو خود حضرت مسیح نے چنا اور دن رات ان کی خود تربیت فرمائی خلاف ہوگئی تھی اس لئے وہ فرضی واقعات کمزوری اور بزدلی کے ان حواریوں کی طرف منسوب کرائے گئے ہیں جو اناجیل میں بیان ہیں۔ یوحنا میں ایک فقرہ گرفتاری کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے رہ گیا ہے جو ان حواریوں سے ان الزامات کو دور کرتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

یہ اس نے اس لئے کہا کہ اس کا وہ قول پورا ہو کہ جنہیں تو نے مجھے دیا مَیں نے ان میں سے کسی کو بھی نہ کھویا۔

(یوحنا باب 18 آیت9)

اور یہ قرآن شریف کا کمال ہے کہ جن حواریوں کو عیسائیوں کی اپنی کتاب میں بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ ان کی تعریف فرماتا ہے۔

۞......گرفتاری کے بعد متی کے انجیل نویس نے سردار کاہن اور صدر عدالت کے سامنے یسوع کی پیشی کا ذکر کیا ہے۔ اگر کوئی عیسائی دوست غور سے اور دیانتداری سے ان بیانات کو پڑھ لے جو سردار کاہنوں اور یہودی عدالت کے سامنے یسوع کی پیشی کے اناجیل میں بیان کئے گئے ہیں تو وہ لازماً یہ بات ماننے پر مجبور ہوگا کہ آج کا چرچ جو عقائد یسوع کی طرف منسوب کرتا ہے ان کی یسوع نے ہرگز تعلیم نہیں دی۔ بہتر ہوگا کہ ہم چاروں اناجیل میں یہودی عدالتوں میں یسوع پر ہونے والے واقعات کو نیچے درج کردیں۔

یہود کے سامنے یسوع کے مقدمہ کے بارہ میں متی کا انجیل نویس لکھتا ہے:۔

’اور یسوع کے پکڑنے والے اس کو کائفا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقیہ اور بزرگ جمع ہوگئے تھے۔ اور پطرس دور دور اس کے پیچھے پیچھے سردار کاہن کے دیوان خانہ تک گیا اور اندر جا کر پیادوں کے ساتھ نتیجہ دیکھنے کو بیٹھ گیا۔ اور سردار کاہن اور سب صدر عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کے لئے اس کے خلاف جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگے مگر نہ پائی۔ گو بہت سے جھوٹے گواہ آئے۔ لیکن آخرکار دو گواہوں نے آ کر کہا کہ اس نے کہا ہے میں خدا کے مقدس کو ڈھا سکتا اور تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں۔ اور سردار کاہن نے کھڑے ہو کر اس سے کہا تو جواب کیوں نہیں دیتا؟ یہ تیرے خلاف کیا گواہی دیتے ہیں؟ مگر یسوع خاموش ہی رہا۔ سردار کاہن نے اس سے کہا مَیں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اس سے کہا تُو نے خود کہہ دیا۔ بلکہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے کفر بکا ہے۔ اب ہم کو گواہوں کی کیا حاجت رہی؟ دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا وہ قتل کے لائق ہے۔‘

(متی باب26 آیت 57 تا66)

۞......مرقس کی انجیل میں لکھا ہے:۔

پھر وہ یسوع کو سردار کاہن کے پاس لے گئے اور سب سردار کاہن اور بزرگ اور فقیہ اس کے پاس جمع ہوگئے اور پطرس فاصلہ پر اس کے پیچھے سردار کاہن کے دیوان خانہ کے اندر تک گیا اور پیادوں کے ساتھ بیٹھ کر آگ تاپنے لگا اور سردار کاہن اور سب صدر عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کیلئے اس کے خلاف گواہی ڈھونڈنے لگے مگر نہ پائی کیونکہ بہتیروں نے اس پر جھوٹی گواہیاں تو دیں لیکن ان کی گواہیاں متفق نہ تھیں۔ پھر بعض نے اٹھ کر اس پر یہ جھوٹی گواہی دی کہ ہم نے اسے یہ کہتے سنا ہے کہ میں اس مقدس کو جو ہاتھ سے بنا ہے ڈھاؤں گا اور تین دن میں دوسرا بناؤں گا جو ہاتھ سے نہ بنا ہو لیکن اس پر ان کی گواہی متفق نہ نکلی۔ پھر سردار کاہن نے بیچ میں کھڑے ہو کر یسوع سے پوچھا کہ تو کچھ جواب نہیں دیتا؟ یہ تیرے خلاف کیا گواہی دیتے ہیں؟ مگر وہ خاموش ہی رہا اور کچھ جواب نہ دیا۔ سردار کاہن نے اس سے پھر سوال کیا اور کہا کیا تُو اس ستودہ کا بیٹا مسیح ہے؟ یسوع نے کہا ہاں مَیں ہوں اور تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں کے ساتھ آتے دیکھو گے۔ سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی۔ تم نے یہ کفر سنا تمہاری کیا رائے ہے؟ ان سب نے فتویٰ دیا کہ وہ قتل کے لائق ہے۔

(مرقس باب14 آیت 53 تا64)

۞......لوقا کی انجیل میں لکھا ہے:۔

جب دن ہوا تو سردار کاہن اور فقیہ یعنی قوم کے بزرگوں کی مجلس جمع ہوئی اور انہوں نے اسے اپنی صدر عدالت میں لے جا کر کہا اگر تو مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ اس نے ان سے کہا اگر مَیں تم سے کہوں تو یقین نہ کرو گے اور اگر پوچھوں تو جواب نہ دو گے۔ لیکن اب سے ابن آدم قادر مطلق خدا کی داہنی طرف بیٹھا رہے گا۔ اس پر ان سب نے کہا پس کیا تُو خدا کا بیٹا ہے؟ اس نے ان سے کہا تم خود کہتے ہو کیونکہ مَیں ہوں۔ انہوں نے کہا اب ہمیں گواہی کی کیا حاجت رہی کیونکہ ہم نے خود اسی کے منہ سے سن لیا ہے۔

(لوقا باب 22 آیت تا71)

یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے:۔

پھر سردار کاہن نے یسوع سے اس کے شاگردوں اور اس کی تعلیم کی بابت پوچھا یسوع نے اسے جواب دیا کہ مَیں نے دنیا سے علانیہ باتیں کی ہیں مَیں نے ہمیشہ عبادت خانوں اور ہیکل میں جہاں سب یہودی جمع ہوتے ہیں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا تُو مجھ سے کیوں پوچھتا ہے سننے والوں سے پوچھ کہ مَیں نے ان سے کیا کہا۔ دیکھ ان کو معلوم ہے کہ مَیں نے کیا کیا کہا۔

(یوحنا باب 18 آیت19-20)

اب ہم جملہ عیسائی فرقوں کے پادری صاحبان اور علماء کے سامنے ایک زبردست چیلنج رکھتے ہیں اور ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ آج کے چرچ خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں حضرت مسیح کی تعلیم سے بالکل مختلف تعلیم دے رہے ہیں۔ آپ نے پڑھا ہے کہ حضرت مسیح نے کہا:۔

مَیں نے دنیا سے اعلانیہ باتیں کیں ہیں۔ مَیں نے ہمیشہ عبادت خانوں اور ہیکل میں جہاں سب یہودی جمع ہوتے ہیں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا۔ تو مجھ سے کیوں پوچھتا ہے سننے والوں سے پوچھ کہ مَیں نے ان سے کیا کہا۔

پادری صاحبان و علماء بائبل فرماتے ہیں:۔

1۔ کہ یسوع نے تثلیث کی تعلیم دی۔

2۔ کہ یسوع نے اپنے آپ کو پورے طور پر خدا بھی کہا اور انسان بھی۔

3۔ کہ یسوع نے موسوی شریعت کو منسوخ کیا۔

4۔ کہ یسوع نے کفارہ کی تعلیم دی۔

5 کہ یسوع نے کہا کہ وہ آسمان پر جائے گا اور آسمان سے کسی وقت اترے گا۔

یہ تمام باتیں یہودیوں کے نزدیک کفر اور صریح کفر ہیں اور سردار کاہن اور اس کے ساتھی یسوع پر کفر کا الزام ثابت کرنا چاہتے تھے۔

اب اگر یسوع نے ان پانچ باتوں کی تعلیم دی تھی جو آج کل کے چرچوں کے نزدیک یسوع کی بنیادی تعلیم ہیں اور یسوع کہتے ہیں کہ میں نے اعلانیہ تعلیم دی ہے۔ تو فرمایئے کہ یہودی عدالت میں یسوع پر کفر کا الزام لگانے کے لئے جھوٹے گواہ پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ صاف لکھا ہے:۔

’سردار کاہن اور سب صدر عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کے لئے اس کے خلاف جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگے۔ مگر نہ پائی‘۔ (متی باب 26 آیت59-60)

بہتیروں نے اس پر جھوٹی گواہیاں دیں لیکن ان کی گواہیاں متفق نہ تھیں۔ (مرقس باب14)

اب فرمایئے چرچ کے متبعین! اگر یسوع نے وہی تعلیم دی تھی جو آپ یسوع کی طرف منسوب کر رہے ہیں تو یہ تو یہود کے نزدیک یسوع کے زمانہ میں بھی اور آج بھی صریح کفر ہے۔ کیا ضرورت تھی جھوٹی گواہیوں کی اور جھوٹے گواہ ڈھونڈنے کے لئے ہزاروں گواہ کھڑے کئے جاسکتے تھے کہ:

یسوع نے تثلیث کی تعلیم ہمارے سامنے دی۔

اپنی الوہیت کا ہمارے سامنے دعویٰ کیا۔

موسوی شریعت کو ہمارے سامنے منسوخ قرار دیا۔

کفّارہ کا عقیدہ پیش کیا۔

اپنے آسمان پر جانے اور آسمان سے واپس آنے کا دعویٰ کیا۔

اور ان میں سے ہر بات یہود کے نزدیک کفر ہے اور ایک منٹ میں یسوع کا کفر ثابت کیا جاسکتا تھا بلکہ دراصل گواہوں کی تو ضرورت ہی نہ تھی۔ اگر یسوع کی یہی تعلیم تھی جو آپ یسوع کی طرف منسوب کر رہے ہیں تو عدالت کی کاروائی میں ہی یسوع سے پوچھا جاسکتا تھا کہ تم تثلیث، الوہیت مسیح، یہودی شریعت کے منسوخ ہونے، کفارہ اور آسمان پر جانے اور اترنے کا عقیدہ رکھتے ہو یا نہیں اور یسوع نے لازماً اپنے اس دعویٰ کے مطابق کہ میں اعلانیہ تعلیم دیتا ہوں ان تمام باتوں کا اقرار کرنا تھا بشرطیکہ وہ ان کی تعلیم دیتے رہیں۔

مگر یسوع سے یہ نہ پوچھنا بلکہ صرف یہ پوچھنا کہ تم مسیح ہو یا نہیں اور تثلیث، الوہیت، نسخ شریعت، کفارہ کے بارہ میں سوال نہ پوچھنا اور حضرت مسیح کو کافر ثابت کرنے کے لئے جھوٹے گواہ کھڑے کرنا بتا رہا ہے کہ یسوع نے ہرگز ہرگز یہ تعلیم نہیں دی جو آج کے چرچ مسیح کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

فرمایئے پادری صاحبان! اگر آپ کے پاس ہمارے اس سوال کا جواب ہے تو پیش کیجئے!!!

ایک طرف مسیحی حضرات یسوع کو خدا کہتے ہیں جس نے تمام کائنات پیدا کی اور تمام طاقتوں اور قدرتوں کا وہ مالک ہے دوسری طرف ان کی کتاب ان کے مصنوعی خدا کے متعلق کہتی ہے:۔

’اس پر انہوں نے اس کے منہ پر تھوکا اور اس کے مکّے مارے اور بعض نے طمانچے مار کر کہا۔ اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا کہ تجھے کس نے مارا؟‘

(متی باب 26 آیت66، 67)

ایسا خدا مسیحی چرچ کو مبارک ہو۔

لیکن یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ مارنے والے یسوع کو مسیحیت اور نبوت کا طنز تو کرتے ہیں (اور کوئی شک نہیں کہ یسوع نے مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ کیا) مگر خدائی کا طنز نہیں کرتے۔ اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ان مخالفین کی نظر میں بھی یسوع نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا (جو آج کا چرچ یسوع کی طرف منسوب کرتا ہے)۔

اس کے بعد متی کے انجیل نویس نے پطرس کے یسوع کا انکار کرنے اور یسوع پر لعنت بھیجنے کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق ہم ذکر کر چکے ہیں کہ وہ شخص جس کو یسوع نے کلیسیاء کا بنیادی پتھر قرار دیا ہے اس سے ایسی بات ہونا قرین قیاس نہیں ہے اور شبہ ہوتا ہے کہ یہ محترم پولوس صاحب کی کارروائی کا نتیجہ ہے جس نے حضرت مسیح کے اصل بنیادی حواریوں پر ناپاک الزام لگانے کی پوری کوشش کی ہے۔

(باقی آئندہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے رؤیا وکشوف پر مشتمل ان کی بعض ایمان افروز روایات کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی اولادوں کو بھی وفا کے ساتھ جماعت سے منسلک رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم میں سے ہر ایک کو بھی اپنے ایمان اور یقین میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے

جلسہ سالانہ قادیان کے کامیاب وبابرکت انعقاد اور جلسہ میں شامل ہونے والوں کو بالخصوص جماعت کی ترقی اور اُمّت مسلمہ کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

مکرم پروفیسر بشیر احمد چوہدری صاحب ابن مکرم چوہدری سراج دین صاحب (لاہور)، مکرم بابر علی صاحب معلم سلسلہ (انڈیا)
اور مکرمہ روبینہ نصرت ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا ظفر احمد صاحب شہید (لاہور) کی وفات، مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 28 دسمبر 2012ء بمطابق 28 فتح 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اس وقت مَیں نے آپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وہ روایات لی ہیں جو اُن کے رؤیا وکشوف کے بارے میں ہیں۔

پہلی روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ کی ہے۔ یہ کچھ دیر قادیان رہنے کے لئے آئے۔ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صحبت میں رہے تو (وہاں کے) جو مختلف واقعات تھے، ان کی ایک روایت پیچھے چلتی آرہی ہے۔ اُس کے بعد آگے بیان کرتے ہیں کہ پانچ چھ روز کے بعد میں رخصت ہو کر واپس آ گیا (یعنی قادیان سے واپس چلے گئے)۔ واپس اپنے گھر آ کر، اپنے علاقے میں آ کر میں نے تبلیغ شروع کر دی۔ سب سے پہلے مَیں اپنے استاد صاحب کے پاس بغرض تبلیغ پہنچا۔ رات کے وقت اُن کو اور (اُن کے ساتھی تھے) میاں لال دین صاحب آرائیں، جو وہاں کے باشندے تھے، اُنہیں تبلیغ کی۔ کہتے ہیں اُسی رات جب میں نماز پڑھ کر سویا تو خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام کی کمر میں ایک کمر بند باندھا ہوا تھا اور نہایت چستی سے میرے دائیں ہاتھ کو پکڑ کر بڑی تیزی سے مجھے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ مدینہ شریف میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں بیوت مبارک تھے، (جہاں اُن کے گھر تھے، وہاں انہوں نے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے) کھڑا کر دیا اور (پھر کہتے ہیں کہ خواب میں مجھے) آپ علیہ السلام نظر نہیں آئے اور میں اُن مکانات کو جو خام تھے (کچے مکان تھے) اور شمار میں نو(9) ہیں۔ دیکھ کر کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم مبارک ان گھروں میں رہتے تھے اور اُن کے شمالی سمت میں ایک خام مسجد ہے۔ خواب میں مَیں کہتا ہوں کہ یہ مسجد نبوی ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ صبح کو مَیں نے مولوی صاحب کو یہ خواب سنایا (یعنی اپنے استاد کو) اور ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' اُن کی خدمت میں پیش کی اور (وہاں سے آ گیا، اُن سے) رخصت ہوا۔ پندرہ روز کے بعد مولوی صاحب نے یہ کتاب پڑھی، قادیان روانہ ہوئے اور بیعت کر کے واپس آئے۔ اسی طرح میاں لال دین بھی بیعت میں داخل ہو گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 7 صفحہ 234-235۔ از روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

حضرت نظام الدین صاحبؓ، انہوں نے 1890ء یا 91ء میں بیعت کی تھی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بیعت سے بہت پہلے 1883ء۔1884ء میں دیکھ لیا تھا۔ کہتے ہیں ''مَیں ابھی بیعت میں داخل نہیں ہوا۔ نمازِ عصر مسجد مبارک سے پڑھ کر پرانی سیڑھیوں سے جب نیچے اترا تو ابھی سقفی ڈیوڑھی میں تھا (یعنی وہ ڈیوڑھی جس پر covered area تھا) کہ دو آدمی بڑے معزز سفید پوش جوان قد والے ملے۔ (یہ قادیان گئے ہوئے تھے) جو مجھے سوال کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا پتہ مہربانی کر کے بتلائیں کہ کہاں ہیں؟ ہم بہت دور دراز سے سفر کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ مَیں نے کہا آؤ مَیں بتلا دوں۔ انہوں نے کہا نہیں آپ ہمارے پیچھے ہو جائیں۔ اوپر ہیں تو ہم پہچانیں گے۔ تب میں اُن کے پیچھے ہولیا۔ وہ میرے آگے آگے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چلے گئے۔ آگے اجلاس لگا ہوا تھا۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مجلس تھی۔) اور حضور علیہ السلام دستارِ مبارک سر سے اتارے ہوئے بے تکلف حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جاتے ہوئے اُن میں سے ایک شخص نے حضور کو جاتے ہی پوچھا کہ آپ کا نام غلام احمد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ ''ہاں''۔ پھر اُس نے کہا کہ آپ کا دعویٰ مسیح موعود کا ہے؟ حضور نے فرمایا۔ ''ہاں''۔ تو پھر اُس نے کہا کہ پہلے آپ کو السلام علیکم جناب حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور پھر میری طرف سے اور میں فلاں دن حضوری میں تھا۔ (یعنی اپنی خواب کا ذکر کر رہے ہیں) تب رسولِ خدا کا ہاتھ مبارک حضورؑ کے دائیں کندھے پر تھا۔ (یہ آگے وہی شخص اب اپنی خواب بتا رہے ہیں کہ فلاں دن مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا) اور رسولِ خدا کا ہاتھ مبارک حضور کے دائیں کندھے پر تھا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دائیں کندھے پر تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ھٰذا مَسِیْحٌ'' ان کی بیعت کرو اور میرا اسلام کہو۔ (یہ اُن لوگوں نے کہا۔) کہتے ہیں تب میرے دل نے سخت لرزہ کھایا۔ (یہ جو روایت بیان کرنے والے ہیں ناں حضرت نظام الدین صاحب، یہ اب آگے اپنا واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ) تب میرے دل نے سخت لرزہ کھایا اور دعا مسجد اقصیٰ میں بہت زاری سے کی۔ اللہ کے صدقے، اللہ تعالیٰ کے قربان، کیسے جلدی اُس نے میرے آقا کی دعا سے اس عاجز گناہگار کو اُٹھایا ہے۔ اسی رات سے بشارتیں اعلیٰ سے اعلیٰ ہونی شروع ہو گئیں۔ (جب مَیں نے دعا کی۔) تمام خوابوں کے لئے تو میدانِ کاغذ کی ضرورت ہے (اتنی خوابیں ہیں کہ انتہا کوئی نہیں) صرف ایک آخری خواب جس نے میرے جیسے عاصی گناہگار کو شرف بیعت حاصل کرنے کی بخشی، جس کا (ذکر) درج ذیل کرتا ہوں۔ کہتے ہیں خواب میں دیکھا کہ ایک دریا شرق سے غرب کو جا رہا ہے جس کی چوڑائی تقریباً ایک میل کی ہوگی۔ پانی بہت مصفّٰی ہے جیسے کسی نے شعر کہا ہے ؎

مصفّٰی ہمچو چشم تیز بیناں — مصفّٰی ہمچو از خلوت نشیناں

یعنی ایسا صاف جیسے ایک صاف نظر دیکھنے والی آنکھ ہے، جیسے صاف دل ایسا شخص جو خلوت میں ہو، علیحدگی میں ہو، الگ پاک سوچ رکھنے والا ہو، وہ بیٹھا ہوتا ہے۔ یہ تشبیہ انہوں نے دی ہے۔ بہرحال کہتے ہیں بہت صاف پانی تھا، کوئی شئے اُس میں خوفناک نہیں ہے اور میں بڑی خوشی سے تیر رہا ہوں۔ جب مولوی عبداللہ کشمیری جو اُس وقت تک (میرا خیال ہے اس وقت تک) احمدی نہیں تھا اُس نے بہت دور کنارے جنوب سے بلند آواز سے کہا۔ اے منشی جی، اے بابو جی! کیا آپ نہا رہے ہیں؟ ذرا دل کی جگہ تو دیکھو جو بالکل خشک ہے۔ کہتے ہیں مَیں نہا رہا تھا۔ آواز آئی کہ دل کو دیکھو باوجود پانی میں تیرنے کے بالکل خشک ہے۔ تب میں اُسی عالم میں اچھل کر دیکھتا ہوں تو واقعی میرے دل کی جگہ بالکل خشک ہے۔ اچھلتا ہوں اور پانی ہاتھوں میں بھر کے دل کی جگہ ڈال رہا ہوں، مگر خشک۔ مَیں کہتا ہوں مولوی عبداللہ! یہ کیا بات ہے؟ اُس نے جواب دیا۔ مشرق کو منہ کر کے دیکھو کیونکہ میں مغرب کی طرف جا رہا تھا۔ مشرق کی طرف جب منہ کر کے دیکھا تو اُدھر ایک بڑا عظیم الشان پُل دریا پر ہے اور اُس پُل کے اوپر مرزا صاحب کے گھر ہیں۔ مَیں نے کہا مَیں اس طرف نہیں جاؤں گا کیونکہ مرزا کے گھر ہیں۔ پھر مولوی عبداللہ نے کہا کہ جاؤ تو سہی۔ پھر جواب دیا کہ مَیں اُس طرف نہیں جاؤں گا۔ پھر مولوی عبداللہ روئے اور بلند آواز سے کہا کہ جاؤ تو سہی۔ تب اللہ تعالیٰ کے صدقے قربان، میں تیرتا ہوا پُل سے پار کی طرف شرق (یعنی مشرق کی طرف) چلا گیا۔ اُس طرف نکلا تو کنارہ گھاس والا پانی کے برابر ملا۔ محنت کر کے گھاس والے کنارے پر کھڑا ہو کر تمام بدن سے پانی نچوڑ رہا ہوں (خواب میں دیکھتے ہیں) مگر دل کا پانی جو خشک جگہ دل کی تھی (یعنی پہلے جب دریا میں نہا رہے تھے تو دل خشک تھا لیکن جب یہاں کھڑے ہو کر جسم سے پانی نچوڑنا شروع کیا تو کہتے ہیں کہ جو خشک جگہ دل کی تھی) وہاں سے اتنا پانی جاری ہے جو ایک چشمے کی طرح جاری ہے، خشک ہونے تک نہیں آتا۔ آنکھ کھل گئی اور اُسی دن بیعت کر لی اور ٹھنڈ پڑ گئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 189 تا 191۔ از روایات حضرت نظام الدین صاحبؓ)

حضرت خیر دین صاحبؓ ولد مستقیم صاحب، جنہوں نے 1906ء میں بیعت کی فرماتے ہیں کہ مَیں نے (اپنے ایک خواب کا پہلے ذکر کیا اُس کے بعد کہتے ہیں) ایک اور یہ خواب دیکھا کہ آپ نے جمعہ عید کی طرح پڑھایا ہے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ عید کی طرح پڑھایا ہے) خطبہ کرنے کے لئے ایک کمرہ ہے۔ قرآنِ شریف پکڑ کر آپ اُس کے اندر تشریف لے گئے۔ وہ کمرہ مسجد کے داہنے کونے میں ہے۔ آپ کے پیچھے چار سکھ بھی، جن کے کپڑے میلے کچیلے ہیں اور اُن کے پاس کوئی ہتھیار بھی معلوم ہوتا تھا مگر ظاہراً نظر نہیں آتا تھا، اندر داخل ہو گئے۔ اُس وقت میرے دل میں یہ بات گزری کہ یہ شاید حضرت اقدس پر حملہ کریں گے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے میز پر قرآنِ شریف رکھ کر پڑھ رہے ہیں اور وہ چار سکھ پاس بیٹھ کر قرآنِ شریف سن رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ باہر نکلے۔ اُس وقت اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ اپنی آنکھوں کو پونچھتے آتے تھے۔ مجھے اُس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُن پر بہت رقت طاری ہو گئی ہے اور یہ مرید بن گئے۔ وہ روتے بھی ہیں اور پنجابی میں یہ الفاظ بھی کہتے ہیں کہ ’’چندہ ایویں تے نئیں ناں منگدا‘‘ گویا کہ وہ معتقد ہو گئے ہیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 161 روایات حضرت خیر دین صاحبؓ)

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ جنہوں نے 1901ء میں بیعت کی تھی بیان کرتے ہیں کہ 1902ء میں حضور کی کسی ایک تحریر کے اندر ’’میری نبوت‘‘ اور ’’میری رسالت‘‘ کے الفاظ تھے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی تحریر انہوں نے پڑھی جس میں یہ لکھا ہوا تھا، یہ الفاظ تھے کہ ’’میری نبوت‘‘ اور ’’میری رسالت‘‘) کہتے ہیں اس کو دیکھ کر میری طبیعت میں قبض پیدا ہوئی (کہ یہ نبوت اور رسالت کو اس طرح واضح طور پر کیوں لکھا ہوا ہے؟) کہتے ہیں پھر مَیں نے کسی سے دو تین روز تک بات نہیں کی۔ آخر تیسرے دن مجھے الہاماً بتایا گیا کہ ’’لَا رَیْبَ فِیْهِ‘‘۔ اب اس کے بعد (کہتے ہیں کہ اس الہام کے بعد) مَیں اَوَدھ میں ملازمت کے سلسلے میں چلا گیا اور مطالعہ کا موقع ملا۔ اور خدا کے فضل سے علم میں اضافہ ہو کر وہ وقت آ گیا جب اللہ تعالیٰ قادیان لے آیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد رجسٹر نمبر 11 صفحہ 256 از روایات حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ)

حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ (ان کا سن بیعت 1897ء ہے) بیان کرتے ہیں کہ مجھے بیعت کی تحریک حضرت والد صاحب کو تحریک اور ایک خواب کے ذریعہ سے ہوئی۔ (کہتے ہیں) مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور ایک چارپائی پر لیٹے ہیں اور بہت بیمار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے پاس کھڑے ہیں جیسے کسی بیمار کی خبرگیری کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چارپائی سے آپ کے کندھے کا سہارا دے کر کھڑے ہوئے۔ اُس کے بعد اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکچر دینا شروع کر دیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق بیان تھا اور اس کے بعد خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تندرست ہو گئے ہیں اور آپ کا چہرہ پُر رونق ہو گیا۔ جس سے میں نے یہ تعبیر نکالی کہ اب اسلام حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے ذریعہ سے دوبارہ زندہ ہو گا۔ چنانچہ اس خواب کے بعد پھر میں نے بیعت کر لی۔

(رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ۔ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 28 حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں (ان کی بیعت 1903ء کی ہے۔ یہ حضرت اُمّ طاہر کے بھائی تھے) کہ میری عمر سات آٹھ سال کی ہو گی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گھر میں اس بات کا تذکرہ ہوا (یعنی اُس زمانے میں سات آٹھ سال کے بچے کی بھی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا تھا۔) کہتے ہیں گھر میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ کسی شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس نے یہ خواب دیکھا ہے کہ کچھ فرشتے ہیں جو کالے کالے پودے لگا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ طاعون کے پودے ہیں اور دنیا میں طاعون پھیلے گی اور یہ کہ میری آمد کی بھی یہ نشانی ہے۔ اس وقت ہم تحصیل رعیہ میں تھے۔ والد صاحب وہاں شفاخانے کے انچارج ڈاکٹر تھے۔ اسی عرصے کی بات ہے کہ مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ کسی نے گھر میں آ کر اطلاع دی کہ نانا جان آ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم باہر اُن کے استقبال کے لئے دوڑے۔ شفاخانے کی فصیل (یعنی ہسپتال کی دیوار) کے مشرق کی جانب کیا دیکھتا ہوں کہ بہلی میں نانا جان سوار ہیں، سبز عمامہ ہے اور بھاری چہرہ ہے۔ رنگ بھی گندمی اور سفید ہے اور داڑھی بھی سفید ہے۔ اور سورج نکلا ہوا ہے۔ مجھے فرماتے ہیں کہ میں آپ کو قرآن پڑھانے کے لئے آیا ہوں۔ اور انہی دنوں مَیں نے یہ خواب بھی دیکھا کہ رعیہ کی مسجد ہے اور اُس کے دروازے پر ’’لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘ لکھا ہوا ہے لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے، اُس کے الفاظ مدھم تھے۔ امام الزمان آتے ہیں۔ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، (یہ نظارہ دیکھا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہے لیکن الفاظ مدھم ہیں۔ اُس کے بعد پھر نظارے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں، مسجد میں داخل ہوتے ہیں) مَیں بھی ساتھ جاتا ہوں، مسجد کی صفیں ٹیڑھی ہیں۔ آپ ان صفوں کو درست کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں ہم اُس زمانے میں احمدی نہیں ہوئے تھے۔ اُس زمانے میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ مسلمان برباد ہو چکے ہیں اور تیرھویں صدی کا آخر ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ بھی تشریف لائیں گے۔ (مسلمانوں میں جو عام تصور پایا جاتا تھا کہ عیسیٰ اور مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخص ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس بات کا بڑا چرچا تھا۔) چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ اُس مہدی اور عیسیٰ کی آمد کا ذکر بڑی خوشی سے کیا کرتی تھیں کہ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے اور یہ بھی ذکر کیا کرتی تھیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کا ہونا بھی حضرت مہدی کے زمانے کے لئے مخصوص تھا اور وہ ہو چکا ہے۔ آگے لکھتے ہیں ممکن ہے کہ یہ خوابیں اس بچپن میں شنیدہ باتوں کے اثر کے ماتحت خواب کی صورت نظر آتی ہوں لیکن واقعات یہ بتلاتے ہیں کہ وہ مہدی اور مسیح کے آنے کا عام چرچا اور یہ خوابیں جو بڑوں چھوٹوں کو اُس زمانے میں آیا کرتی تھیں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی ہوا چلی تھی کہ بچوں اور بڑوں سب کو آیا کرتی تھیں۔) آنے والے واقعات کے لئے بطور آسمانی اطلاع کے تھیں۔ (چنانچہ یہ پورا خاندان حضرت سید ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب کا احمدی ہوا اور اخلاص و وفا میں بڑی ترقی کی۔) (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ۔ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 142-143۔ بقیہ روایات حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ جن کا بیعت کا سن 1898ء کا ہے، فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ آپ حامد علی کے ساتھ مہمان خانے میں جائیں اور ظہر کے وقت مَیں پھر ملاقات کروں گا۔ (جب یہ وہاں پہنچے تو ان کو یہ کہا گیا) کہتے ہیں مَیں مہمان خانے چلا گیا وہاں کھانا آیا، ذرا آرام کیا۔ ظہر کی اذان ہوئی۔ مجھے پہلے ہی حامد علی صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ پہلی صف میں جا کر بیٹھ جائیں۔ چنانچہ میں اُسی ہدایت کے ماتحت پہلی صف میں ہی قبل از وقت جا بیٹھا۔ حضور تشریف لائے، نماز پڑھی گئی۔ نماز کے بعد حضور میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کب جانا چاہتے ہیں۔ مَیں نے کہا حضور! ایک دو روز ٹھہروں گا۔ حضور نے فرمایا کہ کم از کم تین دن ٹھہرنا چاہئے۔ دوسرے روز ظہر کے وقت میں نے بیعت کے لئے عرض کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابھی نہیں، کم از کم کچھ عرصہ یہاں ٹھہریں۔ ہمارے حالات سے آپ واقف ہوں۔ اس کے بعد بیعت کر لیں۔ مگر مجھے پہلی رات ہی مہمان خانے میں ایک رؤیا ہوئی جو یہ تھی۔ (اب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خواب کے ذریعہ سے رہنمائی ہو رہی ہے۔ یہ جو غیر احمدی کہتے ہیں ناں یا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بغیر سوچے سمجھے لوگ بیعت کر لیتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بڑے آرام سے بیعت لے لیا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام تو ہر ایک کی حالت کے مطابق بیعت لیتے تھے جب تک یہ تسلی نہیں ہو جاتی تھی کہ اس شخص کی تسلی ہو گئی ہے۔ بہرحال کہتے ہیں میں نے ایک خواب دیکھی۔) مَیں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک نور نازل ہوا اور وہ میرے ایک کان سے داخل ہوا اور دوسرے کان سے تمام جسم سے ہو کر نکلتا ہے۔ اور آسمان کی طرف جاتا ہے۔ (یعنی یوں ہو کر نکل نہیں گیا بلکہ یہ داخل ہو کے سارے جسم میں سے گزرا پھر دوسری طرف سے نکل گیا اور پھر آسمان کی طرف چلا جاتا ہے) اور پھر ایک طرف سے آتا ہے اور اس میں کئی قسم کے رنگ ہیں۔ سبز ہے، سرخ ہے، نیلگوں ہے، اتنے ہیں کہ گنے نہیں جا سکتے۔ قوسِ قزح کی طرح تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا روشن ہے اور اُس کے اندر اس قدر سرور اور راحت تھی کہ مَیں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے صبح اُٹھتے ہی یہ معلوم ہوا کہ رؤیا کا مطلب یہ ہے۔ (اس خواب کا مطلب یہ ہے) کہ آسمانی برکات سے مجھے وافر حصہ ملے گا اور مجھے بیعت کر لینی چاہئے۔ اسی رؤیا کی بناء پر مَیں نے حضرت صاحب سے دوسرے روز ظہر کے وقت بیعت کے لئے عرض کیا مگر حضور نے منظور نہ فرمایا اور تین دن کی شرط کو برقرار رکھا۔ چنانچہ تیسرے روز ظہر کے وقت میں نے عرض کیا کہ حضور! مجھے شرح صدر ہو گیا ہے اور لِلّٰہ میری بیعت قبول کر لیں۔ (خدا کے واسطے بیعت قبول کر لیں۔) چنانچہ حضور نے میری اپنے دستِ مبارک پر بیعت لی اور میں رخصت ہو کر لاہور آ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 9 صفحہ 127-126۔ از روایات حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان فرماتے ہیں (ان کا بیعت سن 1898ء ہے۔ پہلے بھی انہی کی روایت تھی) کہ لاہور میں ایک وکیل ہوتے تھے، ان کا نام کریم بخش تھا۔ وہ بڑی فحش گالیاں (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو دیا کرتے تھے۔ ایک دن دورانِ بحث اُس نے کہا کہ کون کہتا ہے مسیح مر گیا؟ مَیں نے جواباً کہا کہ مَیں ثابت کرتا ہوں کہ مسیح مر گیا۔ اُس نے اچانک ایک تھپڑ بڑے زور سے مجھے مارا۔ اس سے میرے ہوش پھر گئے اور مَیں گر گیا۔ (یعنی بیہوشی کی کیفیت ہو گئی) جب مَیں وہاں سے چلا آیا تو اگلی رات مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ کریم بخش ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر پڑا ہے اور اُس کی چارپائی کے نیچے ایک گڑھا ہے اس میں وہ گر رہا ہے اور نہایت بے کسی کی حالت میں ہے۔ صبح میں اُٹھ کر اُس کے پاس گیا اور میں نے اُسے کہا کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ تو ذلیل ہو گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد اس کی ایک بیوہ لڑکی کو ناجائز حمل ہو گیا۔ اُس نے کوشش کر کے جنین کو گروایا۔ مگر اس سے لڑکی اور جنین دونوں کی موت واقع ہو گئی۔ پولیس کو جب علم ہوا تو اُس کی تفتیش ہوئی جس سے اُس کا کافی روپیہ ضائع گیا اور عزت بھی برباد ہوئی۔ وہ شرم کے مارے گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ مجھے جب علم ہوا تو میں اُس کے گھر گیا، اُسے آواز دی۔ وہ باہر آیا۔ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود کی مخالفت کا وبال چکھ لیا ہے یا ابھی اس میں کچھ کسر باقی ہے۔ اُس نے مجھے گالیاں دیں اور شرمندہ ہو کر اندر چلا گیا۔ (یعنی اثر پھر بھی اُس پر نہیں ہوا) اور پھر کبھی میرے سامنے نہیں آیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 9 صفحہ 207-206 از روایات حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

اس قسم کے واقعات اب بھی ہوتے ہیں۔ پاکستان میں جو ظلم ہو رہے ہیں، ان میں اس قسم کے واقعات بھی ساتھ ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ بیان اس لئے نہیں کیا جاتا کہ بعض اَور وجوہات ہیں۔ کیونکہ ابھی

وہاں کے حالات ایسے نہیں، کہیں اَور تنگ نہ ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ پاکستان میں بھی، ان حالات میں بھی یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کرنے والے ہیں، اُن سے انتقام لیتا جا رہا ہے۔ کئی واقعات لوگ لکھتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخالفین کی پکڑ کی۔ کس طرح اُن کی ذلّت کے سامان کئے۔ لیکن بہرحال جب وقت آئے گا تو وہ بیان بھی کر دیئے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن لوگوں کا، اُس علاقے کے لوگوں کا پھر اس کو دیکھ کے ایمان بہرحال بڑھتا ہے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے 1897ء میں بذریعہ خط بیعت کی تھی اور دو سال بعد زیارت ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ مولوی امام الدین صاحب 1897ء میں مجھ سے پہلے بھی ایک دفعہ قادیان جا چکے تھے، مگر مخالفانہ خیالات لے کر آئے تھے۔ (قادیان تو گئے تھے لیکن بیعت نہیں کی اور نہ صرف بیعت نہیں کی بلکہ مخالفت میں بڑھ گئے۔) مگر جب مجھے بار بار خوابیں آئیں اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قادیان آئے ہیں تو ان پر (امام الدین صاحب پر) بھی اثر ہوا۔ اور ہم دونوں نے 99ء میں جا کر بیعت کی۔ جب ہم مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو مولوی صاحب سیڑھیوں پر آگے آگے تھے اور میں پیچھے پیچھے۔ میں نے یہ بات سنی ہوئی تھی کہ بزرگوں کو خالی ہاتھ نہیں ملنا چاہئے۔ میں نے پیچھے سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر ایک روپیہ نکالا۔ مولوی صاحب حضرت صاحب سے ملے۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کو کہا کہ جو لڑکا آپ کے پیچھے ہے اس کو بلاؤ۔ مَیں جب حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام کی بزرگ شان کا تصور کر کے میری چیخیں نکل گئیں۔ حضرت صاحب میری پیٹھ پر بار بار ہاتھ پھیرتے اور تسلّی دیتے مگر مَیں روتا ہی جاتا تھا"۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 10 صفحہ 32-33 از روایات حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ)

کیونکہ خوابیں یاد آ جاتی تھیں، کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قادیان میں دیکھا۔ اور اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھ کے ایک اپنی کیفیت بھی تھی۔

حضرت چوہدری احمد دین صاحب (ان کی بیعت غالباً 1905ء کی ہے) بیان کرتے ہیں کہ راولپنڈی میں کتابیں دیکھنے سے پہلے مَیں نے ایک خواب دیکھا۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں دیکھنے سے پہلے) کہ گویا حضرت داتا گنج بخش صاحب کا روضہ ہے اور مجھے اُس وقت ایسا معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ ہے جس پر کہ چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا، اُس نے قبر کے اوپر ہو کر وہ ہار اپنے دونوں ہاتھوں سے نیچے کیا تو اُس کے ہاتھ نیچے چلے گئے۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہوا کہ جسم مطہر کے نیچے اُس نے وہ پھولوں کا ہار رکھ دیا ہے۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے نیچے وہ ہار رکھ دیا ہے) جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مدفون ایک بارہ سالہ لڑکے کی شکل میں باہر نکل آیا اور سب سے پہلے انہوں نے مجھ سے معانقہ کیا۔ اُس لڑکے کی شکل حضرت مرزا صاحب کی شکل سے ملتی تھی۔ مَیں نے اُس وقت خیال کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ الٰہی کے خلاف کس طرح دنیا میں زندہ ہو کر آ سکتے ہیں؟ اُس وقت یہ بھی خیال آیا کہ مرزا صاحب جو بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو یہ وہی واقعہ نہ ہو۔ اتنے میں مجھے جاگ آ گئی۔ اُس خواب سے مجھے حضرت صاحب کی صداقت کے متعلق کچھ اثر ہوا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 10 صفحہ 68 تا 70 از روایات حضرت چوہدری احمد دین صاحبؓ)

حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ بیان کرتے ہیں (1898ء یا 99ء کی ان کی بیعت ہے) کہ بیعت سے ایک سال قبل میں نے خواب میں دیکھا۔ اُس وقت ہم چکڑالوی تھے۔ اس سے پہلے اہلحدیث تھے۔ ہمارے محلے میں ایک شخص احمدی آ گیا۔ ہم نے اس کا مسجد میں نماز پڑھنا اور کنوئیں میں سے پانی بھرنا بند کر دیا تھا۔ اس لئے کہ ہم اُسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔ کہتے ہیں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے کنوئیں کے مغرب کی طرف امریکن پادریوں کی ایک کوٹھی ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ مغرب کی طرف ایک راستہ ہے۔ راستہ میں ایک آدمی کھڑا ہے۔ اُس نے ایک پتنگ اڑائی ہے۔ مَیں اُس آدمی کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں اور اس آدمی کو بھی۔ (دو آدمی تھے ناں۔ تو اس آدمی کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں اور اُس آدمی کو بھی۔) اسی اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ اس کوٹھی میں ایک مرصع تخت بچھا ہے۔ (ایک بڑا سجا یا تخت ہے) اُس پر ایک خوبصورت لڑکا بیٹھا بانسری بجا رہا ہے اور تخت ہوا میں لہرا رہا ہے۔ وہ بوڑھا آدمی جو پتنگ اڑا رہا تھا اُس نے پتنگ اس لڑکے کی طرف اُڑایا یہاں تک کہ پتنگ لڑکے کے سر کے ساتھ لگا۔ اُس کا لگنا ہی تھا کہ دھواں پیدا ہو گیا۔ نہ وہ تخت رہا، نہ لڑکا۔ سب کچھ دھواں ہو گیا۔ پہلے لڑکے کی شکل سیاہ ہوئی پھر دھواں ہو گیا مگر پتنگ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ پھر میں نے مولوی فیض دین صاحب کو اس مسجد کبوتراں والی میں آ کر خواب سنائی۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ یونہی خیال ہے، جانے دو۔ دوسری خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم دونوں بھائی بازار میں جا رہے تھے، تمام بستی ہندوؤں کی تھی۔ ایک بوڑھے شخص کو ہم نے قرآن پڑھتے سنا۔ جب ہم واپس آئے تو پھر بھی وہ پڑھ رہا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص پکا مسلمان اور بے دھڑک آدمی ہے جو ہندوؤں کی بستی میں قرآن پڑھ رہا ہے۔ بیعت کے بعد جب حضرت صاحب کا فوٹو دیکھا تو پتہ لگا کہ یہ وہی شخص ہے اور جو شخص پہلی خواب میں پتنگ اڑا رہا تھا وہ بھی یہی شخص تھا، (یعنی دونوں خوابوں میں ایک ہی شخص تھا)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 10 صفحہ 167-168۔ از روایات حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ)

حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ (مزید) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں قادیان گیا۔ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ بتاؤ سیالکوٹ میں طاعون کا کیا حال ہے؟ مَیں نے واردات کا ذکر کیا۔ ساتھ ہی میں نے ایک خواب بیان کیا کہ یا حضرت! میں نے دیکھا کہ ہمارے مکان پر پولیس کے آدمی بندوقوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ کا گھر طاعون سے محفوظ رہے گا۔ آپ کا خدا حافظ ہے۔ (چنانچہ محفوظ رہے۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 10 صفحہ 173-174۔ از روایات حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ)

حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں بیان فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکے عبدالحق کی پیدائش کے بعد میں قادیان آیا اور مسجد مبارک میں خواب کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ حضور اس مسجد میں ٹہلتے ہیں اور اس مسجد میں صندوق رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے میرا نام سرخ سیاہی سے ایک کتاب میں درج کیا اور فرمایا کہ بابو فتح دین کو کہہ دینا کہ اب کے 13 دسمبر کو جلسہ نہیں ہوگا۔ یہ مسجد اُس وقت فراخ نہ تھی۔ خواب میں دیکھا کہ سات پٹواری مسجد مبارک کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ اُن سات میں سے صرف مجھ کو حضور نے بلوایا ہے۔ تعبیر پوچھنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ سات پٹواری احمدی ہوں گے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 11 صفحہ 355-356۔ از روایات حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں)

حضرت ملک غلام حسین صاحب مہاجرؓ بیان کرتے ہیں (بیعت 1891ء کی ہے) کہ رہتاس میں ہم اپنے بھائی منشی گلاب دین صاحب سے کتابیں سنا کرتے تھے، مرثیہ اور دیگر نظمیں وغیرہ، کیونکہ ہم غالی شیعہ تھے۔ ماتم وغیرہ کیا کرتے تھے۔ مرأۃ العاشقین وغیرہ پڑھتے تھے۔ بعض وقت فقراء: امام غزالی اور شیخ عطار وغیرہ کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے کہ اگر سراج السالکین مصنفہ امام غزالی جیسی تحریر لکھنے والا آج پیدا ہو جائے تو چاہے ہمیں سو، دو سو، چار سو میل پیدل جانا پڑے ہم ضرور جائیں گے۔ اتفاقاً یہاں سے (یعنی قادیان سے) توضیح مرام، فتح اسلام دونوں رسالے وہاں پہنچ گئے۔ یہ اشتہار بابا قطب الدین آف مالیر کوٹلہ فقیر لائے تھے۔ اُن کو ایک خواب آیا تھا کہ میں سیالکوٹ گیا ہوں اور وہاں حضرت صاحب سے جا کر ملا ہوں۔ چنانچہ اُس نے واقعی جانے کا عزم کر لیا اور جس طرح خواب میں لباس اور حضور کا نقشہ دیکھا تھا، ویسا ہی پایا اور یہ کتابیں ساتھ لایا۔ آخر منشی گلاب دین صاحب سے ملا اور کتابیں دے کر کہا کہ مَیں نے اپنی لڑکی کے پاس جانا ہے۔ آپ ایک دو روز میں یہ کتابیں دیکھ لیں۔ (یعنی ادھار کتابیں اُن کو دے گئے کہ مَیں نے آگے سفر پر جانا ہے، دو تین دن ہیں، آپ یہ کتابیں دیکھ لیں۔) وہ رسالے منشی صاحب نے ہمیں پڑھ کر سنائے اور کہا کہ یہ تحریر شیخ عطار اور امام غزالی وغیرہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ (پہلے ان کی کتابیں پڑھا کرتے تھے ناں، جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھیں تو کہتے ہیں یہ تحریر تو اُن سے بہت اعلیٰ ہے) ان دنوں بیعت کا اشتہار حضور نے دیا تھا۔ خاکسار (یعنی یہ روایت کرنے والے) اور منشی گلاب الدین صاحب اور میاں اللہ دتہ صاحب تینوں نے اُسی وقت بیعت کا خط لکھ دیا۔ یہ غالباً 1891ء کی بات ہے۔ جب وہ رسالے سنا چکے تو مَیں نے کہا کہ تمہارا وعدہ تھا کہ اگر اس وقت اس قسم کا آدمی ملے تو چاہے چار سو میل جانا پڑے ہم جائیں گے۔ اب بیعت تو کر چکے ہیں اور جلسہ سالانہ 1892ء کا بالکل قریب ہے۔ اشتہار شائع ہو چکا ہے۔ چلو زیارت بھی کر آئیں اور جلسہ بھی دیکھ آئیں۔ چنانچہ ہم تینوں نے عزم کر لیا۔ میں ایک جگہ پانچ چھ میل کے فاصلے پر دکان کیا کرتا تھا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ پرسوں چلیں گے۔ لیکن وہ لوگ میرے آنے سے پہلے ہی چل پڑے (وہاں "کریالہ" ایک سٹیشن تھا۔" وہ کریالہ والے سٹیشن پر چلے گئے۔ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ میں جہلم سے سوار ہو گیا۔ کریالہ میں ہم تینوں اکٹھے ہو گئے۔ اگلے دن لاہور پہنچے۔ کسی نانبائی کی دکان سے روٹی کھائی۔ لوگ کہنے لگے کہ گاڑی چھ بجے شام کو چلے گی۔ چنانچہ ہم نے عجائب گھر، چڑیا گھر وغیرہ کی سیر کی۔ شام کو سٹیشن پر آ کر بٹالہ کا ٹکٹ حاصل کیا۔ رات گیارہ بجے بٹالہ ایک سرائے میں پہنچے۔ چارپائی بھی کوئی نہ تھی اور وہاں گند پڑا ہوا تھا۔ وہاں رہنے کو دل نہیں چاہا۔ شہر میں ایک مسجد میں پہنچے۔ مسجد میں رات کو آرام کیا۔ خدا کی قدرت کہ وہ مسجد مولوی محمد حسین بٹالوی کی تھی۔ جب صبح نماز پڑھ کر بیٹھ گئے تو مولوی محمد حسین صاحب پوچھنے لگے کہ مہمان کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے منشی گلاب الدین صاحب کو کہا کہ آپ تعلیم یافتہ ہیں اور یہ مولوی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ ہی بات کریں۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہم رہتاس ضلع جہلم سے آئے ہیں۔ مولوی صاحب نے مہمان سمجھ کر گنے کے رس کی کھیر کھلائی۔ پھر پوچھا کہ آپ کہاں جائیں گے۔ منشی صاحب نے کہا قادیان۔ مولوی صاحب کہنے لگے ادھر کیا کام ہے؟ منشی صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے اور جلسہ کا بھی اعلان کیا ہے۔ کہتے ہیں لکھتے ہوئے کہ ایک بات رہ گئی کہ جب رہتاس میں منشی صاحب نے رسالے سنائے تو بھائی اللہ دتہ تیلی نے کہا کہ یہ جو مرزا صاحب نے کہا ہے کہ مسیح مر گیا ہے اور مَیں آنے والا مسیح ہوں، یہ معمولی بات نہیں ہے اور نہ ایسا کہنے والا معمولی انسان ہے جو تیرہ سو سال کی اتنی بڑی غلطی کو نکالے۔ خیر کہتے ہیں مولوی محمد حسین صاحب سے ہماری باتیں ہو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عقل ماری ہوئی ہے۔ اگر مرزا اچھا ہوتا (یعنی صحیح ہوتا) تو کیا ہم نہ جاتے؟ (مَیں نہ بیعت کر لیتا جا کے؟) پس تم واپس چلے جاؤ۔ کہنے لگا کہ مرزا صاحب ہمارے واقف ہیں۔ مَیں اُن کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ انہوں نے تو ایک

دوکان کھولی ہوئی ہے جو چلے گی نہیں۔ خوامخواہ تم بھی پیسے برباد کر رہے ہو۔ اُن کے پاس جانے کا کیا فائدہ۔ وہ کہتے ہیں میرے ساتھی بات سن کے خاموش ہو گئے۔ مَیں نے کہا کہ جو پیسے صَرف کرنے تھے، وہ تو خرچ ہو گئے۔ اب تو ہم ضرور جائیں گے۔ دیکھ کر واپس آئیں گے۔ خیر اُس نے روٹی منگوائی اور روٹی کھا کر ہم پیدل چل پڑے۔ قادیان پہنچے، جلسہ شروع تھا۔ پچیس تیس آدمی تھے[(1)]۔ جلسہ فصیل پر ہوا۔ ایک تخت پوش تھا اور چند صفیں تھیں۔ کھانے کے لئے پلاؤ زردہ اور پُھلکے آ گئے۔ ہم نے کھا لئے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب بسترے اور جگہ دیا کرتے تھے۔ ہمیں بھی اس نے جگہ بتلائی۔ رات گزری۔ صبح سویرے کھانا کھا کر دس بجے جلسہ میں شامل ہوئے۔ حضرت صاحب تشریف لائے۔ حضور کبھی رومی ٹوپی سر پر رکھا کرتے تھے، کبھی اُس پر ہی پگڑی باندھ لیا کرتے تھے اور ٹوپی پگڑی میں سے نظر آتی تھی۔ حضور جب تخت پوش پر کھڑے ہوئے تو میں نے ساتھیوں کو کہا کہ دیکھو ایسی نورانی شکل بھلا اور کوئی نظر آ سکتی ہے۔ اگر مولوی محمد حسین کی باتوں پر جاتے تو کیسے بدنصیب ہوتے''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 10 صفحہ 314 تا 317۔ از روایات حضرت ملک غلام حسین صاحب مہاجرؓ)

حکیم عبدالصمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (بیعت 1905ء کی ہے) کہ حضرت صاحب نے تقریر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور فرمایا کہ جو لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے میرے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتے وہ اس دعا کو کثرت سے پڑھیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کی پنجوقتہ نمازوں میں بتلائی ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم (الفاتحۃ:6)۔ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت کثرت سے پڑھیں۔ زیادہ سے زیادہ چالیس روز تک اللہ تعالیٰ اُن پر حق ظاہر کر دے گا۔ کہتے ہیں مَیں نے تو اُسی وقت سے شروع کر دیا۔ مجھ پر تو ہفتہ گزرنے سے پہلے ہی حق کھل گیا۔ مَیں نے دیکھا (خواب بتا رہے ہیں) کہ حامد کے محلّہ کی مسجد میں ہوں۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ مَیں حضرت صاحب کی طرف مصافحہ کرنے کے لئے بڑھنا چاہتا تھا کہ ایک نابینا مولوی نے مجھ کو روکا۔ دوسری طرف میں نے بڑھنا چاہا تو اُس نے اُدھر سے بھی روک لیا۔ پھر تیسری مرتبہ مَیں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرنا چاہا تو اُس نے مجھ کو پھر روکا۔ تب مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اُسے مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں غصہ نہ کرو، مارو نہیں۔ (خواب کا ذکر فرما رہے ہیں۔) مَیں نے عرض کیا کہ حضور! مَیں تو حضور سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں اور یہ مجھ کو روکتا ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ مَیں نے صبح میر قاسم علی صاحب اور مولوی محبوب احمد صاحب، مستری قادر بخش صاحب کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ (خواب بیان کی۔) میر صاحب نے کہا کہ اسے لکھ دو۔ مَیں نے لکھ دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے نیچے لکھ دو کہ مَیں اپنے اس خواب کو حضور کی خدمت میں ذریعہ بیعت قرار دیتا ہوں۔ مَیں نے لکھ دیا۔ مولوی محبوب احمد صاحب جو غیر احمدی تھے انہوں نے کہا کہ تم کو اپنے والد کا مزاج بھی معلوم ہے۔ وہ ایک گھڑی بھر بھی تم کو اپنے گھر نہیں رہنے دیں گے۔ مَیں نے کہا مجھے اُن کی کوئی پرواہ نہیں۔ خیر حضرت صاحب نے بیعت منظور کر لی اور مجھے لکھا کہ تمہاری بیعت قبول کی جاتی ہے۔ اگر تم پر کوئی گالیوں کا پہاڑ کیوں نہ توڑے، نگاہ اُٹھا کر مت دیکھنا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد 12 صفحہ 17-18۔ از روایات حضرت حکیم عبدالصمد صاحبؓ ولد حکیم عبدالغنی صاحب)

پس یہ چند واقعات تھے جو مَیں نے اس وقت بیان کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی اولادوں کو بھی وفا کے ساتھ جماعت سے منسلک رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم میں سے ہر ایک کو بھی اپنے ایمان اور یقین میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کل قادیان میں جلسہ کی تیاریاں ہیں۔ کل سے انشاء اللہ تعالیٰ وہاں جلسہ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے جلسہ کو بابرکت فرمائے اور جو بھی شاملین ہیں وہ جلسہ سے بھرپور استفادہ کرنے کی کوشش کریں۔ بہت سارے مہمان دنیا بھر سے گئے ہوئے ہیں۔ اس وقت وہاں تقریباً اکیس یا بائیس ممالک کی نمائندگی ہو گئی ہے، مَیں اُن کو بھی کہتا ہوں کہ وہ لوگ جس مقصد کے لئے گئے ہوئے ہیں اُس کو پورا کریں۔ دعاؤں میں وقت گزاریں اور اگر اُن کو موقع ملے تو اُن مقدس جگہوں پر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعائیں کی ہیں، دعائیں کریں اور جماعت کی ترقی کے لئے سب سے بڑھ کر دعا کریں۔ دشمنوں سے نجات پانے کے لئے خاص دعا کریں۔ وہاں یہ دعائیں سب سے زیادہ احمدیت والی دعائیں ہونی چاہئیں۔

اسی طرح مسلم اُمّہ کے لئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی سیدھے راستے پر چلائے، ان کی رہنمائی فرمائے اور ان کو بھی زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح آجکل مسلمان ممالک کے، خاص طور پر مشرق وسطیٰ کے ممالک کے، اور شام کے خاص طور پر حالات بہت خراب ہوئے ہوئے ہیں۔ وہاں کے احمدی لکھتے ہیں کہ اتنے برے حالات ہیں کہ جس کا اندازہ بھی باہر بیٹھے نہیں کیا جا سکتا۔ عمومی طور پر ان تمام لوگوں کے لئے اور خاص طور پر احمدیوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو ہر طرح سے، ہر شر سے ہر تکلیف سے، ہر پریشانی سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ حکومت کے ارباب کو بھی عقل دے اور عوام کو بھی جو آپس میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں کہ بجائے لڑائی کے مصالحت سے، افہام و تفہیم سے اپنے مسائل کو حل کرنے والے ہوں۔ ان کے ان حالات سے شدت پسند اور اسلام دشمن دونوں فائدہ اُٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس وجہ سے مزید حالات بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں گروہوں کا بھی خاتمہ کرے تا کہ اسلام کو داغدار کرنے کی جو مذموم کوشش یہ لوگ کر رہے ہیں یا اسلام کے نام پر اسلام کے یہ ہمدرد جو کوششیں کر رہے ہیں جو غلط قسم کی کوششیں ہیں، یہ ناکام ہوں اور اسلام کا خوبصورت چہرہ جو جماعت احمدیہ دنیا کو دکھا رہی ہے، وہ دنیا پر واضح اور صاف ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں اور ہمارے ارادوں، ہماری کوششوں میں برکتیں ڈالے اور تمام دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہم دیکھنے والے ہوں۔ اس لئے وہاں جو موجود ہیں، جلسہ پر گئے ہوئے ہیں اُن سے مَیں کہتا ہوں کہ خاص طور پر جلسہ کے دنوں میں ان دعاؤں کو ہمیشہ اپنے مدّنظر رکھیں، پیشِ نظر رکھیں۔

اس کے علاوہ جمعہ کے بعد، نمازوں کے بعد مَیں تین جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جو ہے وہ پروفیسر بشیر احمد چوہدری صاحب کا ہے۔ یہ مکرم چوہدری سراج دین صاحب لاہور کے بیٹے تھے۔ 2 ر نومبر کو مختصر علالت کے بعد اڑسٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 28 ر مئی 2010ء کے سانحہ لاہور میں مسجد نور ماڈل ٹاؤن میں تھے جہاں کئی گولیاں ان کو لگی تھیں۔ شدید زخمی ہوئے تھے۔ ان کا دایاں بازو اور دائیں ٹانگ اور کولہا فائرنگ سے بری طرح متاثر ہوئے تھے۔ ڈیڑھ سال تک متواتر ماہر ڈاکٹروں کے زیرِ علاج رہے ہیں۔ شدید جسمانی اور ذہنی تکلیف اُٹھائی لیکن باوجود بیماری کے اس لمبے عرصہ کے بڑے صبر اور حوصلے اور جوانمردی سے انہوں نے وقت گزارا ہے اور کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہیں لائے۔ چلنے پھرنے کے قابل تو ہو گئے تھے۔ لیکن پھر پچھلے مہینہ ان کی وفات ہوئی ہے۔ یہ تو بہر حال اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ نمازوں کے بڑے پابند، قرآنِ کریم سے محبت کرنے والے، بڑے منکسر المزاج تھے۔ سلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ کمربستہ، خلافت کے ساتھ والہانہ عشق، انہوں نے انگریزی اور اکنامکس میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی تھی اور پنجاب یونیورسٹی میں انگریزی کے استاد اور اسی ادارے میں ایڈوائزر کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ اس سے پہلے ایف سی کالج میں انگریزی کے پروفیسر رہے۔ انگریزی کی چھ کتب کے مصنف بھی تھے جو وہاں سکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ انگریزی زبان کے شاعر بھی تھے۔ ضلع کی سطح پر شعبہ وقفِ نو اور شعبہ تعلیم میں خدمت کی توفیق پائی۔ گلبرگ میں آپ کا گھر بیس سال تک نماز سینٹر بھی رہا۔ چندوں کی ادائیگی میں، تحریکات میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ مرحوم کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر اور حوصلہ دے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ بابر علی صاحب کا ہے جو 17 ر دسمبر 2012ء کو ایک حادثہ میں تیس سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ بھی ایک طرح کی شہادت ہی ہے۔ آپ اپنے سرکل انچارج مکرم شیخ عبدالقادر صاحب کے ساتھ موٹر سائیکل پر ایک جماعتی دورہ کر رہے تھے۔ جماعتی کام کے دوران سب کچھ ہوا ہے۔ اس لئے بہرحال یہ بھی شہید ہیں۔ شام کو تقریباً سات بجے دورہ مکمل کر کے واپس آ رہے تھے کہ سردی کے موسم کی وجہ سے وہاں دھند چھائی ہوئی تھی اور سڑک چھوٹی تھی تو اچانک مخالف سمت سے آنے والے ایک تیز رفتار ٹریکٹر سے ان کی موٹر سائیکل ٹکرائی اور حادثہ کی وجہ سے یہ اور شیخ عبدالقادر صاحب دونوں شدید زخمی ہو گئے۔ غیر آباد جگہ تھی جہاں حادثہ ہوا۔ لوگوں نے تھوڑی دیر بعد دیکھا۔ پھر پولیس کو اطلاع کی، ہسپتال پہنچایا گیا۔ لیکن بابر علی صاحب معلم جو موٹر سائیکل چلا رہے تھے اُن کو داہنے بازو اور سینے پر شدید چوٹیں آئی تھیں جس کی وجہ سے آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے راستے میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ۔

مرحوم بہت نیک فطرت آدمی تھے، محنتی تھے، اطاعت گزار تھے اور وفا شعار تھے، واقفِ زندگی تھے۔ ایم ٹی اے کی نئی ڈشوں کی تنصیب کا کام بڑی دلچسپی اور محنت سے کرتے رہے۔ آپ کے والد کا انتقال بچپن میں ہو گیا تھا۔ پسماندگان میں بوڑھی والدہ اور ایک شادی شدہ بہن یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ والدہ کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں ان کی تدفین ہوئی ہے۔ عبدالقادر صاحب بھی زخمی ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ روبینہ نصرت ظفر صاحبہ کا ہے جو مکرم مرزا ظفر احمد صاحب شہید لاہور کی اہلیہ تھیں۔ 3 ر دسمبر کو تقریباً دو سال کینسر کے مرض میں مبتلا رہ کر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 28 ر مئی کو ان کے شوہر کو دارالذکر لاہور میں شہید کر دیا گیا تھا۔ بڑے حوصلے اور صبر سے یہ سارا صدمہ آپ نے برداشت کیا۔ جب آپ کے شوہر کی میّت کو گھر لایا گیا تو زبان پر یہی الفاظ تھے کہ کوئی ان کی شہادت پر نہ روئے۔ ہر ایک رونے والے کو منع کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا ہے۔ یہی کہا کرتی تھیں۔ آنکھوں سے آنسو تو جاری تھے لیکن مرحومہ نے بلند حوصلے اور ہمت سے کام لیا اور سب گھر والوں کو تسلی دی، حوصلہ دلایا۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ یہ سیرالیون میں بھی کچھ عرصہ رہی ہیں۔ شادی کے بعد 1988ء میں ان کے شوہر جاپان چلے گئے تو یہ بھی اُن کے ساتھ چلی گئیں۔ وہاں صدر لجنہ ٹوکیو اور نیشنل مجلسِ عاملہ میں سیکرٹری اصلاح وارشاد کے طور پر جماعتی خدمات بجا لاتی رہیں۔ کئی تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ مالی قربانی میں بڑھ

(1) یہ جہاں ٹھہرے ہوئے تھے اور جہاں انہوں نے کھانا کھایا غالباً یہ وہاں موجود تعداد کا ذکر کر رہے ہیں۔ ورنہ 1892ء کے جلسہ سالانہ کی حاضری تو تاریخ احمدیت کے مطابق 327 تھی۔

چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ اپنے زیورات جماعت کو پیش کر دیا کرتی تھیں۔ 2004ء میں یہ جاپان سے واپس آ گئیں تو پھر یہاں پاکستان میں لمبا عرصہ ان کو لجنہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نائب سیکرٹری تحریکِ جدید قیادت بیت النور تھیں اور صدر حلقہ بحریہ ٹاؤن لاہور بھی تھیں۔ خلافت سے بڑا وفا کا تعلق تھا۔ خطبات کو ایم ٹی اے پر سنتی تھیں اور پوائنٹس نوٹ کیا کرتی تھیں اور پھر اُن کو مختلف موقعوں پر بتایا کرتی تھیں۔ اتنا لمبا عرصہ نہایت صبر سے انہوں نے تکلیف کو برداشت کیا۔ کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہیں آیا۔ ان کو کوئی چھوٹے سے چھوٹا تحفہ بھی رقم کی صورت میں ملتا تھا تو اُس پر فوراً چندہ ادا کر دیا کرتی تھیں۔ ان کے چھوٹے بھائی سیکرٹری مال تھے تو وہ کہا کرتے تھے کہ چندہ مہینے میں ایک دفعہ اکٹھا ہی دے دیا کریں تو کہتی تھیں کہ جب کوئی آمد ہو اُسی وقت چندہ دینا ہے تا کہ خدا تعالیٰ کے معاملوں میں معمولی سی بھی تاخیر نہ ہو۔ 2011ء کے جلسہ میں یہاں آئی تھیں۔ بیماری کے بعد آئی تھیں لیکن اللہ کے فضل سے بڑے حوصلے میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد کوئی نہیں تھی۔

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

چنانچہ مقامی لوگوں کی دعوت پر ہم وہاں گئے اور بفضل خدا وہاں 54 خاندانوں نے احمدیت قبول کر لی اور اپنی مسجد بھی جماعت کے حوالے کر دی اور دوسری طرف سب نے متفقہ فیصلہ کر کے صومالیوں کو وہاں سے نکال دیا۔

سینیگال: سینیگال کے کاساس کے علاقہ میں مخالفِ احمدیت ابراہیم صاحب جماعت کے خلاف ہر جلسے میں شریک ہوتے اور جماعت کے خلاف تقاریر بھی کرتے تھے۔ گزشتہ سال ''سارے بلال'' (ایک جگہ کا نام ہے) اس میں تعمیر شدہ احمدیہ مسجد کے افتتاح کے موقع پر یہ صاحب بھی پہنچے۔ پروگرام کے آغاز پر ایک احمدی نوجوان نے حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ پڑھنا شروع کیا۔ اس قصیدہ کا جب ترجمہ پیش کیا گیا تو ان پر بہت اثر ہوا۔ بعد ازاں خود ہمارے جلسہ میں تقریر کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ میں جماعت کے خلاف ہر جلسہ پر تقریر کیا کرتا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ جو کچھ بتایا گیا تھا وہ کذب اور جھوٹ ہے۔ اصل اسلام تو احمدیت ہی ہے اور آج میں اعلان کرتا ہوں کہ یہی جماعت سچی ہے۔

......سینیگال میں ڈاکٹر عمر بلدے نے گزشتہ دو سال سے ریڈیو پر اور جلسوں میں جماعت کی شدید مخالفت کی۔ ایک روز وہ از خود ''مِصر اگمْرا'' نامی احمدیہ جماعت کے صدر صاحب کے پاس آئے اور سب کے سامنے اقرار کیا کہ میں آج اس غلط کام سے توبہ کرتا ہوں۔ میں دراصل شیطانوں کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ میں نے جان لیا ہے کہ احمدیت کے خلاف پراپیگنڈے سب جھوٹے ہیں۔ میں اپنے کیے پر نادم ہوں مجھے معاف کر دیں۔

......اسی طرح کونگو میں ایک تبلیغی ٹیم صوبہ باندوندو کے ایک گاؤں ''ابیکے (Ibeke)'' پہنچی تو گاؤں کے چیف کو اپنی آمد کی غرض بتائی گئی۔ چیف نے کہا ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ جس وقت اور جہاں چاہیں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ بعد نماز مغرب تبلیغی پروگرام کیا گیا جس میں عیسائیوں کی ایک کثیر تعداد شامل ہوئی۔ جب پادریوں کو اس کا علم ہوا تو مختلف فرقوں کے سات پادری اکٹھے ہو کر پروگرام خراب کرنے آئے اور آتے ہی اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔ ان کے ہر اعتراض کو ردّ کیا گیا۔ جب پادری لاجواب ہو گئے تو شور مچا دیا کہ اب کوئی مزید بات نہ ہو گی۔ سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ لوگوں نے کہا ہمیں اسلام کا آج ہی علم ہوا ہے۔ اس حسین تعلیم کو سنے بغیر نہ جائیں گے۔ پادری ناکام ہو کر واپس چلے گئے اور ہمارا پروگرام بھرپور انداز میں جاری رہا اور اللہ کے فضل سے آخر پر تین ہزار افراد نے قبولِ احمدیت کی توفیق پائی۔

......اسی طرح ریجن واگادوگو میں ایک جماعت پالگرے (Palgare) میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے انعقاد کا پروگرام بنایا گیا تو اجتماع سے کچھ روز قبل مخالف مولوی گاؤں کے امام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ احمدیوں کو اجتماع کرنے سے روک دیں کیونکہ یہ لوگ مسلمان نہیں۔ اس پر اہل گاؤں نے جواب دیا کہ ہم خدا کے فضل سے ایک عرصہ سے احمدی ہیں اور احمدیہ جماعت ہماری خوشی غمی میں برابر کی شریک رہی ہے اس لیے ہم ان کو جلسہ کرنے سے نہیں روکیں گے بلکہ ہم دعوت دیتے ہیں کہ آپ بھی تشریف لائیں۔ اجتماع کے دن وہ امام بارہ ساتھیوں سمیت اس مقصد سے آئے کہ سوالات کے ذریعہ ماحول کو خراب کر دیں لیکن جلسہ کی کارروائی اور سوال و جواب کی مجلس سے اس قدر متأثر ہوئے کہنے لگے کہ ''ہمیں تو بالکل اور ہی بتایا گیا تھا لیکن آج حقیقت کھل گئی ہے اور ہم احمدیت میں داخل ہونا چاہتے ہیں''۔ کم از کم ان لوگوں میں انصاف ہے، عقل ہے، سمجھ ہے، فراست ہے۔

......امیر صاحب بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک لوکل مبلغ ابوبکر باندا صاحب تبلیغ کے لیے ایک گاؤں نانا (Nana) گئے تو لوگوں کو اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ امام صاحب نے لوگوں کو جمع ہونے کے لیے کہا لیکن ایک مخالف نے شور مچانا شروع کر دیا کہ ہرگز ان کا پیغام نہیں سننا۔ اس حرکت کی وجہ سے زیادہ لوگ جمع نہ ہوئے۔ بہرحال تبلیغی پروگرام ہوا اور کچھ لوگوں نے احمدیت قبول کی۔ اگلی دفعہ جب ہمارے معلم وہاں گئے تو معلوم ہوا کہ وہی مخالف اور اس کی بیوی سخت بیمار ہیں، کوئی علاج کامیاب نہیں ہو رہا۔ جب اس کے پاس گئے تو اُس نے معافی مانگی اور سخت ندامت کا اظہار کیا اور مخالفت سے توبہ کی اور سارے گاؤں کو اکٹھا کیا گیا، تبلیغ ہوئی اور سارا گاؤں احمدیت میں داخل ہو گیا۔ الحمدللہ

مخالفین کے عبرتناک انجام کے واقعات

اب چند واقعات مَیں پیش کرتا ہوں کہ جو روکیں ڈالنے والے لوگ ہیں ان کا کیا انجام ہوتا ہے یا ان کو کس طرح اللہ تعالیٰ نشان دکھاتا ہے۔

......صوبہ ٹانگا (Tanga) کے علاقہ مسینٹے میں جب جماعت کو کامیابیاں حاصل ہوئیں تو مخالف علماء نے اکٹھے ہو کر نو احمدیوں کو دھمکایا اور انہیں مقامی مسجد سے بے دخل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نو احمدی ثابت قدم رہے۔ جماعت نے اپنی مسجد بنائی تو اس تعمیر میں رکاوٹ کے لیے اجتماعی بددعائیں کی گئیں اور اس علاقہ کے ایک شخص نے کالے جادو کے ذریعہ مسجد احمدیہ کی تعمیر میں رکاوٹ ڈالنے کا اعلان کیا۔ ایک رات وہ مسجد کے پاس گیا اور اپنا کالا علم پڑھنا شروع کیا تا کہ مسجد کی تعمیر میں رکاوٹ پڑ جائے۔ افریقنوں کو بعض جادوؤں کا بڑا وہم ہوتا ہے، تو اچانک وہ چیختا ہوا وہاں سے بھاگا۔ بعد میں اس نے بتایا کہ اپنے اس علم کے دوران اسے ایک بڑا کالا سانپ نظر آیا جو اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ احمدی مجھ سے بڑے جادوگر ہیں کیونکہ میرے جادو کے اثر کو ان کے جادو کے اثر نے توڑ دیا ہے اور مسجد کی حفاظت کے لیے وہاں سانپ چھوڑا ہوا ہے۔

یہاں حضرت صاحب کا وہ شعر یاد آ جاتا ہے:

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدھا

......ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ موروگورو میں ایک آدمی ہمارے ہسپتال میں آیا اور آتے ہی بدزبانی شروع کر دی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کی طرف اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر سخت دل آزار کلمات کہے۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ چلا گیا۔ اس واقعہ کو ایک گھنٹہ بھی نہ ہوا تھا کہ ہمارے ہسپتال کے سامنے اس کا ایکسیڈنٹ ہوا اور اسی ہاتھ کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔

......امیر صاحب گیمبیا بیان کرتے ہیں کہ Kwiniella گاؤں اور اردگرد کے دیہات کے لوکل ہیڈز نے اجلاس کر کے فیصلہ کیا کہ اس علاقہ میں احمدیوں کو مسجد تعمیر کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ چیف نے یہاں تک کہا کہ میں نے احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھی ہے لیکن احمدی نماز میں اقامت نہیں کہتے اور سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے۔ اللہ کی پکڑ ان لوگوں پر اس طرح نازل ہوئی کہ یہاں یہی چیف ایک دن اچانک گرا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ دوسرے گاؤں کے چیف نے بھی جماعت کے خلاف جھوٹ بولا، بیمار ہوا، اس کو ہسپتال لے جایا گیا۔ ڈاکٹرز نے کہا کہ اس کی بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اس کے بعد دردناک حالت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ مرنے سے پہلے نہ وہ چل سکتا تھا اور نہ بات کر سکتا تھا۔ ایک علاقہ کے چیف نے بعض احمدی دوستوں کو مسجد تعمیر کرنے کے جرم میں جرمانے کی سزا دی اور بعض احمدیوں کو تین دن تک جیل میں بند رکھا۔ اس کے چند روز بعد ہی اس کو اس عہدے سے برطرف کر دیا گیا۔ ان واقعات کے نتیجہ میں بہت سے لوگ جماعت میں دلچسپی لینے لگے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اس گاؤں میں جہاں یہ واقعہ ہوا ہے احمدیت قبول کر لی ہے۔ الحمدللہ۔

......ڈوری ریجن (بورکینا فاسو) میں وہابیوں نے سوڈان سے ایک مولوی حسن غِربہ کو احمدیت کے خلاف بولنے کے لیے بلوایا۔ موصوف کے متعلق انہیں یقین تھا کہ یہ شخص احمدیوں کی ترقی کو روک سکے گا۔ اس شخص نے تین صوبوں کا چکر لگایا۔ ہر جگہ احمدیت کے خلاف اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف زہر اگلتا رہا۔ ہم نے اسے مقابلے کے لیے بلایا لیکن وہ ٹالتا رہا۔ اس پر ہم نے اس کے سارے اعتراضات کو بیان کر کے یہ اعلان کیا کہ سب جھوٹ ہے اور ہم جھوٹے پر لعنت ڈالتے ہیں۔ یہ شخص چکر لگاتے ہوئے ایک احمدی گاؤں ''غَل غِنتُو'' میں جمعہ کے روز داخل ہوا اور نماز جمعہ کے بعد کہنے لگا: لوگو! بات سنو! میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود جھوٹے ہیں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ تمام احمدیوں نے کہا کہ الحمدللہ اب فیصلہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہے۔ ہم ضرور نتیجہ دیکھیں گے۔ ڈیڑھ ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ یہ شخص بیمار پڑا اور اسے ڈوری ہسپتال لے جایا گیا۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ پھر بورکینا فاسو کے سب سے بڑے ہسپتال واگوڈوگو میں لے جایا گیا وہاں بھی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا اور کہا کہ اسے گھانا لے جاؤ۔ گھانا لے جایا گیا۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کا بھی کیسا انتقام ہوتا ہے کہ احمدیہ ہسپتال میں اسے داخل کروا دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اگر یہ شخص آج کی رات نکال گیا تو صبح اس کا آپریشن کر دیں گے۔ جماعت کے ڈاکٹروں نے تو بہرحال خدمت کرنی ہوتی ہے قطع نظر اس کے کہ مخالف ہے یا کہ حق میں ہے۔ یہ شخص رات کے وقت پیشاب کرنے کے لیے اٹھا، بیت الخلا گیا اور وہیں پر دم توڑ دیا۔ اس کی عبرتناک موت کا پورے علاقے پر اثر ہوا ہے اور اس واقعہ نے تمام مخالفین کے دلوں میں ہیبت ڈال دی ہے۔

......بورکینا فاسو کے مربی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جماعت نے کایا (Kaya) شہر میں ایک غیر احمدی الحاج عبداللہ کا مکان کرائے پر لیا۔ یہ ملک سے باہر تھا واپس آیا اور اسے پتہ چلا کہ مکان احمدیوں کے پاس ہے اور اس میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اس نے مکان خالی کروانے کی کوشش کی اور مکان خالی کروالیا کہ میرے بچے آرہے ہیں مجھے مکان چاہیے۔ تو کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری سے دعا کی اور یہ معاملہ خدا پر چھوڑتے ہوئے اس مکان کو خالی کر دیا۔ چند ہی دن کے بعد ایسی تقدیر ظاہر ہوئی کہ اس مالک مکان کا داماد اور اس کے دو بھتیجے اور ایک فیملی ٹرک کے ذریعہ سفر کرتے ہوئے حادثہ کا شکار ہوئے اور سب نے موقع پر ہی دم توڑ دیا اور مخالف کی بیٹی بیوہ ہو کر اس کے گھر واپس آ گئی اور سارے علاقے میں عبرت کا نشان بن گیا اور الحاج عبداللہ کے خاندان کے لوگ بار بار آتے رہے اور اب کہتے تھے کہ مکان جماعت دوبارہ لے لے۔

......موضع سوسارہ ضلع گوالیار میں ہماری ایک نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ وہاں تبلیغی جماعت کے مُلّاں پہنچے اور جماعت کو اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو گالیاں دینی شروع کیں۔ نومبایعین نے منع کیا اور کہا کہ گالیاں نہ دیں بلکہ قرآن حدیث سے بات کریں ورنہ گاؤں سے نکل جائیں۔ چنانچہ جب یہ تبلیغی ٹولہ گاؤں سے باہر نکلا تو ایک ٹرک سے ان کی جیپ ٹکرا گئی اور ان میں سے چار کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے۔ گاؤں کے مخالف لوگ برملا کہہ اٹھے کہ یہ سب کچھ احمدیت کی مخالفت کے نتیجہ میں ہوا ہے۔

......امیر صاحب بنگلہ دیش لکھتے ہیں کہ جمال پور کے ایک گاؤں کباڑیہ میں ایک تبلیغی میٹنگ کا اہتمام کیا گیا۔ مُلّاؤں نے وہاں کے غنڈوں کو اکسایا۔ انہوں نے ہمارے وفد کو خوب لوٹ لیا۔ ان ظالموں میں ایک آدمی وسیم الدین عرف جسیم ڈاکو تھا۔ اس ڈاکو پر بعد میں فالج کا حملہ ہوا اور اس کا نچلا دھڑ مکمل طور پر بے حس ہو گیا۔ اس کے بعد اس کو احساس ہو گیا کہ مجھے یہ سزا احمدیوں پر ظلم کی وجہ سے ملی ہے۔ چنانچہ اس نے ہمارے وفد کے ایک ممبر کو معافی کا خط لکھا اور یہ لکھا کہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ مجھے معاف کر دیں اور میرے لیے دعا کریں تو میں صحت یاب ہو جاؤں گا۔

......حسن بصری صاحب مبلغ کمبوڈیا لکھتے ہیں: ایک نوجوان شافی بن حسین صاحب نے جب بیعت کی تو وہابی ادارہ کا لیڈر اُن سے بہت ناراض ہوا اور کہا کہ تم نے

ہمارے پاس چار سال تک پڑھا اور اب تم اندھے ہو گئے ہو؟ تمہارے دماغ میں کیڑے پڑ گئے ہیں؟ احمدیت ایک گمراہ فرقہ ہے تم اس سے بچ کر واپس آ جاؤ ورنہ بہت برا ہو گا۔ پھر اس نے وارننگ دی کہ کمبوڈیا میں کسی کو مروانا بہت آسان ہے۔ یک صد ڈالر خرچ کر کے تمہارا کام ہو جائے گا۔ اس پر اُس نَو احمدی نوجوان نے جواب دیا کہ تم جو کرنا چاہتے ہو بے شک کرو تمہاری وارننگ کی مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔ اس کے بعد دھمکی کا خط مشن ہاؤس بھی آیا اور ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کی بے حرمتی بھی کی گئی۔ چنانچہ اس مخالف پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ اس طرح آئی کہ پولیس نے اس کو دہشتگردی کے جرم میں پکڑا اور اس کا ادارہ اور سکول حکومت نے بند کر دیا۔ اس کے چار ساتھیوں کو بھی پولیس نے پکڑ لیا اور اس کے باقی غیر ملکی اساتذہ کو حکومت نے ملک سے باہر نکالنے کی وارننگ دے دی۔

✿......اسی طرح حسن بصری صاحب ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص حاجی سلیمان جو کمبوڈیا میں تبلیغی جماعت کا بڑا لیڈر ہے احمدیت کا سخت مخالف ہے۔ ملک بھر میں اس کے مرید پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ شخص حضرت مسیح موعود کے بارہ میں بہت گندی زبان استعمال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ احمدیوں کے ساتھ مصافحہ کرنا اور سلام کرنا حرام ہے۔ احمدی تو کافروں کے باپ ہیں۔ ساری جماعت نے اس شخص کے لیے اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی بھی پکڑ ہوئی اور گزشتہ ماہ اس کو بھی پولیس نے دہشتگردوں کے ساتھ رابطہ رکھنے کے جرم میں پکڑ لیا ہے۔ یہ دونوں واقعات احباب جماعت کے ایمان کی تقویت کا باعث بنے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے: اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ یہ بلغاریہ کی زمین میں بھی بڑی شان سے پورا ہوا ہے۔ اپنے اپنے وقت میں ہر ملک میں ہم پورا ہوتا دیکھتے رہے ہیں۔

✿......بلغاریہ میں مسلمانوں کے مفتی کا نمائندہ اور مقامی امام ایک لمبے عرصہ تک جماعت کی مخالفت میں پیش پیش رہا۔ پولیس میں جماعت کے خلاف رپورٹ کرنا، احباب جماعت کو تنگ کرنا، دھمکیاں دینا اور احمدیت کے خلاف بدزبانی کرنا اس کا شیوہ بن چکا تھا۔ جہاں بھی ہماری تربیتی کلاس ہوتی وہاں جا کر احباب جماعت کو پریشان کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اس شخص پر اس طرح نازل ہوئی کہ اس کی بیوی بچوں نے اسے گھر سے نکال دیا۔ یہ شخص ایک کینٹین میں رہنے لگا جہاں سے پولیس نے اسے کئی مرتبہ نکالا۔ پورے شہر میں اس کی بدنامی ہوئی۔ آخر کار کینسر کے مرض میں مبتلا ہو کر ہسپتال میں داخل ہوا اور وہاں سے احباب جماعت کو پیغام بھجواتا تھا (ابھی بھی سبق نہیں ملا) کہ مجھے باہر آنے دو پھر دیکھو مَیں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں۔ احباب جماعت نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں اس کے شر سے بچنے کے لیے دعائیہ خطوط بھی لکھے۔ چنانچہ یہ شخص نہایت کسمپرسی کی حالت میں ہسپتال میں فوت ہو گیا۔ کسی نے جنازہ بھی نہیں پڑھا اور اسی طرح تدفین کر دی گئی۔

داعیان الی اللہ کی قبولیت دعا کے واقعات

اب یہ دیکھیں داعیین الی اللہ کی جو کوششیں ہیں اور ان کی دعائیں ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کس طرح قبولیت سے نوازتا ہے۔

✿......امیر صاحب کینیا لکھتے ہیں کہ ہمارا وفد جب ایک تربیتی پروگرام کے لیے کوسٹ ایریا (Coast Area) کے علاقہ ''میری ہانی'' پہنچا تو نومبایعین نے بڑی شدت سے پانی کی قلت کی وجہ سے درپیش مشکلات کا ذکر کیا اور بتایا کہ پانی کی تلاش میں انہیں میلوں کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ فصلیں تباہ ہو چکی ہیں۔ جانوروں کا برا حال ہے کیونکہ ایک لمبے عرصہ سے بارشیں نہیں ہوئیں۔ جب وہ یہ بات کہہ رہے تھے تو ہمارے مبلغ فیض احمد صاحب کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عاجز غلام آپ کے علاقہ میں آئے ہوئے ہیں اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے آج ضرور بارش ہو گی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت بارش کے کوئی آثار نہیں تھے۔ اس کے بعد انہوں نے دعا کرنی شروع کی کہ اے خدا! تو آج بارش کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان بنا دے۔ چنانچہ عصر کے بعد بادل نمودار ہونا شروع ہوئے اور مغرب کی نماز کے بعد بہت زور سے بارش شروع ہو گئی مگر زیادہ دیر تک نہیں رہی۔ نماز فجر کے بعد احباب جماعت نے بارانِ رحمت کے نزول پر خوشی اور شکر کا اظہار کیا۔ ہمارے مبلغ نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں آج پھر بارش ہو گی کیونکہ ابھی آپ کا حصہ باقی ہے۔ خدا کی بھی عجیب شان ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد موسلا دھار بارش شروع ہوئی اور یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ اس واقعہ سے بھی علاقہ میں احمدیت کی صداقت کا لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔

✿......الحسن بشیر صاحب مبلغ گیانا بیان کرتے ہیں کہ سرینام کا دورہ مکمل کر کے گیانا واپس آنے سے پہلے ایک مخلص احمدی فیملی کو ملنے ان کے گھر گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ہمارے احمدی دوست عبدالرشید صاحب کو اچانک پیٹ میں سخت درد شروع ہو گئی ہے اور درد ناقابل برداشت ہے۔ سب گھر والے پریشان تھے۔ میں نے ایک گلاس سادہ پانی لیا اور اس پر سات مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّافِیْ کی دعا پڑھی اور پانی ان کو پلا دیا۔ پھر اسی وقت حضور انور کو دعا کے لیے خط لکھا اور ساتھ والے گھر میں فیکس کرنے کے لیے گیا۔ کہتے ہیں کہ فیکس کر کے واپس آیا تو سب گھر والے مسکرا رہے تھے اور بہت خوش تھے۔ سب کی آواز بلند ہوئی کہ مولانا! ماموں ٹھیک ہو گیا۔ ادھر حضور انور کی خدمت میں دعا کے لیے فیکس کی اور اسی لمحہ اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔

نَو احمدیوں کی استقامت

نو احمدیوں کی مخالفت اور ان پر ظلم و ستم، لیکن اس کے باوجود جو صبر اور استقامت ہے اس کے چند نمونے پیش کرتا ہوں۔

✿......یو پی (انڈیا) کے ضلع ''لیکھم پور'' کے گاؤں ''کرن پور'' کے نومبایعین جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے بعد واپس آئے تو مولویوں نے شدید مخالفت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاءِ کرام کے خلاف انتہائی نازیبا کلمات استعمال کیے۔ نومبایعین نے کہا کہ جو تم سے ہو سکتا ہے کر گزرو! ہم مرنے تک اب اِس جماعت سے الگ نہیں ہو سکتے۔ اِس پر مخالفین نے بعض احمدیوں کو مارا پیٹا۔ اس پر نَو احمدیوں نے کہا کہ اب خدا کی تقدیر تمہیں ضرور پکڑے گی لیکن اپنے عہد بیعت پر وہ قائم رہے۔

✿......ضلع محبوب نگر (انڈیا) کی ایک جماعت گارلہ پہاڑ (Garla Pahad) میں ہمارے ایک نومبایع جمال الدین صاحب ہیں۔ محض احمدیت کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں اور دوستوں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا اور دھمکی دی کہ کاروبار میں نقصان ہو گا اور بھوکوں مرو گے تب پتہ لگے گا کہ احمدیت سے کیا ملا۔ موصوف نے کہا کہ انشاء اللہ میرا خدا مجھے اکیلا نہیں چھوڑے گا اور وہ ضرور میرے کاروبار میں برکت عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل شامل حال ہوا اور کاروبار میں اس قدر برکت ملی کہ انہوں نے ایک ہی وقت میں پچیس ہزار روپے چندہ ادا کیا۔

✿......بورکینا فاسو کے مبلغ لکھتے ہیں کہ گاؤں زیگا (Ziga) میں تبلیغی پروگرام منعقد ہوا۔ تمام لوگ امام سمیت احمدیت میں داخل ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد شرپسند علماء نے اسی امام سے رابطہ کیا اور کہا کہ تم احمدیت چھوڑ دو ورنہ ہم تمہارا بائیکاٹ کریں گے۔ اس پر امام نے نہایت جرأت سے جواب دیا کہ میں اسی گاؤں میں پیدا ہوا، جوان ہوا اور امامت کے فرائض سنبھالے اور اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میری ساری زندگی میں آج تک اسلام کی تبلیغ کے لیے کوئی ہمارے علاقہ میں نہیں آیا۔ آج ہماری تعلیم تربیت کے لیے یہ لوگ آئے ہیں تو کہتے ہو کہ انہیں چھوڑ دو؟ اب تو احمدیت کو چھوڑنا ممکن نہیں۔

رؤیا اور خوابوں کے ذریعہ قبول احمدیت

اب میں چند مثالیں ایسے لوگوں کی دیتا ہوں جنہیں خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

✿......محمود احمد شاد صاحب مبلغ تنزانیہ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار موروگورو مشن میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا میرا نام محمد رمضان ہے۔ میں آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے جماعت کا تعارف حاصل کیا ہے یا ویسے ہی آپ آئے ہیں؟ تو کہنے لگا میں پہلے ہی بہت وقت ضائع کر چکا ہوں۔ اب مجھے تیسری دفعہ خواب میں رہنمائی کی گئی ہے اس لیے آج مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ لازماً بیعت کرنی ہے۔ اس نے بتایا کہ اس نے خدا سے رہنمائی مانگی تھی کہ سچے لوگ کون ہیں؟ خواب میں مجھے تین دفعہ موروگورو کی احمدیہ مسجد دکھائی گئی ہے اور آخری دفعہ تو میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں ایک پہاڑی پر ہوں جہاں نور ہی نور ہے اور میرے ساتھی جو مجھے احمدیت سے روکتے تھے بہت نیچے ہیں۔ چنانچہ آج میں بیعت کرنے آیا ہوں۔ انہوں نے بیعت فارم پر کیا اور ساتھ ہی چندہ بھی ادا کر دیا۔

✿......ایک شخص محمد علی نے خواب میں دیکھا کہ ایک سفید رنگ کے بزرگ نے اسے نماز پڑھائی ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھ کر انہیں روحانی تسکین ملی۔ اس کے چند دن بعد وہ موروگورو ہماری مسجد میں آیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر کہنے لگا کہ یہی وہ بزرگ تھے جنہوں نے مجھے خواب میں نماز پڑھائی تھی۔ چنانچہ اسی وقت بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد ان کی شدید مخالفت ہوئی۔ باپ نے جائداد سے محروم کرتے ہوئے گاؤں سے نکال دیا۔ ایک دوسرے علاقہ میں آ کر اپنی زندگی کا آغاز کیا۔ پہلی فصل آنے پر دو بوریاں مکئی چندہ میں ادا کیں۔ اس کے بعد حالت بدلنی شروع ہوئی۔ باپ نے جو زمین چھینی تھی وہ ایک ایکڑ تھی اور خدا تعالیٰ نے ان کو احمدیت کی برکت سے چھ ایکڑ زمین عطا فرمائی۔ اب وہ بہترین داعی الی اللہ بن چکے ہیں اور چھ نئی جماعتیں بھی قائم کر چکے ہیں۔

✿......یہ بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے، امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ الجزائر کے ایک دوست عبداللہ فاتح صاحب مشن ہاؤس آئے اور سوال و جواب کی مجلس میں شامل ہوئے۔ اس مجلس کے اختتام پر انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب خطبہ الہامیہ اور الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ مطالعہ کے لیے دی گئیں۔ مطالعہ کے بعد آئے اور کہا کہ یہ تحریر کسی جھوٹے کی نہیں ہو سکتی اور اس کے ساتھ ہی ایک کپڑے کو پگڑی کی طرح لپیٹا اور کہا کہ میں نے کچھ عرصہ قبل ایک شخص کو خواب میں دیکھا تھا جس کا چہرہ انتہائی پُرنور تھا اور اس نے اپنے سر پر اس طرح کپڑا باندھا ہوا تھا۔ تب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی مگر یہ نہ بتایا گیا کہ یہ کون ہیں؟ وہ تصویر کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ آج میں اس جماعت میں داخل ہوتا ہوں، میری بیعت لے لیں۔

✿......مراکش کی ایک خاتون ایک تبلیغی نشست کے بعد صدر جماعت کے گھر گئیں اور وہاں پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصویر دیکھتے ہی رونے لگیں اور کہتی جاتی تھیں کہ یہ کون شخص ہے یہ روز میری خواب میں آتا ہے۔ جب انہیں حضور کا تعارف کروایا گیا کہ یہ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ ہیں تو اس نے یہ کہتے ہوئے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہے اسی وقت بیعت کر لی۔

✿......بریسال شہر کے ایک دوست ایک عرصہ سے زیرِ تبلیغ تھے۔ ایم ٹی اے کے پروگرام بھی دیکھتے تھے۔ ایک روز انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص انہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی طرف بلا رہا ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ جس روز انہوں نے خواب دیکھا اسی دن ہمارے صدر صاحب جماعت ان کے پاس پہنچے اور بیعت کرنے کی ترغیب دلائی۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے آج ہی صبح خواب دیکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت بیعت کر لی۔

✿......اور اسی دن ایک اور زیرِ تبلیغ دوست نے خواب میں دیکھا کہ انہیں نماز کے لیے بلایا جا رہا ہے اور قطار درست کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ صدر صاحب اس دن اچانک ان کے گھر بھی پہنچے۔ انہوں نے خواب کی بنا پر بیعت کر لی۔ الحمدللہ۔

واقعات تو بہت ہیں مختصر کر رہا ہوں۔

✿......بورکینا فاسو کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں پُوئی ٹینگا میں تبلیغی دورہ کے دوران ایک بزرگ نے، جن کی عمر 65 سال ہو گی، بیعت کی۔ بیعت کے بعد وہ بتانے لگے کہ آپ لوگوں کے آنے سے پہلے میں نے رؤیا میں ایک بزرگ کو دیکھا جو مجھے کہنے لگے کہ آدم علیہ السلام نازل ہوئے ہیں ان کو قبول کرو۔ ایک ماہ کے وقفے کے بعد بعینہٖ وہی بزرگ دوبارہ مجھے رؤیا میں ملے اور یہی پیغام دیا کہ آدم علیہ السلام نازل ہوئے ہیں ان کو قبول کرو۔ ان کو تفصیلاً بتایا گیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام جن کی ابھی آپ نے بیعت کی ہے وہ آدم بھی ہیں۔ وہ بہت خوش ہوئے کہ ان کی رؤیا پوری ہو گئی۔ اب ان کا سارا خاندان اللہ کے فضل سے احمدی ہے۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ ری یونین آئی لینڈ کی ایک خاتون فرانس میں میٹنگ میں شرکت کے لیے آ رہی تھیں۔ آنے سے قبل انہیں خواب میں بتایا گیا کہ فرانس جا کر اپنے عزیز 'العین' سے ضرور ملنا۔ چنانچہ فرانس پہنچ کر وہ اپنے عزیز سے ملیں جو اللہ کے فضل سے پہلے ہی بیعت کر

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
047- 6212515
0300-7703500

چکے تھے۔ وہ اس خاتون کو مشن ہاؤس لائے۔ تبلیغی مجلس کے بعد اس خاتون نے بیعت کرلی۔ اگلے روز جب اس خاتون کو ائرپورٹ پر چھوڑنے کے لیے اس کے قیام والی جگہ پر پہنچے تو وہاں اس کا خاوند اور بیٹے بھی موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں احمدیت کے بارہ میں پتہ چل چکا ہے اب آپ ہماری بیعت بھی لیں۔ چنانچہ اب یہ پورا خاندان آگے تبلیغ بھی کررہا ہے۔

مالی قربانی میں اضافہ اور ایمان افروز واقعات

اب مختصر کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ عالم گیر کی مالی قربانی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کا قدم خدا کے فضل سے مالی قربانی کے میدان میں ہر سال پہلے سے آگے ہوتا ہے۔ امسال بھی جماعت نے اسی شان دار روایت کو قائم رکھتے ہوئے گزشتہ سال کے مقابلہ پر 19% سے زائد قربانی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کا اس پیاری جماعت سے یہی سلوک ہے کہ جب بھی کسی جماعتی کام کے لیے کسی رقم کی ضرورت پڑی ہے اس کے ساتھ ہی اس نے ضرورت پورا کرنے کے سامان بھی پیدا فرما دیئے ہیں اور یہ جلوے اس سال میں بھی نظر آئے ہیں۔ یہ تفصیل ملک وار دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ: ایک دوست نے ایک لاکھ فرانک کی ادائیگی کی۔ ان کے مشن ہاؤس کے لیے شاید چند روز بعد دوبارہ آئے اور مزید ایک لاکھ فرانک ادا کیا اور کہا پہلی رقم ادا کرنے کے کچھ دنوں بعد مجھے بعینہٖ اتنی رقم ایک ایسی جگہ سے ملی جہاں سے مجھے ملنے کی قطعاً امید نہیں تھی اور میں اُسے بھول چکا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ رقم چندہ کی برکت کی وجہ سے ملی ہے۔ اسی وقت مَیں نے فیصلہ کیا کہ یہ رقم بھی جماعت کی امانت ہے۔ پس مَیں لے آیا ہوں۔

امام صاحب (عطاء المجیب صاحب راشد۔ ناقل) بتاتے ہیں کہ مسجد بیت الفتوح کے وعدوں کی فہرست پر نظر ڈالی تو سب سے زیادہ وعدہ مانچسٹر جماعت میں ایک خاتون کا تھا۔ میں نے اس کا ذکر اجلاس میں کر کے مردوں کو آگے بڑھنے کی تحریک کی۔ اس پر ایک مرد نے اس خاتون سے زیادہ وعدہ لکھوا دیا۔ ابھی اجلاس جاری تھا کہ اس خاتون کا پیغام آیا کہ میں اس وعدہ سے بھی زیادہ رقم کا وعدہ کرتی ہوں۔ اس پر ایک اور مرد نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں اس خاتون کے آخری وعدہ 20 ہزار پاؤنڈ سے بھی زیادہ 21 ہزار پاؤنڈ کا وعدہ کرتا ہوں۔ تو خاتون نے یہ عقلمندی کی کہ انہوں نے یہ لکھ کے دیا کہ اس طرح تو یہ بولی والا مقابلہ شروع ہو جائے گا جو مناسب نہیں ہے۔ تو انہوں نے یہ کہا کہ اس مقابلہ کی بجائے یوں کرتے ہیں کہ میں یہ وعدہ کرتی ہوں کہ اِس وقت اس جماعت میں جو کوئی بھی خواہ مرد ہو یا عورت، جو زیادہ سے زیادہ وعدہ کرے گا میں اس سے ایک ہزار پاؤنڈ زیادہ دوں گی۔

پھر اسی طرح ایک نوجوان دوست نے مسجد کی تعمیر کے لیے اس رنگ میں مالی قربانی کی کہ ایک ہفتہ کی تنخواہ جو اسے اسی روز ملی تھی اور اس کا لفافہ ابھی بند ہی تھا وہ لفافہ جیب سے نکال کر پیش کر دیا کہ یہ ساری تنخواہ مسجد فنڈ میں ڈال دیں۔

امیر صاحب غانا لکھتے ہیں کہ موصیان کی تدفین کے لیے ایک الگ قبرستان قائم کرنے کی تجویز پر جب جائزہ لیا جا رہا تھا تو اس کی اطلاع یہاں کے ایک مخلص احمدی الحاج ابراہیم بونسو صاحب کو ملی تو انہوں نے اپنی دو ایکڑ زمین جس پر چاردیواری پہلے سے تعمیر کی گئی تھی جماعت کو پیش کر دی۔ اس زمین کی مالیت کا اندازہ 250 ملین سیڈیز ہے۔

یہ بھی ایک عجیب واقعہ ہے اللہ تعالیٰ کے حضور مالی قربانی پیش کرنے کا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح محفوظ کرتا ہے اور کیسے بدلے دیتا ہے۔ آئیوری کوسٹ کے ایک احمدی بڑھئی تھے انہوں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر تحریک جدید کا وعدہ لکھوایا اور باوجود مشکل حالات کے اپنا وعدہ مقررہ میعاد سے قبل ادا کر دیا۔ جس روز انہوں نے چندہ ادا کیا اسی رات اُس بازار میں جہاں ان کی دکان تھی آگ بھڑک اُٹھی جو دیکھتے ہی دیکھتے تمام دکانوں میں پھیل گئی اور یہ دکانیں لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔ ان کی دکان درمیان میں تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بالکل محفوظ رہی اور دونوں طرف سے آگ نے سب کچھ جلا دیا۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ چندہ کی برکت کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے انہیں ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھا۔ یہاں یہ الہام بھی پورا ہوتا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ ہمارے غلاموں کی بھی غلام ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا جس کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے وہی نابود ہوتا ہے۔ انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا اور اگر خدا کی طرف سے ہے تو کوئی دشمن اس کو تباہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے محض قلیل جماعت خیال کر کے تحقیر کے درپے رہنا طریقِ تقویٰ کے برخلاف ہے۔ یہی تو وقت ہے کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھلائیں وگرنہ جب یہ احمدی فرقہ دنیا میں پھیل جائے گا اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض یہود بھی اس میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے تو اس زمانے میں تو یہ کینہ اور بغض خود بخود لوگوں کے دلوں سے دور ہو جائے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ نمبر 399)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''براہین احمدیہ میں یہ پیش گوئی ہے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ یعنی مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ نورِ خدا کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے حسبِ بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا۔ تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظّمہ سے اہل مکّہ کے پاس خلافِ واقعہ باتیں کر کے میرے لیے کفر کے فتوے منگوائے گئے اور میری تکفیر کا دنیا میں ایک شور ڈالا گیا۔ قتل کے فتوے دیئے گئے۔ حکام کو اُکسایا گیا۔ عام لوگوں کو مجھ سے اور میری جماعت سے بیزار کیا گیا۔ غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنے کی کوشش کی گئی مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور ان کے ہم جنس اپنی کوششوں میں نامراد اور ناکام رہے۔ افسوس! کس قدر مخالف اندھے ہیں ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہیں اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوی ہوئیں؟ کیا بجز خدا تعالیٰ کے کسی اَور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو۔ نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے۔ کس نے ان کو نامراد رکھا؟ اُسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ نمبر 242-241)

طاہر فاؤنڈیشن کا قیام

اب آخر میں مَیں اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ مختلف لوگوں نے بھی توجہ دلائی ہے۔ مجھے بھی خیال آیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریکات اور غلبۂ اسلام کے لیے آپ کے مختلف منصوبے تھے۔ آپ کے خطبات ہیں، تقاریر ہیں، مجالس عرفان ہیں۔ اُن کی تدوین اور اشاعت کا کام ہے۔ تو یہ کافی وسیع کام ہے جس کے لیے الگ ادارہ کے قیام کی ضرورت ہے۔ تو یہ سوچ کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک ادارہ ''طاہر فاؤنڈیشن'' کے نام سے قائم کیا جائے اور اس کی انشاء اللہ ایک مجلس ہوگی، بورڈ آف ڈائریکٹرز ہوگا جو بیس ممبران پر مشتمل ہوگا۔ اور یہ کمیٹی جو ہے اس کی ایک سب کمیٹی لندن میں بھی ہوگی کیونکہ دنیا میں مختلف جگہوں پہ پھیلے ہوئے، مختلف زبانوں کے کام ہیں۔ اور جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے مجھے امید ہے کہ تینوں مرکزی انجمنیں، صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید انجمن احمدیہ اور وقفِ جدید انجمن احمدیہ، یہ مل کر فنڈز مہیا کریں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن کچھ لوگوں کی بھی خواہش ہوگی تو اس میں کوئی پابندی نہیں ہے جو اپنی خوشی سے، اپنی مرضی سے ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں ان کو اجازت ہوگی، وہ اس میں چندہ دے سکتے ہیں۔ تو دعا کریں کہ جو کمیٹی بنے گی اس کو اللہ تعالیٰ کام کرنے کی توفیق بھی دے اور ہر لحاظ سے وہ کام جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض تحریرات کے ایسے ہیں جو ابھی دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے، ان کو مکمل کرنے کی اسے توفیق ملے۔

اس کے بعد یہ سیشن اب ختم ہوتا ہے۔ اس میں تو دعا نہیں ناں ہوتی (کسی نے کہا کہ دعا ہوتی ہے تو فرمایا:) دُعا کرلیں۔

۞۞۞۞۞۞

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 3

اندازے کے مطابق وہ کئی کئی میل کی لمبائی تک چلے گئے ہیں۔ چونکہ ظلم یکساں نہیں چلتا۔ درمیان میں بعض بادشاہ نرمی کرنے لگ جاتے تھے۔ لہذا نرمی کے زمانے میں مسیحی پھر واپس شہر میں آجاتے تھے۔ پھر جب سختی کا دور آتا تو بھاگ کر ان جگہوں میں چھپ جاتے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ انہیں وہاں مہینوں یا سالوں رہنا پڑتا تھا۔ کیونکہ ان کیٹا کومبز کے اندر سکولوں اور گرجوں کی کمرے بھی پائے گئے ہیں۔ کیٹا کومبز میں واقع تہ خانوں کو ان مسیحیوں نے اپنی ضرورت کے مطابق اس طرح بنا لیا تھا جیسے بھول بھلیاں ہوتی ہی۔ اور حفاظت کے مندرجہ ذیل طریق ان میں استعمال کئے گئے ہیں۔

(1) وہ لوگ دروازوں پر کتے رکھتے تھے تا اجنبی آدمی کے آتے ہی ان کو اس کے بھونکنے سے علم ہو جائے۔

(2) زمین دوز کمروں میں داخل ہونے کے راستہ پر لکڑی کی سیڑھی رکھتے تھے تا کہ تہ خانے میں اترنے کے بعد وہاں سے سیڑھی ہٹادی جائے۔ اور دشمن آئیں تو فوراً کمروں میں نہ پہنچ سکیں۔

(3) لیکن اگر وہ تہ خانے میں کود کر یا کسی اور طریقے سے اتر ہی آئیں تو اس کے آگے حفاظت کا یہ علاج کیا گیا تھا کہ ہر کمرہ سے چار راستے بنائے گئے تھے۔ ان میں سے ایک راستہ تو اگلے کمرہ کی طرف جاتا تھا اور باقی راستے کچھ دور جا کر بند ہو جاتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ تھا کہ عیسائی تو واقف ہونے کی وجہ سے جھٹ اگلے کمرے کی طرف دوڑ جاتے تھے اور تعاقب کرنے والے غلط راستہ کی طرف چلے جاتے اور آگے راستہ بند دیکھ کر پھر دوسرے راستہ کی طرف لوٹتے۔ اس طرح بار بار غلط راستوں کی طرف جانے کی وجہ سے بھاگنے والے عیسائیوں سے بہت پیچھے رہ جاتے۔ اول تو یہ تعاقب ہی پولیس کو پریشان کر دیتا تھا۔ لیکن اگر آخری حد تک تعاقب کر بھی لیتے تو۔

(4) مسیحی دوسری منزل یعنی نچلے تہ خانوں میں چلے جاتے جو پہلوں سے زیادہ تنگ، زیادہ تاریک اور زیادہ پیچیدہ ہیں۔ اگر بالفرض یہاں تک بھی تعاقب کامیاب ہوجاتا تو۔

(5) ان سے نیچے تیسرے تہ خانے موجود تھے۔ جو بھیانک جگہیں ہیں جہاں غالباً صرف تعاقب کے وقت میں تھوڑی دیر کے لئے مسیحی پناہ لیتے تھے۔

یہ ہے اصحاب کہف کی نیند کی حقیقت جسے ظاہری الفاظ پر محمول کر کے کیا سے کیا کہانی بنادی گئی ہے۔

309 سال کی تصدیق

قرآن کریم میں اصحاب کہف کی مصیبتوں کے زمانے کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ وہ تین سو نو سال کا زمانہ ہے۔ تاریخ سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ مصائب کا زمانہ حضرت مسیحؑ کے صلیب پانے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور پورا امن قسطنطین (بانی قسطنطنیہ) کے عیسائی ہو جانے کے وقت 337ء میں حاصل ہوا ہے۔

بظاہر یہ زمانہ قرآنی بیان کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن خود مسیحی جغرافیہ نویسوں نے تسلیم کیا ہے کہ مسیحی کیلنڈر میں غلطی ہوگئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس تاریخ سے صرف چار یا چھ سال پہلے مسیح پیدا ہوئے تھے۔ دوسری طرف یہ بھی ثابت ہے کہ وہ صلیب پر 33 سال کی عمر میں لٹکائے گئے تھے۔ اب اس بیان کے مطابق اگر 33 سے چار اور چھ سال کی اوسط یعنی پانچ نکال دیں تو مسیحی سن میں سے اٹھائیس سال منہا کرنے پڑیں گے کیونکہ اس صورت میں مسیحی کیلنڈر سے اٹھائیس سال بعد صلیب کا واقعہ متصور ہوگا۔ لہٰذا اٹھائیس سال کو 337ء میں سے نکالیں تو پورے 309 سال ہوتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

ضروری تصحیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ 21رستمبر 2012ء جو ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی جلد 19 شمارہ نمبر 41 (12راکتوبر تا 18راکتوبر 2012ء) میں شائع ہوا ہے اس کے صفحہ نمبر 7 پر پہلے کالم میں نیچے سے سطر نمبر 10 حسب ذیل عبارت سے شروع ہوتی ہے:

''بہرحال علاوہ مسلمان ممالک کے دنیا کے ہر ملک میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ یورپ میں ملینز (Millions) کی تعداد میں تو صرف ترک ہی آباد ہیں۔ صرف پورے یورپ میں نہیں بلکہ یورپ جو کے ہر ملک میں ملینز کی تعداد میں آباد ہیں''۔

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ مذکورہ عبارت کے آخری جملہ میں ایک جگہ لفظ ''مسلمان'' سہواً بولنے سے رہ گیا ہے۔ درستی کے بعد یہ جملہ یوں ہوگا:

''صرف پورے یورپ میں نہیں بلکہ یورپ کے ہر ملک میں ملینز کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں''۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ براہ کرم اس درستی کو نوٹ فرمالیں۔ (مدیر)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد صاحب جاوید (پرائیویٹ سیکرٹری) اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 6؍اکتوبر 2012ء بروز ہفتہ بمقام مسجد فضل لندن۔ قبل نماز ظہر **مکرمہ سیدہ قمر السلام صاحبہ** (آف شرلی۔ کرائیڈن) کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

مرحومہ 4؍اکتوبر 2012ء کو بقضائے الٰہی 89 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کا تعلق حضرت سید حسام الدین صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت سید میر حامد شاہ صاحبؓ کے خاندان سے تھا۔ بہت نیک، عبادت گزار اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم ماسٹر نعمت اللہ صاحب (آف آسنور کشمیر۔ انڈیا)

20؍جون 2012ء کو سرینگر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مولوی حبیب اللہ لون صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت خواجہ عبد الرحمان ڈار صاحبؓ کے نواسے اور حضرت حاجی عمر ڈار صاحبؓ کے پڑنواسے تھے۔ آسنور کا سارا گاؤں انہیں بزرگوں کی تبلیغ سے احمدیت کی آغوش میں آیا تھا۔ بہت شریف النفس، صابر و شاکر، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کو آسنور جماعت میں صدر جماعت کے علاوہ ذیلی تنظیموں میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق ملی۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 4 نومبر 2011ء کو خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے مالی سال کا اعلان فرماتے ہوئے آپ کی معیاری قربانی کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

(2) مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ ضلع چکوال)

4؍ستمبر 2012ء کو 60 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے چکوال میں پانچ سال تک مقامی صدر لجنہ اور پھر وفات تک ضلعی صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ ایک فرض شناس، بہت صابر و شاکر، اپنوں اور غیروں کا خیال رکھنے والی، ہمدرد اور نیک خاتون تھیں۔ ضرورت مند بچیوں کے رشتے طے کروانے میں بھی مدد کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں آپ نے 2 بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حفیظ بھٹی صاحب (انچارج ہومیوپیتھی۔ یوکے) کی ہمشیرہ اور مکرم راجہ عطاء المنان (مربی سلسلہ وکالت تصنیف) اور مکرم حافظ مظہر احمد طیب صاحب (مربی سلسلہ۔ ربوہ) کی ساس تھیں۔

(3) مکرم ظفر اقبال صاحب (آف ظفر الیکٹرونکس۔ ربوہ)

14؍ستمبر 2012ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ نیک اور مخلص انسان تھے۔ 1974ء میں مخالفین احمدیت نے آپ کی دکان کو آگ لگا دی تھی مگر آپ نے نہایت صبر اور دلیری کا مظاہرہ کیا اور نئے سرے سے کاروبار کا آغاز کیا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ناصر اقبال صاحب مربی سلسلہ ہیں جو آجکل بورکینا فاسو میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(4) مکرم محمد اعظم صاحب (ابن مکرم چوہدری عبد الرحمان صاحب۔ سابق کارکن شعبہ مال وقف جدید ربوہ)۔ 11؍اگست 2012ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے نظارت بیت المال، مجلس نصرت جہاں اور وقف جدید میں خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، انتہائی ملنسار، مہمان نواز، مالی قربانی میں ہمیشہ مستعد رہنے والے مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہرا عشق کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 5 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبد الحفیظ شاہد صاحب مربی سلسلہ (ایڈیشنل وکالت اشاعت۔ لندن) کے سسر تھے۔

(5) مکرم رانا نصرت احمد ناصر صاحب (صدر جماعت احمدیہ چک نمبر 166 مراد۔ ضلع بہاولنگر)۔ 15؍جنوری 2012ء کو ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے قائد علاقہ بہاولپور کے علاوہ مختلف مقامی اور ضلعی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، نمازوں کے پابند، تہجد گزار اور دعا گو انسان تھے۔ جماعتی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا اور ان کے متعلق وسیع علم رکھتے تھے۔ دنیاوی طور پر اچھا اثر و رسوخ رکھتے تھے اور علاقے کے معززین سے فعال رابطہ تھا۔ رفاع عامہ کے کاموں میں بہت شوق سے حصہ لینے والے بہت ہی نافع الناس وجود تھے۔ چندوں میں باقاعدہ اور ہمیشہ معیاری مالی قربانی پیش کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(6) مکرمہ امینہ خان صاحبہ (اہلیہ مکرم نعمت اللہ خان صاحب مرحوم آف ممباسہ۔ کینیا)۔ 13؍اگست 2012ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ انتہائی دیندار، عبادت گزار اور مخلص خاتون تھیں۔ چندوں میں باقاعدہ تھیں اور اپنی اولاد کو بھی اس کی نصیحت کیا کرتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ عقیدت اور پیار کا تعلق تھا۔ واقفین زندگی اور ان کی اولاد کا بہت احترام کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ظفر اللہ خان صاحب (نائب امیر جماعت کینیا) کی والدہ تھیں۔

(7) مکرم قریشی محمد اسلم صاحب (دار الرحمت وسطی۔ ربوہ)

20؍اگست 2012 کو اچانک دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ اپنے حلقہ میں سیکرٹری وقفِ نو کی حیثیت سے خدمت کرنے کے علاوہ گلشن احمد نرسری ربوہ میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ غریبوں کے ہمدرد، نظام جماعت کے پابند اور خلافت سے محبت رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور تحریکِ جدید میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے علاوہ خلفائے راشدین، خلفائے احمدیت اور بزرگان سلسلہ کی طرف سے بھی چندہ پیش کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرمہ غلام صغریٰ صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری برکت علی صاحب مرحوم۔ کیلیفورنیا۔ امریکہ)

18؍جولائی 2012ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ بہت نیک، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خوش مزاج، مہمان نواز، سادہ مزاج، نظام جماعت کی فدائی اور جانثار تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(9) مکرمہ بھاگ بھری صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک غلام رسول صاحب۔ جکارتہ انڈونیشیا)۔ 26؍ستمبر 2012ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ اگرچہ ناخواندہ تھیں لیکن نہایت راسخ العقیدہ اور خلافت سے انتہائی وفا اور عشق کا تعلق رکھنے والی بڑی مخلص خاتون تھیں۔ اپنی زندگی میں کئی غرباء کا علاج اپنے خرچ پر کروایا اور کئی مساجد کے لئے چندہ دینے کی بھی توفیق پائی۔

(10) مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد عبد السلام قریشی صاحب مرحوم آف حیدر آباد۔ انڈیا)۔ 11؍ستمبر 2012ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ ایک لمبا عرصہ بیمار رہیں اور اپنی بیماری کا سارا عرصہ انتہائی صبر و شکر سے گزارا۔ بہت نیک، صوم وصلوٰۃ کی پابند، غریب پرور اور جماعت کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔

(11) مکرمہ عابدہ رانا صاحبہ (اہلیہ مکرم رانا صلاح الدین صاحب آف ویز بادن)۔ 23؍اگست 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن**۔ آپ حضرت چوہدری کریم بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ بہت نیک طبع، ملنسار، خوش مزاج، صابر و شاکر اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ آپ تقریباً ساڑھے سات سال گردوں کے عارضہ میں مبتلا رہیں۔ بیماری کا یہ عرصہ بڑے صبر و تحمل سے گزارا۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(12) مکرمہ زاہدہ حشمت صاحبہ (آف منڈی بہاؤالدین)

24؍جولائی 2012ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے اپنی مقامی جماعت میں لجنہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، صوم وصلوٰۃ کی پابند، صابر و شاکر اور رحم دل خاتون تھیں۔

(13) مکرم ملک بشارت احمد صاحب (ابن مکرم ملک رفیع احمد صاحب آف ٹوکیو۔ جاپان) 7؍ستمبر کو 24 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت ملک مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے اور مکرم ملک بشارت احمد صاحب مینجر نصرت آرٹ پریس ربوہ کے پوتے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، خلافت سے والہانہ تعلق رکھنے والے، بہت ذہین، خاموش طبع مخلص اور باوفا نوجوان تھے۔ آپ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بہن یادگار چھوڑی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ بتاریخ 14؍نومبر 2012ء بروز بدھ بمقام مسجد فضل لندن۔ قبل نماز ظہر **مکرم منیر احمد کھوکھر صاحب (آف لندن)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔ مرحوم 8؍نومبر کو ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ 1963ء میں یوگنڈا سے یوکے آئے تھے اور یہاں سیکرٹری اشاعت اور اسسٹنٹ سیکرٹری تبلیغ کے علاوہ مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ ابتداء میں جلسہ سالانہ کے پوسٹر اور جماعت کے کیلنڈر بھی شائع کیا کرتے تھے۔ بہت نیک، صالح، دعا گو، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ مکرمہ مسرت بھٹی صاحبہ (انچارج انگلش ڈاک ٹیم دفتر پرائیویٹ سیکرٹری۔ لندن) کے بھائی اور مکرم مظفر احمد کھوکھر صاحب سیکرٹری ضیافت یوکے، کے بہنوئی تھے۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم محمد شریف درانی صاحب (سابق معلم وقف جدید۔ ربوہ)۔ 14 اکتوبر 2012ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے 1944ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور دو سال بعد زندگی وقف کر کے دیہاتی مبلغین کی کلاس میں شامل ہوئے۔ وقف جدید کے اجراء کے بعد 35 سال تک بطور معلم خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو قرآن کریم سے بہت محبت تھی اور روزانہ باقاعدگی کے ساتھ تلاوت کرنے کے علاوہ کثرت سے درود شریف بھی پڑھا کرتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گذار، لوگوں کو نہایت خندہ پیشانی اور پیار سے ملنے والے، نہایت دعا گو، غریب پرور اور نیک و مخلص انسان تھے۔ خلافت احمدیہ کے عاشق تھے اور ہر وقت خلفاء کا والہانہ انداز میں ذکر کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں 6 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مظفر احمد درانی صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل ربوہ میں انچارج سواحیلی ڈیسک کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم محمود احمد بھٹی صاحب (ابن مکرم میجر ڈاکٹر شاہنواز صاحب۔ آف نیو جرسی۔ امریکہ) ستمبر 2012ء کو 85 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ سیالکوٹی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ کا نکاح حضرت مصلح موعودؓ نے پڑھایا جس میں آپؓ نے اپنے ایک کشف کا ذکر فرمایا جس کا تعلق ان کے رشتہ سے تھا۔ پارٹیشن کے بعد کراچی منتقل ہو گئے جہاں آپ کو مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ 10 سال تک جماعت احمدیہ کراچی کے آڈیٹر رہے اور بعد میں آپ کو یوگنڈا اور لائبیریا میں بھی خدمت کی توفیق ملی اور اسی دوران آپ کو صدر مملکت لائبیریا سے ملاقات کا موقع بھی ملا۔ بہت خوش مزاج، اپنوں اور غیروں سے ہمدردی سے پیش آنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی اہلیہ محترمہ لجنہ اماء اللہ کراچی کی صدر رہیں۔

(3) مکرم شیخ ابراھیم احمد صاحب (سابق صدر جماعت احمدیہ۔ کیرنگ۔ انڈیا) 10؍اکتوبر 2012ء کو 97 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو جماعت موسیٰ بنی مائنز اور پھر اڑیسہ کی سب سے بڑی جماعت کیرنگ میں 50 سال تک بطور صدر جماعت اور کچھ عرصہ صوبائی ناظم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ بہت نیک، عبادت گزار، رحم دل، دور اندیش، معاملہ فہم اور جماعت کا درد رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرمہ اصغری خانم صاحبہ (اہلیہ مکرم نصیر احمد صاحب سولنگی مرحوم آف گوجرانوالہ) 21/اکتوبر 2012 کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم خلیل احمد صاحب سولنگی شہید لاہور کی والدہ تھیں۔ بہت نیک، پاکباز، خلافت کی شیدائی، نظام جماعت سے پوری طرح وابستہ رہنے والی اور اطاعت گذار خاتون تھیں۔ آپ کی زندگی میں میاں اور تین بچوں کی وفات ہوئی لیکن آپ نے ان صدموں کو نہایت صبر و حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔ اپنے بیٹے کی شہادت کو اپنے لیے باعثِ فخر خیال کرتی تھیں۔ خود بھی خلافت کی فدائی تھیں اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) ماسٹر عبد الرشید صاحب (صدر جماعت آف دھرکنہ بوچھال کلاں ضلع چکوال) 14/مارچ 2012 کو 66 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن. مرحوم نماز و روزہ کے پابند، نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ نے مقامی جماعت میں سیکرٹری مال، قائد مجلس اور صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ میٹرک کے بعد بطور سکول ٹیچر سروس کا آغاز کیا۔ دورانِ سروس ہر قسم کی مذہبی مخالفت اور سوشل بائیکاٹ کا نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ 1984 کے ابتلاء کے دور میں انہیں بہت تکالیف پہنچائی گئیں۔ بہت نڈر داعی الی اللہ تھے۔ 1980 میں آپ پر دعوت الی اللہ کرنے کی وجہ سے حملہ بھی ہوا۔ آپ کو اسیر راہ مولا ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔

(6) مکرم سعید احمد صاحب ڈسپنسر (ابن مکرم فیروز الدین صاحب سابق انسپکٹر تحریک جدید۔ ربوہ) 26/جون 2012ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے نگر پارکر میں بطور ڈسپنسر خدمت کی توفیق پائی اور اس دوران آپ کو ہندوؤں میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کا بھی بھرپور موقع ملا۔ اس کے علاوہ آپ کو میر پور خاص میں سیکرٹری اصلاح وارشاد، صدر اصلاحی کمیٹی اور قائمقام امیر کی حیثیت سے بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ انتہائی محنتی، جفاکش اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ خلافت اور نظام جماعت سے گہری محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔

(7) مکرم منصور احمد صاحب (ابن مکرم منظور احمد صاحب۔ آف جڑانوالہ) 5؍اکتوبر 2012ء کو 56 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے اور حضرت میاں کریم بخش صاحبؓ کے پڑنواسے تھے۔ پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر تھے۔ آپ نے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ وفات کے وقت آپ بطور زعیم اعلیٰ انصار اللہ جڑانوالہ شہر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، نہایت شریف النفس، رحم دل، نظام جماعت اور خلافت کے سچے اطاعت گزار، فدائی اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرم چوہدری محمد لطیف انور صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد شریف صاحب۔ آف لاہور) 13؍مارچ 2012ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے اپنے حلقہ میں بطور سیکرٹری اصلاح وارشاد، نائب زعیم مجلس انصار اللہ اور منتظم عمومی خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(9) مکرمہ وسیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد سلیم ناصر صاحب۔ آف جرمنی) یکم اگست 2012ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ سانگھڑ شہر و ضلع خدمت کی توفیق ملی۔ خلافت سے پیار اور اطاعت کا تعلق تھا۔ نماز روزہ کی پابند، روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، غریبوں کا خیال رکھنے والی، مہمان نواز، بااخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ دسمبر 2012ء

مہدی آباد میں ورودِ مسعود و استقبال، گیسٹ ہاؤس اور بعض مکانات کے سنگ بنیاد کی تقریب۔ ہیمبرگ (جرمنی) میں واقفین نَو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس کا انعقاد۔ 'واقفین نَو کی تحریک وقف نَو کے 25 سال' اور 'واقفین نَو اور خدمت دین' کے موضوعات پر واقفین کی معلوماتی تقاریر۔

✿......'کوشش کریں کہ واقفین نَو میں سے کم از کم بیس فیصد جامعہ میں جانے والے ہوں'۔ ✿......'واقفین زندگی کی سب سے بڑی چیز وفا ہے'۔ ✿......'ہر واقف نَو یہ عہد کرے کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ وفا کرنی ہے۔کبھی اپنی پانچ نمازیں نہیں چھوڑنی'۔ ✿......'دین کا علم سیکھو اور دین کا علم قرآن کریم پڑھنے سے آتا ہے'۔ ✿......'پھر وفا کا تقاضا ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے ان سے ایک مضبوط تعلق پیدا کرو۔ آپ کی کتابیں پڑھو'۔

(واقفین نَو کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نہایت اہم نصائح اور ہدایات۔ واقفین نَو کی حضور انور کے ساتھ مجلس سوال و جواب)

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

8/دسمبر 2012 بروز ہفتہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا سات بجے ''مسجد بیت الرشید'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج صبح درجہ حرارت نقطہ انجماد سے بہت نیچے منفی گیارہ سنٹی گریڈ تک چلا گیا تھا۔ اس شدید سردی اور برفباری کے باوجود مرد و خواتین اور بچے بچیاں بہت بڑی تعداد میں اپنے گھروں سے بذریعہ کار اور پیدل چل کر مسجد بیت الرشید پہنچے۔ مرد و خواتین دونوں طرف کی حاضری ایک ہزار سے زائد تھی۔ سبھی نے اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں نماز فجر ادا کرنے کی سعادت پائی۔

فیملی ملاقاتیں

صبح پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج صبح کے اس سیشن میں 15 فیملیز کے 67 افراد نے ملاقات کا شرف پایا۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز Hamburg کے علاوہ Bremen اور Kiel کی جماعتوں سے آئی تھیں۔ ان سبھی نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت طلباء و طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر بارہ بج کر پانچ منٹ تک جاری رہا۔

مہدی آباد میں ورود مسعود، استقبال اور مصروفیات

اس کے بعد پروگرام کے مطابق بیت الرشید سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مہدی آباد'' کے لئے روانہ ہوئے۔ ہمبرگ سے مہدی آباد کا فاصلہ 30 کلومیٹر ہے اور جماعت کا یہ سینٹر مہدی آباد Nahe نامی قصبہ اور ضلع Segeberg میں واقع ہے۔ صوبہ کا نام Schleswig-Holstein ہے اور یہ صوبہ جرمنی کے شمال کی طرف ہے۔ اس صوبہ کا دارالحکومت Keil ہے اور یہ وہی شہر ہے جس کے ایک جرمن باشندے نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپؑ کی زندگی میں پہچانا تھا اور آپؑ پر ایمان لایا تھا۔

یہ قطعہ زمین جس کا نام ''مہدی آباد'' ہے 12/جولائی 1989ء کو چھ لاکھ جرمن مارک میں خریدا گیا۔ مہدی آباد دو قطعات زمین پر مشتمل ہے۔ ایک قطعہ زمین کا رقبہ جس پر جماعتی سینٹر موجود ہے اور گزشتہ سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ کے دوران 14/جون 2011ء کو مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اس کا رقبہ 21479 مربع میٹر یعنی پانچ ایکڑ سے زیادہ ہے۔ اور دوسرا قطعہ زمین جو اس پہلے قطعہ سے آٹھ صد میٹر دور ہے ایک زرعی زمین پر مشتمل ہے اور اس کا رقبہ ایک لاکھ 51 ہزار مربع میٹر ہے۔ ایکڑوں میں یہ رقبہ 37,26 ایکڑ ہے۔

مہدی آباد میں جو موجودہ عمارت پہلے کی بنی ہوئی ہے اس کے ایک حصہ کو رہائشی طور پر اور ایک حصہ کو مرمت وغیرہ کر کے نماز کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

قریباً چالیس منٹ کے سفر کے بعد ایک بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مہدی آباد میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں مہدی آباد اور اردگرد کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب مرد و خواتین اپنے آقا کے استقبال کے لئے جمع تھے۔ ہر طرف برف پڑی ہوئی تھی۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت مہدی آباد مکرم حبیب اللہ طارق صاحب مبلغ سلسلہ ہمبرگ ریجن لئیق احمد منیر صاحب اور ریجنل امیر مکرم نورالدین صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا۔

✿......آج پروگرام کے مطابق یہاں چار مکانات کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی مہدی آباد کی سرزمین پر ایک گیسٹ ہاؤس کے طور پر گھر تعمیر کروا رہے ہیں۔ سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کے سنگ بنیاد کے لئے پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے ایک اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی اور مکرم صدر صاحب مہدی آباد نے ایک ایک اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

دوسرا گھر مکرم عظیم بٹ صاحب ڈیٹسن باغ جرمنی کا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس گھر کا سنگ بنیاد رکھا اور پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی، مکرم عظیم بٹ صاحب، ان کی اہلیہ صبیحہ بٹ صاحبہ اور بیٹی Aylin بٹ صاحبہ نے بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت پائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

تیسرا گھر مکرم حبیب اللہ طارق صاحب صدر جماعت مہدی آباد کا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس گھر کی بنیاد میں بھی پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی، مکرم حبیب اللہ طارق صاحب اور ان کی اہلیہ انگیلا طارق صاحبہ اور بیٹا یاسین طارق نے ایک ایک اینٹ رکھی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

چوتھا گھر مکرم ندیم احمد بٹ صاحب (یو ایس اے) کا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس گھر کی بنیاد میں بھی پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی، ندیم احمد بٹ صاحب اور ان کی اہلیہ نے بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت پائی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

سنگ بنیاد کے اس پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لے آئے جہاں دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ مہدی آباد اور دیگر ساتھ والی جماعتوں سے آنے والے تمام احباب نے اپنے آقا کی معیت میں کھانا تناول کیا۔

✿......کھانے کے پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مکرم عبدالجلیل عبادؔ صاحب کی مہدی آباد کے مکانات کے سنگ بنیاد رکھنے کے حوالہ سے کہی جانے والی درج ذیل تازہ نظم عزیزم حنان باجوہ صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

بہت خوش بخت مہدی آباد کے یہ تو مکیں لگتے
جہاں دست دعا سے گھر کی بنیادیں حضور رکھتے
مبارک صد مبارک کی صداؤں اور فضاؤں میں
خوشی کے اشک مرد و زن لئے دیکھے گلے ملتے
کریں کیوں کر نہ یہ سب ناز اپنی خوش نصیبی پر
مقدر سے یہ خوشبودار آنگن میں شجر کھلتے
ابھی گلشن میں خالی ہے جگہ جلدی سے آ جاؤ
اگر کچھ دیر کر دی تو رہو گے ہاتھ پھر ملتے

اس کے بعد جلیل عباد صاحب کی دو تین نظمیں اور پیش ہوئیں۔

✿......بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن نے اپنی ایک تازہ نظم پیش کی۔ 3 اور 4 دسمبر 2012ء کو یورپین پارلیمنٹ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مختلف سیاسی لیڈروں نے ملاقاتیں کیں اور حضور انور کی پریس کانفرنس ہوئی اور یورپین پارلیمنٹ میں تاریخی خطاب فرمایا۔ یہ نظم اس دوران پیدا ہونے والی کیفیات پر مشتمل ہے۔

رعب پڑتے دلوں پہ دیکھا ہے
حق اترتے دلوں پہ دیکھا ہے
اے محبت کے بادشاہ تیرا
حکم چلتے دلوں پہ دیکھا ہے
آج میری نگاہ نے تجھ کو
راج کرتے دلوں پہ دیکھا ہے
تیرے نورِ فراستانہ کی
بجلی گرتے دلوں پہ دیکھا ہے
تیری نظروں کے عین تیروں کو
جا کے لگتے دلوں پہ دیکھا ہے
تُو نے بانٹے جو پیار کے تحفے
پھول کھلتے دلوں پہ دیکھا ہے
صبحِ خوش رنگ کی امنگوں کو
رقص کرتے دلوں پہ دیکھا ہے
تیرے منشورِ امنِ عالم کو
پاؤں دھرتے دلوں پہ دیکھا ہے
تیری تعظیم میں عقیدت کے
نقش ابھرتے دلوں پہ دیکھا ہے
حسنِ اسلام کا ظفرؔ نے آج
رنگ چڑھتے دلوں پہ دیکھا ہے

اس کے بعد اطفال الاحمدیہ نے ایک ترانہ پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور کچھ دیر کے لئے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پونے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

✿......نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت لنگر خانہ میں تشریف لے گئے اور یہاں

کام کرنے والے خدام سے گفتگو فرمائی اور شرف مصافحہ سے نوازا۔ خدام نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعدازاں قریباً سوا تین بجے مہدی آباد سے بیت الرشید ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد پونے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیت الرشید ہمبرگ میں تشریف آوری ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوپہر بارہ بجے مہدی آباد کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ صرف پونے چار گھنٹے کے بعد جب دوبارہ واپس بیت الرشید پہنچے تو احباب جماعت مردوخواتین نے اپنے پیارے آقا کا بھرپور استقبال کیا۔ بچے اور بچیاں بڑی تعداد میں تھے اور دعائیہ اور خیر مقدمی گیت پڑھ رہے تھے۔ سبھی نے اپنے ہاتھ ہلا کر اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔

حضور انور نے بھی اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق واقفین نَو اور واقفات نَو کی علیحدہ علیحدہ کلاسز تھیں۔

واقفین نَو کی کلاس

پانچ بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد میں تشریف لائے جہاں واقفین نو کی کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم حنان باجوہ نے پیش کی۔ اور عزیزم ہارون عطا نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

✿...... بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیثِ مبارکہ اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم عطاء الکریم نے پیش کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چٹائی پر لیٹنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر نشانات تھے۔ مَیں نے یہ دیکھ کر عرض کیا۔ ہماری جان آپؐ پر فدا ہو اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم اس چٹائی پر کوئی گدیلا وغیرہ بچھا دیں جو آپؐ کو اس کے کھردرے پن سے بچائے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَا اَنَا وَالدُّنْیَا“ مجھے دنیاوی لذتوں سے کیا غرض؟ مَیں تو صرف ایک مسافر کی طرح ہوں جو کچھ دیر سستانے کی غرض سے سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ جاتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر اپنے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اس کے بعد عزیزم علی فراز نے ملفوظات سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”یاد رکھو کہ وہ چیز جو انسان کی قدر و قیمت کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھاتی ہے وہ اُس کا اخلاص اور وفاداری ہے جو وہ خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے...... جو خدا تعالیٰ سے اخلاص اور وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا بلکہ دغا دینے والا ہو وہ کس کام کا ہے، اُس کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے۔ ساری قیمت اور شرف وفا سے ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو شرف اور درجہ ملا وہ کس بنا پر ملا؟ قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا ہے۔ وَاِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰٓی (النجم:38) ابراہیم وہ، جس نے ہمارے ساتھ وفاداری کی۔ آگ میں ڈالے گئے مگر انہوں نے اِس کو منظور نہ کیا کہ وہ اُن کافروں کو کہہ دیتے کہ تمہارے ٹھاکروں کی پوجا کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے لئے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ اپنی بیوی کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ آ۔ انہوں نے فی الفور اس کو قبول کر لیا۔ ہر ایک ابتلا کو انہوں نے اِس طرح پر قبول کر لیا کہ گویا عاشق اللہ تھا۔ درمیان میں کوئی نفسانی غرض نہ تھی۔ اِسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتلا پیش آئے۔ خویش و اقارب نے مل کر ہر قسم کی ترغیب دی کہ اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم دینے کو تیار ہیں۔ اور اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں تو اپنا بادشاہ بنا لینے کو تیار ہیں۔ اگر بیویوں کی ضرورت ہے تو خوبصورت بیویاں دینے کو موجود ہیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب یہی تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے شرک کے دُور کرنے کے واسطے مامور کیا ہے۔ جو مصیبت اور تکلیف تم دینی چاہتے ہو دے لو۔ مَیں اِس سے رک نہیں سکتا کیونکہ یہ کام جب خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے پھر دنیا کی کوئی ترغیب اور خوف مجھ کو اِس سے ہٹا نہیں سکتا۔ آپ جب طائف کے لوگوں کو تبلیغ کرنے گئے تو ان خبیثوں نے آپ کے پتھر مارے جس سے آپ دوڑتے دوڑتے گر جاتے تھے لیکن ایسی مصیبتوں اور تکلیفوں نے آپ کو اپنے کام سے نہیں روکا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کے لئے کیسی مشکلات اور مصائب کا سامنا ہوتا ہے اور کیسی مشکل گھڑیاں ان پر آتی ہیں۔ مگر باوجود مشکلات کے ان کی قدر شناسی کا بھی ایک دن مقرر ہوتا ہے۔ اُس وقت اُن کا صدق روزِ روشن کی طرح کھل جاتا ہے اور ایک دنیا اُن کی طرف دوڑتی ہے۔“

فرمایا۔ ”اِس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقع دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آ کر ختم ہو جاتی ہیں اِس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اِس کے بعد کوئی موقع نہ ہو گا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اِس موقع کو کھو دے۔“

(ملفوظات جلد 3۔ صفحہ 517-516۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس کے بعد عزیزم احمد اسمٰعیل طاہر نے خوش الحانی کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کی یہ نظم پڑھی

حالات پر زمانے کے کچھ تو دھیاں کرو
بے فائدہ نہ عمر کو یوں رائیگاں کرو
شیطاں ہے ایک عرصہ سے دنیا پہ حکمراں
اٹھو اور اٹھ کے خاک میں اس کو نہاں کرو
دکھلاؤ پھر صحابہ سا جوش و خروش تم
دنیا پہ اپنی قوتِ بازو عیاں کرو
پھر آزماؤ اپنے ارادوں کی پختگی
پھر تم دلوں کی طاقتوں کا امتحاں کرو
پھر تم اٹھاؤ رنج و تعَبْ دیں کے واسطے
قربان راہِ دینِ محمدؐ میں جاں کرو
ہاں ہاں اُسی حبیبؐ سے پھر دل لگاؤ تم
پھر منعمین لوگوں کے انعام پاؤ تم

✿...... بعدازاں عزیزم راشد باجوہ نے ”تحریک وقف نو کے پچیس سال“ کے عنوان پر درج ذیل مشتمل مضمون پیش کیا۔

تحریک وقف نو کے پچیس سال

خدا کی راہ میں زندگیاں وقف کرنے کی تاریخ مذاہب کی دنیا میں بہت پرانی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑی مثال تو خود انبیاء علیہم السلام نے اور ان کی اتباع میں ان کے خلفاء اور صحابہ کرامؓ نے قائم کی۔ جماعت احمدیہ کے آغاز سے ہی بہت سے صحابہ کو اسلام احمدیت کے لئے زندگیاں وقف کرنے کی توفیق ملی۔ بعد ازاں مختلف ادوار میں تمام احمدیوں کو اس مبارک راہ کی طرف توجہ دلانے کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم سے خلفاء کرام نے کئی تحریکیں جاری فرمائیں جن میں وقف زندگی، وقف عارضی، وقف اولاد اور وقف بعد از ریٹائرمنٹ جیسی کئی تحریکات شامل تھیں۔ ان تمام تحریکات میں ہزاروں احمدیوں کو شامل ہو کر خدا تعالیٰ کے انعامات سے حصہ پانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز سے قبل آئندہ ہونے والی جماعتی ترقیات کی تیاری کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی توجہ ایک اہم تحریک کی طرف مبذول کروائی۔ آپ رحمہ اللہ نے تین اپریل 1987ء کو تحریک وقف نَو کا آغاز فرماتے ہوئے فرمایا۔ ”مجھے خدا نے یہ توجہ دلائی ہے کہ مَیں آپ کو بتا دوں کہ آئندہ دو سال کے اندر یہ عہد کر لیں کہ جس کو بھی جو اولاد نصیب ہو گی وہ خدا کے حضور پیش کر دے۔“ نیز فرمایا۔ ”اگلی صدی میں واقفین زندگی کی شدید ضرورت ہے کہ جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھہا کی تعداد میں واقفین زندگی اِس صدی کے ساتھ ہم دراصل خدا کے حضور تحفہ پیش کر رہے ہوں گے لیکن استعمال تو اُس صدی کے لوگوں نے کرنا ہے بہرحال۔ تو یہ تحفہ ہم اس صدی کو دینے والے ہیں اِس لئے جن کو بھی توفیق ہے وہ اِس تحفے کے لئے بھی تیار ہو جائیں۔“

(خطبہ جمعہ 3 اپریل 1987)

اس تحریک کا مقصد بیان فرماتے ہوئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اِس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہم خدا کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں۔ اور اِس وقف کی شدید ضرورت ہے۔ آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں تربیت یافتہ غلام چاہئیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے غلام ہوں۔ واقفین زندگی چاہئیں کثرت کے ساتھ اور ہر طبقۂ زندگی سے واقفین زندگی چاہئیں۔ ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں۔“

(خطبہ جمعہ 3 اپریل 1987)

اس عظیم الشان تحریک کے آغاز سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی خداداد فراست سے اس تحریک میں شامل ہونے والے بچوں کی دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت کے لئے بہت تفصیل کے ساتھ ہدایات فرمائیں۔ آپ رحمہ اللہ نے 3 اپریل 1987ء کے بعد 1989ء میں چار خطباتِ جمعہ مورخہ 10 فروری، 17 فروری، 8 ستمبر اور یکم دسمبر کو ارشاد فرمائے جن میں آپ نے ان بچوں کی پیدائش سے بہت پہلے سے لے کر آئندہ کے تمام تربیتی مراحل کے لئے تفصیلی نصائح فرمائیں۔ جہاں آپ نے والدین کو تفصیلی ہدایات دیں وہاں آپ نے جماعت میں انتظامی لحاظ سے بھی وقف نو کا شعبہ قائم فرمایا جس کے انچارج مکرم چوہدری محمد علی صاحب کو مقرر فرمایا۔ 1992ء میں باقاعدہ وکالتِ وقف نَو کا قیام عمل میں آیا اور محترم چوہدری محمد علی صاحب ہی پہلے وکیل وقف نو مقرر ہوئے۔ آج کل محترم سید قمر سلیمان صاحب وکیل وقف نَو ہیں اور لندن میں اس شعبہ کے انچارج مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب ہیں۔ یہ تحریک شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے صرف دو سال کے لئے جاری فرمائی لیکن احباب جماعت کی خواہش پر مزید دو سال کا اضافہ فرما دیا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ بعد میں حضورؒ نے اس تحریک کو مستقل حیثیت دے دی اور مستقبل کے والدین کو بھی اپنے ہونے والے بچوں کو اس مبارک تحریک میں شامل کرنے کی سعادت ملنے لگی۔

خلافت خامسہ کے آغاز میں یہ تحریک اپنی عمر کے سولہ سال پورے کر چکی تھی۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آغاز خلافت سے ہی ہم واقفین و واقفات نَو پر اپنا دستِ شفقت رکھا اور وقف نَو کلاسز کا آغاز فرمایا۔ آپ نے نہ صرف گلشنِ وقفِ نو کے نام سے ایم ٹی اے پر تمام دنیا کے واقفین نَو کے لئے کلاسز جاری فرمائیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں جہاں جہاں آپ دورہ پر تشریف لے گئے وہاں وہاں آپ نے واقفین و واقفات نَو پر شفقت فرماتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ کلاسز میں شامل ہونے کے اعزاز سے نوازا۔ جماعت احمدیہ جرمنی کو خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سعادت ملی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جب پہلے ہی دورہ پر جرمنی تشریف لائے تو تمام واقفین نَو کو جلسہ سالانہ کے موقع پر مصافحہ کا شرف بخشا۔ اور اس کے بعد تقریباً ہر سال ہی حضور اقدس جب جرمنی تشریف لائے واقفین اور واقفات نَو کو اپنے ساتھ کلاسز کا شرف بخشتے رہے۔ ان کلاسز میں حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے واقفین اور واقفات کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ وقف نَو کلاسز کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 جون 2003ء اور 22 اکتوبر 2010ء کو وقف نو کے موضوع پر خطبات جمعہ بھی ارشاد فرمائے۔

ان نصائح میں جہاں آپ نے والدین کو تربیت اولاد کی طرف متوجہ کیا وہاں ہم واقفین اور واقفات نو کو اپنی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ فرمایا۔ بیرونِ ممالک ہونے والی کلاسز میں آپ نے خود اپنی بابرکت موجودگی میں واقفین نَو کو نہ صرف پنجوقتہ نماز، تلاوت قرآن کریم، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی بلکہ ان کی دنیاوی تعلیم کے بارہ میں بھی رہنمائی کی کہ اُن کو کون سے مضامین اختیار کرنے چاہئیں اور کون سی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔

آج تقریباً پچاس ہزار واقفین نَو کی ایک بڑی تعداد پوری دنیا میں مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور پچیس سال گزرنے کے بعد ایک نسل جوان ہو کر خدمت دین کے میدان میں اتر رہی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم پیارے آقا کی ہدایات کو حرزِ جان بنائیں۔ اب ہم اپنی عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں ہم جلد تعلیم سے فارغ ہو کر خدمت دین کے میدان میں اترنے والے ہیں۔ اب وہ وقت آ رہا ہے جب ہمیں نظام جماعت کی توقعات اور والدین کی خواہشات پر پورا اترنا ہے۔ اب ہمیں نہ صرف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح یہ کہنا ہے کہ یَآ اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (الصّٰفّٰت: 103) بلکہ ان کی سنت پر چلتے ہوئے اسے عمل میں بھی ڈھالنا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس قابل ہو سکے کہ وہ اسلام احمدیت کی اعلیٰ خدمت بجالانے والا ہو۔ پیارے آقا سے عاجزانہ درخواست ہے کہ ہمارے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

✿...... اس کے بعد عزیزم شیراز احمد نے ”واقفین نَو اور خدمتِ دین“ کے موضوع پر اپنا مضمون پیش کیا۔

واقفین نَو اور خدمت دین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تحریک وقف نَو کا یہ مقصد بیان فرمایا تھا کہ ” آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں تربیت یافتہ غلام چاہئیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے غلام ہوں۔“

الحمدللہ کہ احبابِ جماعت احمدیہ جرمنی کو بھی تحریک کے آغاز سے ہی اپنی اولاد خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے غلاموں کی تعداد ساڑھے چار ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح

الرابعؒ نے تحریک کے آغاز میں ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میری خواہش ہے کہ پوری دنیا سے ایک پانچ ہزاری فوج تیار ہو جائے۔ جہاں آج خدا تعالیٰ نے پوری دنیا میں اس پانچ ہزار کو پچاس ہزار غلاموں میں بدل دیا ہے وہاں صرف ایک چھوٹے سے ملک جرمنی میں ہی پانچ ہزاری فوج تیار ہونے والی ہے۔ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ(المائدہ:54)

خلافت کے پروانوں یعنی جرمنی کے احباب جماعت کو ہر سال تقریباً 180 بچے خلیفۂ وقت کے حضور پیش کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔ اس طرح اس وقت جماعت احمدیہ جرمنی میں شعبہ وقف نو کی تجنید 4592 ہو چکی ہے جن میں 1968 واقفات نو اور 2624 واقفین نو ہیں۔ان واقفین نَو میں 556 بچے،983 اطفال اور 1085 خدام شامل ہیں۔تعلیم کے میدان میں بھی الحمدللہ واقفین نَو دوسروں کی نسبت بہت بہتر ہیں۔ جرمنی میں مختلف طرح کے سکول پائے جاتے ہیں۔ پانچویں کلاس سے تیرھویں کلاس تک کے سکولوں میں گمنازیم بہترین سکول سمجھا جاتا ہے۔ جرمنی کے اعداد و شمار کے مطابق 30 فیصد طلباء گمنازیم میں تعلیم حاصل کرتے ہیں جبکہ اس وقت جماعت احمدیہ جرمنی کے 55 فیصد واقفین نَو گمنازیم میں تعلیم حاصل کررہے ہیں اور آئندہ چند سالوں میں انشاء اللہ واقفین نو کی ایک بڑی تعداد گمنازیم سے فارغ ہوکر یونیورسٹیز میں داخل ہوچکی ہوگی۔

اس وقت 70 سے زائد واقفین نَو کو جرمنی، یوکے اور کینیڈا کے جامعاتِ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور ان میں سے چند ایک تو خدمت کے عملی میدان میں بھی قدم رکھ رہے ہیں۔ اس طرح دوسو سے زائد واقفین نَو یونیورسٹیز میں مختلف مضامین میں تعلیم حاصل کررہے ہیں جن میں 16 میڈیکل کی تعلیم، 39 انجینئرنگ،13 سائنس،42 کامرس،21 کمپیوٹر،10 لاء، 7 آرکیٹیکٹ ، اسی طرح 7 میڈیا، 8 اسلامک سٹڈی، 4 ٹیچنگ اور اسی طرح بہت سے دوسرے مضامین میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔اس کے علاوہ تقریباً 160 واقفین نَو مختلف قسم کی ٹیکنیکل تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

اِن ہزار سے زائد خدام میں سے نوّے فیصدی سے زائد واقفین نَو تجدید وقف یعنی Rededication کر کے والدین کے عہد کو نبھاتے ہوئے خود آزادانہ فیصلہ کے ساتھ خدا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جُوا اپنی گردنوں میں ڈال چکے ہیں۔ اور اس بات کا عہد کر چکے ہیں کہ خلیفۂ وقت جو بھی اور جہاں بھی خدمت کے لئے فرمائیں گے وہ اسے اپنی سعادت مندی سمجھیں گے۔ انشاءاللہ جلد ہی خلیفۂ وقت کے یہ خدام تعلیم سے فارغ ہو کر بارگاہِ خلافت میں اپنے آپ کو پیش کرنے کے لئے حاضر ہوں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ بھی بہت سے واقفین نو بھائیوں کو جماعتی اور ذیلی تنظیم میں خدمت دین کی توفیق مل رہی ہے۔جن میں نمایاں ہمارے موجودہ صدر خدام الاحمدیہ، نائب صدر اور 3 نیشنل عاملہ ممبران کے علاوہ بہت سے قائدین مجالس اور ناظمین شامل ہیں۔

الحمدللہ کہ واقفین نَو کی ایک بڑی تعداد دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ کررہی ہے۔ جماعت احمدیہ جرمنی میں چار سال سے بڑے واقفین نو سے وکالت وقف نَو کے مقرر کردہ نصاب کا ہر سال جائزہ لیا جاتا ہے۔امسال سالانہ جائزہ میں 985 واقفین نَو نے شرکت کی۔جن میں سے 63 فیصد واقفین نَو اپنی عمر کے مطابق پچاس فیصد سے زائد نصاب جانتے ہیں جب کہ 34 فیصد واقفین نَو اپنی عمر کے مطابق پورے نصاب پر عبور رکھتے ہیں۔

یہ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے کہ ہر سال ہمیں اپنے پیارے آقا کے ساتھ کلاس میں شامل ہوکر آپ کی پاک صحبت میں بیٹھنے اور آپ کی نصائح سننے کا موقع ملتا ہے۔اس کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والی وقف نَو کلاسز میں فرمودہ ہدایات بھی الفضل میں شائع ہوتی ہیں۔ پھر یوکے میں ہونے والی کلاسز بھی ایم ٹی اے پر نشر ہوتی ہیں۔ ان تمام کلاسز میں حضور پرنور ہم واقفین نو کے لئے تازہ ہدایات فرماتے رہتے ہیں۔ اب یہ یقیناً ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان نصائح کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں تازہ رکھیں اوران پر عمل کرنے والے ہوں۔

۞......آخر پر عزیزم فائز احمد نے مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی تحریک وقف نو کے عنوان کے تحت نظم پڑھی جس کا پہلا شعر درج ذیل ہے۔

آقا نے کی ہے جاری تحریک وقفِ نو کی
قدرت کا ہے اشارہ تحریک وقفِ نو کی

یہ سارا پروگرام پیش ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نَو کو مخاطب ہوتے ہوئے ہدایات فرمائیں اور ان کے سوالات کے جوابات بھی عطا فرمائے۔

ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

کلاس واقفین نو 8/دسمبر 2012ء ہیمبرگ جرمنی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پروگرام تو بڑا اچھا تھا لیکن میرا خیال ہے کہ سمجھ کم لوگوں کو ہی آئی ہوگی کیونکہ اُردو میں سمجھ نہیں آتی۔ پہلی بات تو یہ کہ جو تلاوت کی گئی ہے اس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی مثال بچپن کی دی گئی کہ انہوں نے اپنے ابّا یعنی باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میری قربانی کرو اسی طرح کردو۔اب یہ قربانی کا جذبہ ہر بچے میں اس وقت پیدا ہوسکتا ہے جب آپ لوگ کچھ تھوڑی سی تاریخ سے بھی واقفیت رکھیں اور تاریخ پڑھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ: کن کن بچوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کہانی پڑھی ہے۔اس پر بچوں نے ہاتھ کھڑے کئے تو حضور انور نے فرمایا۔ چار پانچ نے پڑھی ہے تو پتہ کیا لگے گا۔ بہرحال پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت وقف نَو کے لئے مرکزی طور پر مَیں نے ''اسماعیل'' نام سے رسالہ شروع کروایا ہے اور اس کا اسماعیل نام اسی وجہ سے رکھا ہے۔ اب تو اس کا تیسرا ایڈیشن بھی آرہا ہے۔ وہ رسالہ یہاں آنا چاہئے اور اس کے مضامین منگوا کر یہاں بھی شائع کرنا چاہئے۔آدھا حصہ جرمن زبان میں اور باقی حصہ اُردو زبان میں شائع ہوتا کہ اِن بچوں کو بھی پتہ لگے کہ واقفین نو کی کیا اہمیت ہے۔ یہ رسالہ صرف U.K کے لئے نہیں بلکہ مَیں نے کہا ہے کہ ساری دنیا کو بھیجا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ جو سارا آج پروگرام تھا پہلے تو قرآن کریم کی تلاوت تھی اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کا ذکر ہے خاص طور پہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ذکر ہے۔ پھر حدیث پیش ہوئی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حال تو یہ ہے جس طرح ایک انسان ایک مسافر پیدل جارہا ہو سفر کررہا ہو۔آج کل تو سفر کے بہت ذریعے ہیں کار میں بیٹھ جاتے ہو جہاز میں بیٹھ جاتے ہو، ٹرین پر بیٹھ جاتے ہو پرانے زمانے میں یا گھوڑوں پر سفر کرتے تھے یا اونٹوں پر سفر کرتے تھے اور وہ بھی ریگستان میں دور دور تک درخت کوئی نہیں ہوتا تھا۔ عربوں کی یہی مثال دی ہے کہیں درخت نظر آجاتا تھا سایہ ہوتا تھا تو وہاں سفر کرتے کرتے اس سائے میں بیٹھ کے سستا لیتے تھے۔تمہارے یہاں سردیاں ہوں برف پڑ رہی ہو تو ہیٹنگ آن کر لیتے ہو۔گرمیاں آئیں تو ایئرکنڈیشن آن ہو جاتے ہیں پنکھے چل جاتے ہیں لیکن اس زمانہ میں پنکھے نہ تھے تو اُس زمانہ کی مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ دیکھو تم سفر کر رہے ہو دھوپ تیز ہو Desert (صحراء) ہو ریت کی گرمی ہو اور تم تھکے ہوئے ہو تو جب کوئی درخت نظر آتا ہے تو اس کے سائے کے نیچے تھوڑا سا آرام کرتے ہو پھر چل پڑتے ہو۔تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری زندگی تو ایسے ہے میں تو دنیا کی جو چیزیں ہیں دنیا کے آرام اور آسائشیں ہیں سہولتیں ہیں ان سے میرا کوئی تعلق نہیں اس لئے مَیں تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے دنیا میں آیا ہوں۔انسان کو محبت و پیار سکھانے کے لئے دنیا میں آیا ہوں اور یہ میرا مسلسل سفر ہے۔ رات کو سوتا ہوں آرام کرتا ہوں دوپہر کو بیٹھتا ہوں تو یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک مسافر چلتے چلتے تھوڑی دیر درخت کے نیچے آرام کرے اور پھر آگے روانہ ہوجائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو یہ چیزیں ذہن میں رکھنی چاہئیں اور جب یہ چیزیں یاد آئیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اپنی جان کو لوگوں کی ہدایت کے لئے ہلکان کیا۔اللہ تعالیٰ کہتا ہے ہلاک نہ کر اپنی جان کو کہ یہ ایمان نہیں لاتے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حالت ہوگئی تھی اور آپ کی یہ خواہش تھی کہ ساری دنیا اللہ تعالیٰ کو ماننے والی ہو جائے۔ عبادت کرنے والی ہو جائے نمازیں پڑھنے والی ہو جائے بتوں کو چھوڑ دے تو اس کی خاطر بے چین ہوتے تھے دعائیں کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ کسی کو ہدایت دینا میرا کام ہے،تمہارا کام صرف تبلیغ کرنا ہے۔ ہاں بے شک تبلیغ کرو لیکن اتنی بھی فکر نہ کرو کہ اپنے آپ کو ہلاک کرلو، مار ہی لو کہ یہ کیوں مسلمان نہیں ہوتے۔

حضور انور نے فرمایا: تو یہ اب واقفین زندگی کا بھی کام ہے۔تمہاری خاص پرسنٹیج (Percentage) ایسے لوگوں کی ہونی چاہئے جو جامعہ میں جانے والے ہوں مبلغین بھی بنیں۔ ایک تو عمومی طور پہ واقفین زندگی ہیں واقفین نَو ہیں جس میں سے انجینئر بھی بن رہے ہیں ڈاکٹر بھی بن رہے ہیں ،لائرز بھی بن رہے ہیں لیکن کچھ لوگ جامعہ میں جانے والے ہونے چاہئیں۔اب آہستہ آہستہ جامعہ میں جانے والوں کی تعداد کم ہو رہی ہے جب کہ مبلغین کی ہمیں زیادہ سے زیادہ تعداد چاہئے ۔جرمنی میں کتنے شہر ہیں؟ کتنے قصبے ہیں؟ ہزاروں میں ہوں گے۔اب ہر جگہ ایک مبلغ بھیجنا ہو تو ہم نہیں بھیج سکتے ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس مبلغ ہیں ۔ایک ریجن میں ایک مبلغ بیٹھا ہوتا ہے۔ہیمبرگ میں مبلغ ہیں تو سارے علاقے کو کور کر رہے ہیں حالانکہ یہاں سے مہدی آباد Nahe تک جاؤ تو تین شہر راستہ میں آجاتے ہیں۔ ہر جگہ ایک مربی بیٹھنا چاہئے مبلغ ہونا چاہئے اور صرف جرمنی نہیں ساری دنیا کا ہمارا میدان ہے۔کوشش کرو کم ازکم 20 فیصد جو واقفین نَو میں وہ جامعہ میں جانے والے ہوں۔ اس طرح ڈاکٹر ہیں ان کی بھی ایک خاص پرسنٹیج ہونی چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تمہارے میں سے ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو دین کا علم حاصل کریں اور دین کا علم حاصل کر کے پھر اس کو اپنے اپنے علاقے میں پھیلائیں یا ویسے تبلیغ کریں۔تو یہ تبلیغ کا ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سپرد ہے۔اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔نہیں تو آٹھ دس لڑکے ہر سال جامعہ میں آتے ہیں تو فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: پھر آگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پڑھا گیا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی اور وفاداری کی مثال دی گئی ہے کہ سب سے بڑی چیز وفاداری ہے۔قرآن کریم میں لکھا ہے۔اِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی ۔ابراہیم وہ تھا جس نے وفا کی۔ وفا کیا ہے؟ وفا یہ ہے کہ جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرو۔ وفا یہ ہے کہ اب اس زمانے میں خدا تعالیٰ کا اتنا بڑا انعام ہے۔مَیں نے بتایا ہے کہ پرانے زمانے میں نہ کوئی سہولت تھی نہ کوئی پانی ہوتا تھا ،نہ بجلی تھی ۔نہ پنکھا تھا۔ نہ ہیٹنگ تھی سردی ہے تو اس میں آگ جلانی پڑتی تھی لکڑیاں اکٹھی کرکے اگر وہ بھی مل جائیں اور گرمیاں ہوں تو جیسا بھی پانی ملے وہ بڑی نعمت لگا کرتی تھی۔ آج کل اتنا سب کچھ ہے اللہ تعالیٰ سے وفاداری کا تقاضا ہے کہ ان نعمتوں کا بھی شکر ادا کرو۔ اور سب سے زیادہ ہر احمدی کو ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے اور یہ وفاداری واقفین نو کی یہ ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی کبھی نہ بھولیں۔ پھر جس مقصد کے لئے ماں باپ نے وقف کیا ہے اس کو ہمیشہ یاد رکھیں۔اس دنیا میں رہتے ہوئے یہاں کی سہولتوں کو، آرام کو آسائش کو دیکھ کے بھول نہ جائیں کہ ہمارے کچھ اللہ تعالیٰ سے وعدے بھی ہیں ان کی وفا کرنی ہے۔ بلکہ ہر جو سہولت ملتی ہے، ہر آرام جو تم دیکھتے ہو، پڑھائی میں اگر اچھے ہو سکولوں میں پڑھ رہے ہو، تعلیم میں آگے جا رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا مزید شکر کرتے ہوئے دین کی طرف زیادہ لگاؤ ہونا چاہئے بجائے اس کے کہ دنیا کی طرف لگاؤ ہو۔واقفین زندگی کی سب سے بڑی چیز وفا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر نظم بھی یہاں پڑھی گئی جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے کہا کہ زمانے کے حالات جو ہیں بڑے مشکل ہیں۔آپ کی ایک اور نظم ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ۔

جدھر دیکھو ابر گنہ چھا رہا ہے
گناہوں میں چھوٹا بڑا مبتلا ہے

پس اتنا زیادہ گناہ ہے دنیا میں، میڈیا ہے، انٹرنیٹ ہے، ٹی وی کے پروگرام ہیں، چیٹنگ ہے، ویب سائیٹس ہیں، Facebook ہے اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں ان سب میں نیکی کی کم تعلیم ہوتی ہے گناہوں کی زیادہ باتیں ہوتی ہیں۔تو ان چیزوں سے خود بھی بچنا اور دوسروں کو بچانا واقفین نَو کا کام ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ شیطان ایک عرصے سے حکمران ہو رہا ہے۔اب تمہارا کام ہے جو احمدی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان لیا ہے اس شیطان سے اپنے آپ کو بھی بچاؤ اور دنیا کو بھی بچاؤ۔ یہ بہت بڑا کام ہے بہت بڑی ذمہ داری ہے جو واقفین نَو کی لگائی گئی ہے۔ پھر واقفین نَو کے حوالہ سے جو باقی مضامین ہیں مختصر یہ کہ ہر واقف نَو یہ عہد کرے کہ مَیں نے ایک تو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ وفا کرنی ہے اور وفا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے مجھے پیدا کیا ہے وہ کیا ہے۔اس کی عبادت کرنا۔کبھی اپنی پانچ نمازیں نہیں چھوڑنی۔ میرے سامنے جتنے بچے بیٹھے ہوئے ہیں دس سال سے بڑی عمر کے ہیں۔ جو چھوٹے سے چھوٹا ہے وہ بھی دس سال سے اوپر ہے۔ اور دس سال کی عمر وہ ہے جس میں نمازیں فرض ہو جاتی ہیں۔ اور اس میں تو کوئی رعایت نہیں ہے بلکہ دس سال کے بعد سختی کرنے کا حکم ہے ایک دو سال تک ماں

باپ کوئی ایک آدھ چپیڑ مار بھی دیں کہ تم نے نماز نہیں پڑھی تو برداشت کرلیا کرو۔ اور جو جوان ہیں انہیں خود ہوش ہونی چاہئے۔ بارہ سال کے جو ہو جاتے ہیں پانچ نمازیں جو فرض ہیں ان کو پڑھنا ضروری ہے۔ سکول میں جاتے ہو آجکل سردیاں ہیں اور وقت نہیں ملتا یا تو سکول والوں سے کہو کہ ایک ڈیڑھ بجے جو بریک ہوتی ہے اس میں وقت دے دیں کہ ہم نماز پڑھ لیں۔ سکول میں دونوں نمازیں جمع کرلیا کرو کیونکہ ساڑھے تین پونے چار کے بعد تو نماز کا وقت ہی نہیں رہتا۔ اس لئے نمازوں کو کبھی نہ چھوڑو۔ پانچوں نمازیں پوری پڑھنی ہیں۔ دوسرے وفا کا تقاضا ہے کہ دین کا علم سیکھو اور دین کا علم قرآن کریم پڑھنے سے آتا ہے جو بڑے ہو گئے ہیں وہ بھی ہمیشہ یاد رکھیں کہ گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے جب تک آپ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرلیں۔ کم از کم ایک رکوع ہر روز پڑھا کریں۔ چاہے تھوڑا وقت ہی ہو۔ پھر وفا کا تقاضا یہ ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے ان سے ایک مضبوط تعلق پیدا کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمام دنیاوی رشتوں سے زیادہ میرے سے رشتہ محبت پیدا کرو۔ اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ آپ کی کتابیں پڑھو۔ جو کتابیں جرمن میں ترجمہ ہو گئی ہیں ان کو پڑھو، جو نہیں ہیں وہ ماں باپ سے کہو کہ پڑھ کر سنائیں۔ تمہارے ساتھ ساتھ ماں باپ کو بھی پڑھنے کا شوق پیدا ہو جائے گا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ بہت خوبصورت بات کہی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ شخص ہیں جن پر فرشتے اترتے تھے اور آپ کی کتابیں وہ ہیں جو اس طرح فرشتوں کی راہنمائی میں لکھی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں مکمل کی گئیں۔ آپ پر فرشتے اترتے تھے اور جو لوگ ان کو پڑھتے ہیں اگر سنجیدہ ہو کر پڑھیں تو ان پر بھی فرشتے اترنے لگ جاتے ہیں یعنی ان کو نیکیوں کی طرف تلقین کرتے ہیں۔ پس جو اثر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کتابوں کا ہے وہ کسی اور کا نہیں ہوسکتا۔

حضور انور نے فرمایا: آپ لوگ بڑے ہو گئے ہیں 18,16,15 سال کے۔ پھر وقف نو کا کورس کرلینا اور اس میں بھی 50% بچوں میں 50 فیصد کورس کرلینا یہ تو کوئی کمال کی بات نہیں ہے۔ آپ میں سے ہر ایک کو سو فیصد کورس مکمل کرنا چاہئے۔ اور وہ معمولی سا کورس ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھیں۔ قرآن کریم کی کمنٹری ہے۔ انگلش جن کو پڑھنی آتی ہے وہ انگلش میں 5 Volum کمنٹری پڑھیں۔ چھوٹے بچے جو ہیں وہ ترجمہ سیکھنے کی کوشش کریں۔ مَیں نے وقف نو U.K کے اجتماع میں کافی ساری ہدایات دی تھیں وہ بھی جرمن میں اور اُردو میں پرنٹ کروا کر آپ کو سامنے رکھنے چاہئیں۔ دو مختلف اجتماعوں میں ہدایات دے چکا ہوں۔ پس ان پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ چھوٹے بچے بھی، بڑے بھی جس طرح آپ بڑے ہوتے جا رہے ہیں آپ لوگوں کی ذمہ داریاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ وفا کا معیار جو ہے وہ بڑھتا چلا جانا چاہئے۔

......ایک واقف نو طلحہ احمد بٹ نے عرض کیا کہ دو باتیں بتانی تھیں۔ پہلی یہ کہ حضور کا شکریہ ادا کرنا تھا۔ حضور جرمنی آئے ہیں اور ہمیں اس کلاس کا موقع دیا ہے۔ مجھے بہت ہی خوشی ہو رہی ہے۔ ہمیں آپ کا چہرہ دیکھ کر آپ کی باتیں سن کر بہت خوشی ہوئی ہے۔

دوسری بات یہ کہ باہر سردی ہے آپ اپنا لباس گرم رکھیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:- جزاک اللہ۔

حضور کے دریافت فرمانے پر طلحہ احمد نے بتایا کہ وہ 16 سال کا ہے۔ والد کا تعلق جہلم سے ہے اور والدہ کا ربوہ سے۔ اس وقت میں Gymnasium جا رہا ہوں اور آئندہ میں ڈاکٹر بننا چاہتا ہوں۔ میرے لئے دعا کریں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:- ماشاء اللہ۔ ڈاکٹر بننے کے لئے کیمسٹری اور بائیالوجی میں دلچسپی ہونی چاہئے۔

ایک بات تو تمہارے اپنے لئے ہے اگر تم عمل کرو تو تمہارا فائدہ ہوگا۔ دوسری بات میرے لئے مَیں عموماً عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

......ایک بچے کی طرف سے یورپین پارلیمنٹ میں کئے جانے والے خطاب سے متعلق سوال پر جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:- مَیں خطاب کرنے کے بعد نکل کر سیدھا جرمنی میں آ گیا۔ بہر حال اب تأثرات آئیں گے وہ ہمارا پریس سیکشن بھی شائع کرے گا یا اپنی پریس ریلیز میں دے دے گا۔ ماجد صاحب رپورٹ تیار کر رہے ہیں بعد میں لکھیں گے اگر اُردو پڑھنی آتی ہے تو الفضل میں پڑھ لینا اور اگر نہ پڑھنی آتی ہو تو کسی سے سن لیں۔ لیکن بہر حال جو دو تین مجھے پتہ لگے ہیں وہ یہی ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ بڑا اچھا ہے۔ ایک تأثر یہ بھی تھا کہ یہ Message جو یورپ کو دیا ہے بڑا Bold Message ہے ہمت والا Message ہے اور اس کی ضرورت بھی تھی۔ جو تین Message تھے کہ اسلامی نقطہ نظر سے اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ دنیا متحد ہو جائے۔ کرنسی اور فری بزنس اور ٹریڈ میں بھی دنیا کو ایک ہونا چاہئے۔ اور امیگریشن میں بھی ایسی پالیسیاں بنیں کہ دنیا ایک ہو جائے۔

CNN نے اپنی ویب سائٹ پر یہ تینوں باتیں لکھ کر ساتھ نام لکھ کر اور میری تصویر دے کر اس پر لکھ دیا ہے Quote of the day اتنی اہمیت دی ہے۔ تو باقی تأثرات لوگوں کے اچھے ہی ہیں۔

......ایک بچے کے مالی بحران کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:- جو کوششیں ہو رہی ہیں ان میں یہ لوگ کتنے Sincere ہیں اس کو میں نے Capitol Hill امریکہ میں ان کی کانگرس کے لیڈرز کے سامنے جو ایڈریس کیا تھا اس میں ان کو کہا تھا کہ تمہاری جو طاقتوں کی کوششیں ہیں ٹھیک نہیں ہیں۔ اسی طرح تھوڑا سا اشارہ میں نے یورپین پارلیمنٹ میں بھی کیا۔ ان کو بھی میں نے کہا تھا کہ تمہاری کوششیں کیا ہیں۔ تم لوگ صحیح طرح کسی کی مدد نہیں کرتے۔ مجھے بتاؤ اگر تم اپنی کوششوں میں Sincere ہوتے تو امریکہ میں مَیں نے ان کو یہ کہا تھا کہ کوئی ایک غریب ملک مجھے دکھاؤ جس کو تم نے اس کی Economy کو بہتر کرنے کی سنجیدگی سے کوشش کی ہو اور وہ Developed Nation میں تمہارے مقابل پر آ گئی ہو۔ کوششیں اسی طرح کرتے ہیں، عراق میں Development ہو رہی تھی، عراق بڑی ترقی کر رہا تھا تو وہاں بمبارمنٹ کرکے تباہ کر دیا۔ تیل پر قبضہ ہو گیا۔ لبنان اس سے پہلے ترقی کر رہا تھا، بیروت جو تھا پیرس بن رہا تھا ترقی کے لحاظ سے بن جاتا ٹھیک ہے بے حیائی کے لحاظ سے نہ بنتا، تو اس کو تباہ کر دیا اس سے پہلے۔ پھر قاہرہ ترقی کر رہا تھا اس کو بھی تباہ کر دیا۔ جو غریب ملک ترقی کر رہے ہیں ان کو ترقی کرنے نہیں دیتے۔ اسی طرح میں نے ان کو یہ بھی کہا تھا کہ یہ بتاؤ کہ تم لوگ کہتے ہو کہ وہاں کی حکومتیں کرپٹ ہیں ٹھیک ہے حکومتیں بھی کرپٹ ہیں جو صحیح نہیں کرتیں لیکن تم ان حکومتوں کی کرپشن کو دیکھتے ہوئے بھی کہ وہ کرپٹ ہیں پھر بھی ان کی مدد کرتے رہے۔ جب تک تمہاری ڈکٹیشن پر وہ چلتے رہے تمہاری مرضی سے وہ چلتے رہے تم ان کی مدد کرتے رہے جب انہوں نے تمہاری مرضی قبول کرنی بند کر دی تو چھوڑ دیا۔ یہی حال اب Syria شام میں ہو رہا ہے۔ یہ لوگ تو Sincere ہیں ہی نہیں۔ باقی بات وہی ہے جو آپ نے کی ہے کہ جب ایسی باتیں ہوں فساد بھی ہوں تو پھر تباہیاں آیا کرتی ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان بھی تو اسی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ تو یہ جو تباہی آئے گی وہ ساری دنیا کے لئے آئے گی۔ اور پھر انشاء اللہ دین کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ اور وہ دین کی طرف توجہ جو پیدا ہوگی وہ زمانے کے امام کی اسلام کی صحیح تعلیم ہے اس تعلیم کی طرف توجہ پیدا ہوگی اس لئے آپ واقفین نو کی زیادہ ذمہ داری ہے کہ آئندہ جو زمانہ آنے والا ہے اس میں آپ لوگوں نے دنیا کو صحیح گائیڈ کرنا ہے۔

......ایران اور شام سے متعلق سوال کے جواب پر فرمایا:- یہ بھی میں Capitol Hill امریکہ میں کانگریس مین کو بیان کر چکا ہوں کہ بلاک بن رہے ہیں۔ پیس (Peace) کے بارے میں ایڈریس کئے ہوئے ہیں وہ پڑھ لو اور یہ بلاک جو بن رہے ہیں اس میں پھر یہی ہوگا کہ جنگ عظیم ہوگی۔ صرف ایران نہیں، ایران سے ابھی کیونکہ وہ دور ہے کچھ گھرا ہوا ہے کچھ اور مسائل ہیں۔ اس لئے ایران سے پہلے Syria پر حملہ کرنا چاہیں گے۔ حملہ بھی کریں گے مسلمان ملکوں کے ذریعے سے۔ ترکی کے ذریعے سے Syria پر حملہ کروائیں گے پھر جنگ شروع ہوگی۔ یہ جنگ پھیلے گی ایران کی طرف آئے گی رشیا اور چین ایران کی سائیڈ لیں گے امریکہ اور یورپ دوسرے ممالک کی سائیڈ لے گا۔ دو بلاک بن جائیں گے۔ جس طرح یہ کہتے ہیں Claim کرتے ہیں کہ ایران کے پاس ایٹم بم ہے اور ایران اس کا انکار کرتا ہے کہ ہمارے پاس ایٹم بم نہیں ہے۔ اگر بالفرض ہے تو پھر وہ جو مر رہا ہو Frustrated ہو یہ نہیں دیکھتا کہ آگے کون ہے اور کون نہیں۔ جو دل میں آتی ہے کر جاتا ہے۔ تو وہی حال ہوگا ان ملکوں کا۔ تو میں اس لئے ان کو کہتا ہوں کہ تم لوگ کچھ عقل کرو۔ کیونکہ پہلے امریکہ ایک تھا جس کے پاس ایٹم بم تھا اس نے جاپان کے اوپر Second World War میں دو ایٹم بم گرائے اور لاکھوں لوگوں کو مار دیا ہے۔ میں نے وہ ہیروشیما کا علاقہ جا کر دیکھا ہے وہاں انہوں نے ایک گھر Preserve کیا ہوا ہے۔ کنکریٹ کا سارا گھر پگھل کر نیچے آیا ہوا ہے۔ وہ اتنی طاقت کا بھی بم نہیں تھا۔ اب ہر چھوٹے ملک کے پاس بھی بم ہے اور ایسے ملکوں کے بھی پاس ہے جن میں عقل بھی نہیں ہے۔ اندازہ کرلو کہ پھر کیا خوفناک نتیجہ نکلے گا۔ دنیا اپنے آپ کو خود تباہ کر رہی ہے اس لئے دعا کرو کہ تباہی سے بچ جائیں اور اگر یہ خدانخواستہ ہو گیا تو اس کے بعد جو نیک لوگ ہوں گے وہ بہر حال بچ جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ۔

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

تو یہ چیزیں ہیں اس لئے تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ نیکیوں کی طرف آؤ، نمازوں کی طرف آؤ، اللہ سے دل لگاؤ تاکہ نیک لوگ بچ کر پھر دنیا کی اصلاح کا کام کریں۔

......ایک واقف نو بچے نے بتایا:- مَیں لندن ایک لڑکے کے ساتھ حضور سے ملنے آیا تھا حضور نے فرمایا تھا کہ وہ مسلمان ہو جائے گا۔ وہ الحمدللہ مسلمان ہو گیا ہے۔ اس کو دو خوابیں بھی آئی ہیں اب احمدیت کی طرف نہیں آ رہا۔ اس کے لئے دعا کریں۔ وہ خود کہتا ہے اور کوئی اسلام ہے ہی نہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا:- اس سے کہو کہ تم مسلمان کس لئے ہوئے ہو احمدیوں سے متأثر ہو کر مسلمان ہوئے ہو۔ اسلام اگر اور کہیں نہیں ہے تو پھر جس رستے کو دکھایا اس طرف چل پڑے ہو اور آدھے رستے میں آ کر رک گئے ہو۔ اصل عقلمند تو وہ ہوتا ہے جو اپنی منزل پر پہنچنے کی کوشش کرے۔ یہ نہیں کہ آدھے راستے میں رُک کر دور سے کہے کہ میں نے دیکھ لیا۔ وہ منزل نظر آ رہی ہے بڑا اچھا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ۔ اس کو سمجھاؤ کہ عقل تمہیں احمدیت نے دی اب اپنی منزل تک پہنچو۔

حضور انور نے فرمایا بیلجیئم میں ایک دہریہ شخص تھا اس کو خدا پر یقین احمدیوں نے دلوایا۔ جب اس کو Existence of God کا پتہ لگ گیا تو کہنے لگا مَیں اب کسی اور جگہ جاؤں تو اُس سے بہتر ہے کہ مَیں احمدی ہوتا ہوں۔ عقل کا تقاضا یہ ہے اس سے بھی کہو کہ جنہوں نے تمہیں عقل دی اس سے تم پرے ہٹ رہے ہو۔ اس لئے کہ بعض پابندیاں جماعت احمدیہ میں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اِس کے قریبی احمدی لوگ ہوں جو اس پر اچھا اثر نہیں ڈالتے ہوں گے۔ لیکن تعلیم اس کو اچھی لگی۔ اِس سے کہو اگر تم باہر جا کر دیکھو گے تو اگر احمدیوں میں 20 فیصد اچھے نہیں ہیں تو باہر جا کر تمہیں 80 فیصد ایسے لوگ نظر آئیں گے جو غلط کام کر رہے ہیں اس لئے احمدیت کی طرف ہی آنا پڑے گا۔ اسلام یہ ہے کہ اس کو پورا مانا جائے۔ اور پورا ماننے کے لئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعودؑ، مہدی معہود کی جماعت میں شامل ہو جانا۔ اس کو جا کر میرا سلام کہنا۔ تو یہ سلام دور دور سے کہہ دینا ٹھیک نہیں۔ سلام پہنچانا ہے تو قبول کرکے سلام پہنچاؤ۔

واقفین نَو کی یہ کلاس سات بجے تک جاری رہی۔

اس کلاس میں جرمنی کے شمالی علاقہ جات کے بارہ سال سے بڑے 210 واقفین نے شمولیت کی سعادت پائی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: نماز جنازہ از صفحہ نمبر 12

(10) مکرمہ ذکیہ اقبال بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ محمد اقبال صاحب مرحوم ۔ آف کوئٹہ) 26 ستمبر 2012ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مولوی شیخ محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ آپ خود بھی اور آپ کی ساری اولاد بھی نظام خلافت اور جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کے ساتھ وابستہ ہے۔ مرحومہ بہت نیک، صوم وصلوۃ کی پابند اور موصیہ تھیں۔ آپ مکرم شیخ نثار احمد صاحب نائب امیر ضلع لاہور کی خوشدامن تھیں۔

(11) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمود احمد صاحب۔ صدر جماعت و امیر حلقہ نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ)

یکم ستمبر 2012ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی، عزیز رشتہ داروں کا خیال رکھنے والی، غریب پرور نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(12) مکرمہ شامتہ الظفر صاحبہ (اہلیہ مکرم سرفراز احمد صاحب زخمی سانحۂ لاہور) 6/ اپریل کو 26 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نظام جماعت کے ساتھ گہری وابستگی اور خلیفہ وقت سے اخلاص اور فا کا تعلق رکھنے والی تھیں۔ آپ نے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(13) مکرم حبیب احمد صاحب (نانبائی مسرور ہوسٹل جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ۔ ربوہ) 26/ جولائی 2012ء کو 56 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، قرآن کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

خطبۂ نکاح

اگرخوف خدا ہوتو انسان کے اندر سے اس کا نفس اوراس کا ضمیراوراس کا دل خودبخود اس کی ہروقت کونسلنگ کررہا ہوتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کے خطبہ میں سب سے بڑی چیزاوراہم چیزتقویٰ کوقراردیا ہے۔

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ اعلان نکاح اورخطبہ نکاح میں اہم نصائح

(مرتبہ:ظہیراحمد خان۔مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ۔دفترپی ایس لندن)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 09نومبر2011ءبروز بدھ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کااعلان فرمایا۔تشہدوتعوذاورمسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعدحضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جوعزیزہ ملیحہ منور بنت مکرم منور احمد صاحب چوہدری اور منصور احمد ابن مکرم مبارک احمد صاحب کا ہے۔

حضورانورنے دلہا سے دریافت فرمایا:۔منصوراحمد کے ساتھ چٹھہ نہیں لکھتے ؟ اور پھر فرمایا:۔بچی اور دلہا دونوں وقف نو میں ہیں۔واقف زندگی ہیں۔لڑکا اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ میں تعلیم حاصل کررہا ہے اور بڑے اچھے طلباء میں سے ہے۔اللہ کرے کہ آئندہ بھی اسی طریق پر اپنی کارکردگی دکھاتا رہے اور زندگی میں بھی کامیاب خادم سلسلہ بن سکے۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ تعارف بھی کروادوں کہ ملیحہ منور جو ہے یہ بھی ماشاءاللہ بڑی پڑھی لکھی اچھی بچی ہے، یہ Ahmadiyya Women کے Student Association Section کی صدر بھی ہیں اور ان کا خاندان پرانا خدمتگاروں کا خاندان ہے۔ان کے ایک تایا امریکہ میں مبلغ سلسلہ ہیں۔خودمنورصاحب بھی سیکرٹری امورعامہ ہیں اور جماعت کی خدمت کررہے ہیں۔

حضورانورنے فرمایا:۔عزیزم منصور کے متعلق تومَیں نے بتا دیا کہ جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہے ہیں اوران کے بھائی بھی جامعہ جرمنی میں پڑھ رہے ہیں۔اس لحاظ سے یہ بھی اچھادیندارخاندان ہے۔

ان کارشتہ طے ہونے پرجب ان کے نکاح کا موقعہ آیاتو آج کل جماعت کونسلنگ کا جوکام کرتی ہے،ان کوبھی جماعت نے کہا کہ کونسلنگ کیلئے آئیں تومَیں نے ان کوکہہ دیا تھا کہ ان کی کونسلنگ مَیں خودکردوں گا۔

حضورانورنے فرمایا:۔جیسا کہ مَیں نے کہا دونوں خاندان اللہ کے فضل سے دیندارخاندان ہیں اور دیندار خاندانوں کوعلم بھی ہوتا ہے اوراس علم کواپنے اوپرلاگوبھی کرنا چاہئے کہ رشتہ نبھانے کیلئے، معاشرتی حقوق ادا کرنے کیلئے، حقوق العباد ادا کرنے کیلئے ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔اور یہ علم جب وہ اپنی زندگیوں پہ لاگوکریں گےتو کسی کونسلنگ کی ضرورت نہیں رہتی۔اگرخوف خدا ہوتوانسان کے اندر سے اس کانفس اوراس کاضمیراوراس کا دل خودبخود اس کی ہروقت کونسلنگ کررہا ہوتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کے خطبہ میں سب سے بڑی چیز اوراہم چیز تقویٰ کوقراردیا ہے۔متعددجگہ تقویٰ کالفظ استعمال ہوا ہے کہ اللہ کا خوف مدنظررہے۔یہ مدنظررہے گا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ہرحرکت وسکون کو دیکھ رہا ہےتو تمہارا دل تمہاری ایک وقت کی کونسلنگ ہی نہیں بلکہ مستقل تمہیں،عورت کو بھی،مردکوبھی،لڑکی کے ماں باپ کوبھی،لڑکے کے ماں باپ کوبھی،رشتہ داروں کوبھی،عزیزوں کوبھی تنبیہ کرتا رہے گا۔پس یہ کونسلنگ صرف ایک وقتی کونسلنگ نہیں ہونی چاہئے بلکہ اللہ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے نہ صرف دلہا دلہن کو بلکہ دونوں طرف کے خاندانوں کواپنے ضمیر کوٹٹولنے کی ضرورت ہے۔اپنے نفس کوٹٹولنے کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اپنے دل کوٹٹولنے کی ضرورت ہے۔آنحضرتؐ نے فرمایا:۔خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ ۔اہل میں صرف بیوی ہی شامل نہیں ہے کہ مردکو اس کی نصیحت ہے بلکہ یہ نصیحت عورت کوبھی اپنے دائرے میں ہے،مردکوبھی ہے،خاندان کوبھی ہے۔اہل میں رشتہ داربھی شامل ہیں۔اس میں خاندان بھی شامل ہے۔بیوی بھی شامل ہے۔اوربھی اہل کے بہت سارے مطلب ہیں اور یہ بڑاوسیع لفظ ہے جس کوآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اس سے تمہارے رشتے ہمیشہ نہ صرف قائم رہیں گے بلکہ خوبصورتی سے نبھتے رہیں گے۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ نکاح کے پہلے حصہ کے مضمون کو چھوڑتے ہوئے تقویٰ سے متعلق آیات کا مضمون بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔اس سے جواگلی آیات ہیں جن میں تقویٰ کا حکم ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے اس بنیادی چیز (تقویٰ) کو بیان کرنے کے بعدجن چیزوں کی طرف توجہ دلائی ہےان میں سے چندایک یہ ہیں کہ تم دونوں ایک ہی جوہر سے پیدا کئے گئے ہو۔جب تمہاری بنیاد ایک ہے،تمہارا جوہرایک ہے،تم ایک آدم کی اولاد ہوتو پھرکسی بات پرفخرنہیں ہونا چاہئے۔نہ ذات کا، نہ دولت کا، نہ رتبہ کا، نہ نیکی کا بلکہ یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کر کے ایک دوسرے کیلئے نمونہ بنیں۔تقویٰ جوسب سے بڑی خوبی ہے وہ پیدا کرکے ایک دوسرے کیلئے نمونہ بنیں نہ کہ اپنی کسی دنیاوی چیزکواپنے فخر کا موجب بنائیں۔ پھراللہ تعالیٰ نے فرمایا قول سدیدکہو۔سچی بات کہو۔ایسی سچی بات جس میں کوئی ایچ پیچ نہ ہو۔یہ لڑکے لڑکی کیلئے بھی اوردونوں خاندانوں کیلئے بھی بڑاضروری ہے۔

اگریہ چیز پیدا ہوجائے تو ہمیشہ آپس میں ایک اعتماد کی فضا قائم رہتی ہےاور یہ اعتماد کی فضا پھررشتوں میں خوبصورتی پیدا کرتی چلی جاتی ہے۔پھراللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مقام حاصل کرنے کیلئے اگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں تم نے کوئی اعلیٰ مقام حاصل کرنا ہے تو اللہ اور رسول کی کامل اطاعت کرو۔ان حکموں کی تلاش کروجواللہ اوررسول کے حکم ہیں۔اور جب ان کی پیروی کروگےتو کبھی بھی زندگی میں کسی قسم کی کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی جو رشتوں میں بدمزگیاں پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔پس یہ چیزیں ہمیشہ یادرکھنی چاہئیں۔

حضورانورنے فرمایا:۔دلہا جامعہ کے طالب علم ہیں جنہوں نے انشاء اللہ تعالیٰ زندگی میں خودبھی آگے جا کے دوسروں کیلئے نمونہ بنناہےاوران کی تربیت کا باعث بھی بننا ہے۔ان کونصیحتیں بھی کرنی ہیں۔ جب تک خوداپنے اوپر یہ ساری چیزیں لاگونہیں کریں گےتو نہ وہ نصیحت کرنے کا حق رکھتے ہیں، نہ اس نصیحت کا اثر ہوگا۔پس یہ چیز ہمیشہ ایک واقف زندگی کواور خاص طور پراس کو جومربیٔ سلسلہ اور مبلغ سلسلہ بن رہا ہواپنے پیش نظر رکھنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگرتم ان چیزوں پرقائم رہوگےتو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بھی بخشے گا۔اور جوگناہ بخشے جاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ گناہوں سے بچنے کی طرف بھی توجہ رہتی ہےاور نیکیاں کرنے کی طرف بھی توجہ رہتی ہے۔ اور پھرانسان وہی فوزعظیم حاصل کرتا ہےجواللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہوتی ہے۔پھرآخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ آپس کے رشتوں میں،اپنی باتوں میں چالاکیاں پیدا کر کے یا خاندانوں کے ساتھ تعلقات میں چالاکیاں پیدا کر کےتم کوئی کامیابی حاصل کرسکتے ہو۔تمہیں یہ کامیابیاں حاصل نہیں ہوسکتیں۔تمہیں ہمیشہ یادرکھنا چاہئے کہ اللہ کو دھوکا نہیں دیا جاسکتااور ہمیشہ یہ تمہارے پیش نظر ہونا چاہئے اور ہروقت خوف خدا ہونا چاہئے کہ میں کل کیلئے کیا آگے بھیج رہا ہوں۔ یہ دنیا چندروزہ ہے۔ چندسال ہے۔زیادہ سے زیادہ سوسال ہے یا کتنی بھی عمرکوئی پالے اوسط عمر توہمارے ہاں آجکل زیادہ سے زیادہ ساٹھ پینسٹھ سال ہی ہوتی ہے۔اس کے بعد جوآخری زندگی ہے۔جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے، جہاں سارے حساب کتاب ہونے ہیں، اس پرنظر رکھنی چاہئے۔اس خوشی کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے آخرت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ دنیا کی خوشیوں میں گم ہوکےا؟خرت کونہ بھول جانا۔ہمیشہ صرف آخرت پہ تمہاری نظر رہنی چاہئے۔اوریہی چیز ہے جو معاشرہ کےحقوق اداکرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔میاں بیوی کے آپس میں حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ دونوں خاندانوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔آخرت کی طرف تمہیں توجہ رہے گی تو دنیا بھی تمہارے لئے جنت بن جائے گی۔یہی جنت نظیرمعاشرہ ہے جودوخاندان بناتے ہیں،لڑکالڑکی بناتے ہیں۔ پھر خاندان میں اس کا اثر ہوتا ہے۔ پھرخاندان سے معاشرہ میں اثر ہوتا ہے۔معاشرہ سے ملک میں ہوتا ہےاور پھر دنیا میں اثر ہوتا ہے۔اوریہی چیز ہے جس کوآج جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کے زیرسایہ لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ آپ ہی وہ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو،اسلام کی تعلیم کو،قرآن کریم کی تعلیم کواس دنیا میں پھرسے لاگواوررائج کرنا ہے۔ اگرہم اس پرعمل کرنے والےنہیں ہونگے تو پھرہم اپنے اس مقصد کوبھول رہے ہونگے جس کی خاطرہم اس زمانہ کے امام کوماننے والے بنے ہیں۔

پس یہ نکاح کی ایک تقریب جواللہ تعالیٰ نے رکھی ہےاوراس میں بےانتہا نصائح فرمائی ہیں وہ انسان کوصرف ایک وقتی خوشی کی طرف توجہ نہیں دلاتی بلکہ آج کے دن سے لے کے آخری دن تک،مرنے تک اورمرنے کے بعد کی زندگی تک بھی توجہ دلانے والی ہے۔اوریہی چیز ہے جواگر نسلوں میں قائم ہوجائے تو پھر یہ دنیا جیسا کہ مَیں نے کہا جنت بنتی چلی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں جوڑوں کوایک دوسرے کے حق اداکرنے کی توفیق عطا فرمائے۔یہ ایک دوسرے کے حقوق سمجھنے والے ہوں۔دونوں خاندان ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے ہوں اورصرف زبانی جمع خرچ نہ ہو۔

حضورانورنے فرمایا:۔مَیں نے یہ باتیں اس لئے بھی یہاں بیان کردی ہیں کہ وقتی کونسلنگ تو کوئی فائدہ نہیں دیتی اور پھراس میں آپ کے ایک شخص کو فائدہ ہونا تھا۔لیکن یہ بنیادی باتیں اگرہم یہاں بیٹھے ہوئے اورسارے سننے والے یادرکھیں تواس سے معاشرہ میں ایک حسین اور خوبصورت خاندان کا تصور پیدا ہوگا، معاشرہ کا تصور پیدا ہوگااوریہی جیسا کہ مَیں نے کہا ہمارا مقصد ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقصدکوحاصل کرنے کا ذریعہ بنائے اورکبھی کوئی ایسی بات نہ ہوجیسا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہماری طرف منسوب ہوکے پھرہمیں بدنام کرتے ہیں،ہم کبھی بدنام کرنے والے نہ بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کواس کی توفیق عطا فرمائے اوریہ رشتہ ہرلحاظ سے بابرکت ہو۔اب دعا کرلیں۔

اس موقعہ پرحضورانورکی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ابھی ایجاب وقبول نہیں ہواتو حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔دولہا میاں توپریشان ہوگئے تھے کہ ابھی ایجاب و قبول ہونا ہے۔تو جیسا کہ مَیں نے کہا عزیزہ ملیحہ منور جو چوہدری منوراحمد صاحب کی بیٹی ہیں، ان کا نکاح عزیزم منصوراحمد ابن مکرم مبارک احمد صاحب چٹھہ کے ساتھ ساڑھے تین ہزار پاؤنڈ حق مہرپر طے پایا ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

بقیہ ازصفحہ 18:

”الفضل ڈائجسٹ“

۞ غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر دوصحابی ایک پڑاؤ پر پہرہ دینے کے لئے مقرر تھے۔ایک صحابی اپنی ڈیوٹی دے کرسوگئے جبکہ دوسرے نماز پڑھ رہے تھے۔ایک مشرک نے نماز پڑھنے والے صحابی کوتیرماراجوان کے بدن میں پیوست ہوگیا۔ اس صحابی نے تیرنکالا اور نماز میں قائم رہے۔اس مشرک نے دوبارہ تیرماراجونہیں لگا۔اس کوبھی انہوں نے نکالا لیکن نماز میں مشغول رہے۔مشرک نے تیسرا تیرپیوست کردیا۔انہوں نے نکال کررکھ لیا اوررکوع اورسجدہ میں چلے گئے اوراتنے میں سوئے ہوئے صحابی کوجگا دیااوروہ مشرک بھاگ کھڑا ہوا۔زخمی صحابی سے جب ان کے ساتھی نے دریافت کیا کہ مجھے پہلے کیوں نہ جگایا تو وہ کہنے لگے کہ میں ایک ایسی سورۃ پڑھ رہا تھا کہ اسے ختم کئے بغیر مجھے پسند نہ آیا کہ نماز ختم کردوں۔جب مشرک نے مجھ پرتیراندازی کی تومیں نے رکوع کیااورتمہیں جگا دیا۔لیکن خدا کی قسم اگراس پہرہ داری کے فریضہ کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو خواہ میری جان چلی جاتی میں اس سورۃ کوپورا کئے بغیرنماز ختم نہ کرتا۔ (باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صحابہؓ رسولؐ کا تعلق باللہ اور ذوق عبادت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ سالانہ نمبر 2009ء میں مکرم عبدالستار خان صاحب کے قلم سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے تعلق باللہ، ذوق عبادت اور دلگداز دعاؤں کے حوالہ سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا۔ پس آپ کو اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔ یہ انتخاب اللہ نے اپنے علم کی بنا پر کیا۔ آپ کے انتخاب کے بعد پھر لوگوں پر نگاہ ڈالی تو بہترین عباد کو صحابہ کے طور پر انتخاب فرمایا اور ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے انصار اور اپنے نبی کے وزراء بنا دیا۔

✡ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک لشکر پر سردار بنا کر بھیجا۔ وہ صحابی اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو اپنی قراءت کو قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد پر ختم کرتے۔ جب وہ لوگ واپس لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بات کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔ اس سے دریافت کرو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ صحابہؓ کے دریافت کرنے پر انہوں نے جواب دیا کہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی صفت ''اَحَد'' کا ذکر ہے اور مَیں اس کے پڑھنے کو محبوب رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو محبوب جانتا ہے۔

✡ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ان کے دلوں کو یقین نہیں آتا تھا کہ ان کا محبوب آقا جدا ہو گیا ہے۔ حضرت عمرؓ تلوار لے کر لہرانے لگ گئے کہ جو کہے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں مَیں اس کا سر قلم کردوں گا۔ ایسے میں سیدنا حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اور مبارک پیشانی پر بوسہ دینے کے بعد بے اختیار منہ سے یہ الفاظ نکلے: ہائے دوست رخصت ہو گیا۔ پھر سر جھکایا اور دوبارہ پیشانی کو بوسہ دے کر چہرہ مبارک ڈھانک دیا اور کہا آپ کی زندگی کیا اچھی تھی اور موت بھی کیا اچھی ہے۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اللہ کی قسم اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ (وہ موت جو مقدّر تھی ہوگئی لیکن آپ کے مشن پر موت کبھی وارد نہیں ہوگی)۔ اس کے بعد باہر تشریف لائے جہاں حضرت عمرؓ تلوار لہرا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جو رسولؐ اللہ کی وفات کا اعلان کرے گا اس کا سر تن سے جدا کردوں گا۔ آپ نے بڑی جرأت و بہادری سے حضرت عمرؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ عَلٰی رِسْلِک عمر ٹھہر جاؤ۔ پھر صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمدؐ فوت ہو چکے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ خدا زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔......

جس توحید کے قیام کی خاطر رسولؐ اللہ تشریف لائے تھے اور اس راہ میں بیشمار دکھ و مصائب برداشت کئے تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے توحید کا ہی درس دیا۔

✡ صحابہ کرامؓ نے توحید باری تعالیٰ کی خاطر المناک مشکلات کو برداشت کیا۔ اس راہ میں جانیں قربان کیں۔ تپتی ہوئی گرم ریت اور پتھروں پر گھسیٹا گیا۔ الٹا لٹکا کر نیچے آگ جلا دی گئی۔ لوہے کی زرہیں پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا۔ بھوک اور پیاس کی اذیتیں دی گئیں۔ شیرخوار بچوں کو دودھ سے محروم کیا گیا۔ سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ اموال اور جائیدادیں چھین لی گئیں۔ ماں باپ نے مسلمان بچوں سے جدائی اختیار کرلی۔ وطن سے بے وطن کر دیا گیا۔ مقدس حاملہ عورتوں کے حمل گرا دیئے گئے۔ عبادتگاہیں گرادی گئیں۔ غرضیکہ روزانہ نئے ظلم وستم ایجاد کئے گئے ہر رات نے ظلم تراشے۔ صبح وشام کو مصائب وآلام کی چکیوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ زندگی ہر گھڑی موت کا الارم سناتی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یہ سب دکھ مصائب اور تکالیف رب ذوالجلال کی خاطر خندہ پیشانی سے قبول کئے اور توحید کے علم کو بلند سے بلند تر کرتے چلے گئے۔ خدائے بزرگ و برتر نے ان شاندار قربانیوں کو بہت ہی پیار اور محبت کی نظر سے دیکھا اور شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے ان بزرگ ہستیوں کو زندہ جاوید کردیا۔ جن پر قومیں ابدالآباد تک فخر کرتی رہیں گی۔

✡ ایک دن سرداران قریش نے مسجد حرام کے پاس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال و جواب کرنا شروع کردیئے پھر پکڑ کر زدوکوب کرنے لگ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے شوروغل سنا اور دوڑے ہوئے آئے اور کہا: تمہارا برا ہو۔ اس عظیم انسان سے اس لئے لڑتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے اور یہ تمہارے پاس روشن دلائل لے کر آیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکرؓ کو مارنے لگ گئے۔ آپ کی بیٹی حضرت اسماء کہتی ہیں کہ ابا گھر آئے۔ آپ جب بالوں کی مینڈھی کو ہاتھ لگاتے تو وہ آپ کے ہاتھ میں آجاتی اس پر بھی کوئی شکوہ نہ تھا۔ بلکہ فرماتے رہے: تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام۔

✡ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں بتوں کے پجاریوں کی ایسی کایا پلٹی کہ عبادت الٰہی ان کی محبوب غذا بن گئی۔ بعض صحابہ اس بات کی خاص پابندی کیا کرتے تھے کہ ہر نماز سے قبل نیا وضو کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارہ میں کتب احادیث میں یہی لکھا ہے۔

✡ صحابہ کرامؓ سخت سے سخت مصروفیت کی حالت میں بھی جب نماز کا وقت آتا تو تمام کاروبار چھوڑ کر سیدھے مسجد کی طرف ادائیگی نماز کے لئے چلے جاتے۔ حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت ہے کہ صحابہ خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔ لیکن فرض نمازوں کو ہر صورت میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے۔

✡ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں بازار میں تھا کہ نماز کا وقت آ گیا۔ تمام صحابہ دکانیں بند کرکے مسجد چلے گئے۔ قرآن کریم کی یہ آیت رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِاللّٰہ ...... (النور:41) انہی کے بارہ میں نازل ہوئی۔ یعنی یہ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت، خرید وفروخت خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

✡ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کو نماز باجماعت ادا کرنے کا اس حد تک شوق تھا کہ بیماری اور تکلیف کے باوجود مسجد میں نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے۔ بعض صحابہ دوسروں کا سہارا لے کر مسجد آتے اور نماز باجماعت ادا فرماتے۔

✡ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات عشاء کی نماز باجماعت پڑھانے کے لئے دیر تک تشریف نہ لا سکے۔ عورتیں اور بچے انتظار میں سو گئے تو حضرت عمرؓ نے حضور کو پکارا۔ حضور تشریف لائے اور فرمایا۔ ساری دنیا میں تمہارے سوا اور کہیں لوگ اس نماز کی انتظار میں نہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مدینہ کے سوا اور کہیں نماز نہیں ہوتی تھی۔

✡ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کی وجہ سے عشاء کی نماز بہت دیر سے پڑھائی اور صحابہ انتظار میں بیٹھے رہے۔ بعض کو نیند بھی آگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تم لوگ نماز کی انتظار میں تھے گویا نماز ہی پڑھتے رہے۔ یعنی نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہا۔

✡ محبوب سے محبوب چیز بھی اگر صحابہ کی نماز میں خلل انداز ہوتی تو وہ ان کی نگاہ میں مبغوض ہو جاتی۔ ایک دن حضرت ابوطلحہ انصاریؓ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چڑیا اڑتی ہوئی آئی چونکہ باغ بہت گھنا تھا اور کھجوروں کی شاخیں باہم ملی ہوئی تھیں۔ چڑیا ان میں پھنس گئی اور نکلنے کی راہ ڈھونڈنے لگی۔ ان کو باغ کی شادابی اور اس کی اچھل کود کا یہ منظر بہت پسند آیا اور اس کو تھوڑی دیر دیکھتے رہے۔ پھر نماز کی طرف توجہ کی تو یہ یاد نہ آیا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ فتنہ کیا ہے۔ فوراً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا کہ اس باغ کو صدقہ میں دیتا ہوں۔

اسی طرح ایک اور صحابی کے متعلق روایت ہے کہ وہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فصل کا زمانہ تھا دیکھا تو کھجوریں پھل سے لدی ہوئی تھیں۔ ان کو دیکھ کر نماز سے توجہ ہٹ گئی اور بھول گئے کہ کس قدر رکعتیں پڑھی ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر سیدنا حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اس باغ کی وجہ سے میں فتنہ میں مبتلا ہوا ہوں۔ اس لئے اس باغ کو صدقہ کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے 50 ہزار پر اسے فروخت کردیا۔

✡ سخت سے سخت تکلیف میں بھی صحابہ کرامؓ کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ جس دن حضرت عمرؓ کو زخم لگا اسی رات کی صبح لوگوں نے نماز فجر کے لئے جگایا تو بولے ہاں جو شخص نماز چھوڑ دے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ اسی حالت میں کہ زخم سے مسلسل خون جاری تھا نماز پڑھی۔

بزرگ صحابی حضرت خبیبؓ کو جب شہید کیا جانے لگا تو انہوں نے اپنے قاتلوں سے اجازت مانگی کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ بخاری میں روایت ہے کہ یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعت ادا کرنے کا طریق جاری کیا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم کہو گے کہ گھبرا کر ایسا کر رہا ہے تو میں اور زیادہ خدا سے محو راز و نیاز ہوتا۔ پھر یہ اشعار پڑھتے ہوئے اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئے۔ (ترجمہ) جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاؤں تو میں پرواہ نہیں کرتا کہ کس پہلو گرتا ہوں۔ اگر خداوند تعالیٰ کو منظور ہوا تو میرے جسم کے ٹکڑوں میں بھی برکت دے دے گا۔

✡ اگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے نماز قضا ہو جاتی تو صحابہ کرام کو اس کا بہت دکھ اور تکلیف ہوتی۔ غزوہ خندق میں کفار سے برسرپیکار ہونے کے باعث حضرت عمرؓ کی عصر کی نماز قضا ہوگئی تو آپ کو انتہائی رنج میں کفار کو برا بھلا کہتے ہوئے آئے اور رسول اللہ کے سامنے اپنے دکھ کا اظہار کیا۔

✡ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنے کے جرم میں کفار مکہ کی اذیتوں سے مجبور ہو کر سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت لے کر رخت سفر باندھا تو راستہ میں ابن الدغنہ رئیس قارہ سے ملاقات ہوئی۔ اس سے پوچھا ابوبکر کہاں کا قصد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قوم نے مجھے جلاوطن کردیا ہے۔ اب ارادہ ہے کہ کسی اَور ملک کو چلا جاؤں اور آزادی سے خدا کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا کہ تم سا آدمی جلاوطن نہیں کیا جاسکتا۔ تم مفلس و بے نوا کی دستگیری کرتے ہو، قرابت داروں کا خیال رکھتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، مصیبت زدوں کی اعانت کرتے ہو۔ میرے ساتھ واپس چلو اور اپنے وطن ہی میں اپنے خدا کی عبادت کرو۔ چنانچہ آپ ابن الدغنہ کے ساتھ پھر مکہ واپس آئے۔ ابن الدغنہ نے قریش میں پھر کر اعلان کر دیا کہ آج سے ابوبکرؓ میری امان میں ہیں۔ ایسے شخص کو جلاوطن نہ کرنا چاہئے جو محتاجوں کی خبرگیری کرتا ہے۔ قرابت داروں کا خیال رکھتا ہے۔ مہمان نوازی کرتا ہے اور مصائب میں لوگوں کے کام آتا ہے۔ قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو تسلیم کیا لیکن فرمائش کی ابوبکر کو سمجھا دو کہ وہ جب اور جس طرح جی چاہے اپنے گھر میں نمازیں پڑھیں اور قرآن کی تلاوت کریں لیکن گھر سے باہر نمازیں پڑھنے کی ان کو اجازت نہیں۔ مگر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عبادت الٰہی کے لئے اپنے صحن خانہ میں ایک مسجد بنالی تھی۔ کفار کو اس پر بھی اعتراض ہوا۔ انہوں نے ابن الدغنہ کو خبر دی کہ ہم نے تمہاری ذمہ داری پر ابوبکرؓ کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے مکان میں چھپ کر اپنے مذہبی فرائض ادا کریں۔ لیکن اب وہ صحن خانہ میں مسجد بنا کر اعلان کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اس سے ہم کو خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہو کر اپنے آبائی مذہب سے بدعقیدہ نہ ہو جائیں۔ اس لئے تم انہیں مطلع کردو کہ اس سے باز آجائیں ورنہ تم کو ذمہ داری سے بَری سمجھیں۔ ابن الدغنہ نے ابوبکر صدیقؓ سے جا کر کہا: تم جانتے ہو کہ میں نے کس شرط پر تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس لئے یا تو تم اس پر قائم رہو یا مجھے ذمہ داری سے بری سمجھو، میں نہیں چاہتا کہ عرب میں مشہور ہو کہ میں نے کسی کے ساتھ بدعہدی کی لیکن حضرت ابوبکرؓ نے نہایت استغنا کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے تمہاری پناہ کی حاجت نہیں میرے لئے خدا اور اس کے رسول کی پناہ کافی ہے۔

✡ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسیؓ اور ابوالدرداءؓ کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ سلمان ابوالدرداء سے ملنے گئے دیکھا تو ام درداء (ان کی بیوی) میلی کچیلی ہیں انہوں نے حال پوچھا تو کہا تمہارا بھائی ابوالدرداء تارک الدنیا ہو گیا ہے اتنے میں ابوالدرداء بھی آئے اور سلمان کے لئے کھانا تیار کیا اور کہنے لگے تم کھاؤ میں روزے سے ہوں سلمان نے کہا جب تک تم نہ کھاؤ گے میں نہیں کھاؤں گا۔ خیر ابوالدرداء نے کھالیا جب رات ہوئی تو ابوالدرداء عبادت کے لئے اٹھے سلمان نے کہا سو جاؤ وہ سو گئے پھر اٹھنے لگے تو کہا سو جاؤ جب رات آخر ہوئی تو سلمان نے کہا اب اٹھو پھر دونوں نے نماز پڑھی تو حضرت سلمان نے ان کو سمجھایا بھائی دیکھو اللہ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی اور تمہاری بیوی کا بھی اور ہر ایک کا حق ادا کرو۔ یہ سن کر ابوالدرداءؓ آنحضورؐ کے پاس آئے اور آپ سے یہ سب واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا۔

✡ حضرت امام حسنؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے (تیرے رب کا عذاب یقیناً واقع ہونے والا ہے اور اس کو کوئی دُور کرنے والا نہیں) تو بہت متاثر ہوئے۔ رقت طاری ہوگئی اور روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔ اسی طرح ایک دفعہ تلاوت کرتے ہوئے آپ پر اس قدر خشوع طاری ہوا کہ اگر ان کے حال سے ناواقف شخص انہیں دیکھ لیتا تو یہ سمجھتا کہ آپ کی روح ابھی اسی حالت میں پرواز کر جائے گی۔

✡ حضرت عمرؓ نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر یا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان ہوتا اور خشوع و خضوع اور رقّت کی وجہ سے آنسو رواں ہو جاتے۔ حضرت عبداللہ بن شداد کا بیان ہے کہ باوجودیکہ میں پچھلی صف میں رہتا تھا لیکن حضرت عمرؓ جب یہ آیت انما اشکوا بثی و حزنی پڑھتے تو آپ کے رونے کی آواز مجھے سنائی دیتی۔

(باقی صفحہ 17 پر)

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
25th January 2013 – 31st January 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 25th January 2013

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:45 Dars-e-Hadith
01:05 Yassarnal Qur'an
01:35 Huzoor's Tours: Opening of Al-Mehdi Mosque in Bradford, UK.
02:50 Japanese Service
03:10 Adaab-e-Zindagi
03:55 Shotter Shondhane: recorded on 29/11/2012.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Qur'an
06:55 Engineering Forum: Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 23/05/2009.
07:40 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda
10:00 Indonesian Service
11:00 Fiq'ahi Masa'il
11:40 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
11:55 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion in Urdu
13:00 Live Friday Sermon
14:15 Yassarnal Qur'an
14:35 Bengali Reply to Allegations
15:40 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:20 Engineering Forum: Huzoor's address [R]
19:15 Real Talk: An English discussion programme
20:15 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]

Saturday 26th January 2013

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:45 Yassarnal Qur'an
01:15 Engineering Forum: Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 23/05/2009
02:10 Friday Sermon: recorded on 25th January 2013
03:25 Rah-e-Huda
05:00 Liqa Ma'al Arab
06:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Majlis Ansarullah Belgium Ijtema: An address delivered by Huzoor on 19th October 2008.
08:00 International Jama'at News
08:40 Question & Answer Session: 15th June 1996, Part 1.
09:40 Indonesian Service
10:40 Friday Sermon: Recorded on 25th January 2013
11:55 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:05 Story Time
12:30 Al Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme
14:00 Live Shotter Shondhane
16:15 Live Rah-e-Huda: a live interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
18:05 MTA World News
18:20 Majlis Ansarullah Belgium Ijtema 2008 [R]
19:15 Faith Matters
20:15 International Jama'at News
20:45 Rah-e-Huda [R]
22:20 Story Time [R]
22:45 Friday Sermon [R]

Sunday 27th January 2013

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Al-Tarteel
01:30 Majlis Ansarullah Belgium Ijtema 2008
02:15 Story Time
02:40 Friday Sermon [R]
03:55 Shotter Shondhane
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:15 Yassarnal Qur'an
06:40 Children's Class: recorded on 3rd May 2009.
07:30 Faith Matters
08:35 Question and Answer Session
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 17th February 2012.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
13:00 Friday Sermon [R]
14:00 Live Shotter Shondhane
16:05 MTA Variety
17:05 Kids Time
17:40 Yassarnal Qur'an
18:05 MTA World News
18:35 Children's Class [R]
19:35 Real Talk: An English discussion programme about issues affecting today's youth.
20:40 Discover Alaska: An English documentary about the state of Alaska
21:25 Attributes of Allah
22:00 Friday Sermon: Recorded on 25th January 2013
23:10 Question and Answer Session [R]

Monday 28th January 2013

00:30 MTA World News
00:50 Tilawat
01:05 Dars-e-Hadith
01:15 Children's Class: recorded on 3rd May 2009.
02:05 Discover Alaska: An English documentary
02:45 Friday Sermon: Recorded on 25/01/2013
03:50 Real Talk: English discussion programme
04:50 Liqa Ma'al Arab: Rec. on 27th June 1995
06:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:30 Al-Tarteel
07:00 Majlis Ansarullah UK 2008: Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad.
08:00 International Jama'at News
08:30 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
09:00 Rencontre Avec Les Francophones
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on 9th November 2012.
11:10 Marvellous Marble: A documentary about the various marble found in India.
11:55 Tilawat & Dars-un-Nabi (saw)
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on 6th April 2007
14:05 Bangla Shomprochar
15:15 Marvellous Marble [R]
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 MTA World News
18:20 Majlis Ansarullah UK Ijtema 2008 [R]
19:20 Real Talk
20:20 Rah-e-Huda [R]
21:50 Friday Sermon [R]
22:55 Marvellous Marble [R]
23:35 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)

Tuesday 29th January 2013

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:30 Insight
00:40 Al Tarteel
01:10 Friday Sermon: recorded on 30th March 2007
02:15 Kids Time
02:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 6th April 2007.
03:50 Marvellous Marble
04:55 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 13th June 1995
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Qur'an
07:00 Majlis Ansarullah Belgium Ijtema 2008
07:45 Insight: recent news in the field of science
08:00 Australian Flora & Fauna
08:30 Question & Answer Session: English Q & A recorded on 22nd December 1996, Part 1.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of Friday Sermon recorded on 30th December 2011.
12:05 Tilawat & Insight
12:30 Yassarnal Qur'an
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 Spanish Service
15:55 Ilmul Abdaan
16:30 Seerat-un-Nabi (saw)
17:00 Le Francais C'est Facile
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Majlis Ansarullah Ijtema Belgium 2008 [R]
19:25 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 25th January 2013.
20:35 Insight: recent news in the field of science
21:00 Ilmul Abdaan [R]
21:30 Australian Flora & Fauna [R]
22:15 Seerat-un-Nabi (saw)
22:45 Question and Answer Session [R]

Wednesday 30th January 2013

00:10 MTA World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 Majlis Ansarullah Belgium Ijtema 2008
02:30 Le Francais C'est Facile
03:00 Australian Flora & Fauna
03:30 Ilmul Abdaan
04:05 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:40 Liqa Ma'al Arab: Rec. on 29th June 1995
06:00 Tilawat & Dars
06:35 Al-Tarteel
07:05 Engineering Forum 2009: Address by Huzoor
08:00 Real Talk
09:00 Question & Answer Session: rec. on 25/02/1996
09:50 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
11:55 Tilawat & Dars
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon
13:50 Bangla Shomprochar
14:55 Fiq'ahi Masa'il
15:20 Kids Time
15:55 Faith Matters
16:55 Maidane Amal Ki Kahani
17:35 Al-Tarteel
18:05 MTA World News
18:25 Engineering Forum 2009 [R]
19:20 Real Talk [R]
20:20 Fiq'ahi Masa'il [R]
20:45 Kids Time [R]
21:35 Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:25 Friday Sermon [R]
23:20 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme

Thursday 31st January 2013

00:30 MTA World News
00:50 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
01:05 Al-Tarteel
01:35 Engineering Forum 2009: Huzoor's Address
02:20 Fiq'ahi Masa'il
02:45 Khilafat Centenary Mosha'airah
03:35 Faith Matters
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Qur'an
07:05 Huzoor's Tours: Reception by Lord Provost, Glasgow
08:05 Beacon of Truth
09:10 Tarjamatul Qur'an Class
10:00 Indonesian Service
11:15 Pushto Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
12:55 Beacon of Truth [R]
14:00 Live Shotter Shondhane
16:05 Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
16:35 Tarjamatul Qur'an class [R]
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 MTA World News
18:25 Huzoor's Tours: Glasgow, UK [R]
19:25 Faith Matters
20:30 Tarjamatul Qur'an class [R]
21:30 Aaina: An Urdu discussion programme
22:00 Beacon of Truth [R]
23:05 Seerat-un-Nabi (saw)

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 18 January , 2013 | Issue No. 03

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{سانحہ 28 مئی 2010ء کے حوالہ سے خصوصی رپورٹ}

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر 68)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

’’اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کے متعلق (یہ) مت کہو کہ وہ مردہ ہیں (وہ مردہ) نہیں بلکہ زندہ ہیں مگر تم نہیں سمجھتے۔‘‘ (سورۃ البقرۃ:155)

28 مئی 2010ء کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جمع ہونے والے 86 احمدیوں کو لاہور کی دو مساجد میں اجتماعی طور پر شہید کردیا گیا اور اتنی ہی تعداد زخمیوں کی تھی۔ تاریخ اسلام احمدیت کی اس غیر معمولی قربانی کے دو سال مکمل ہونے پر ایک بے باک صحافی محترمہ صبا اعتزاز صاحبہ کا ’’فرائیڈے ٹائمز‘‘ کے 8 سے 13 جون 2012ء کے شمارہ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون سے اخذ کر کے ذیل میں چند سطور تحریر کی جاتی ہیں۔

پاک سرزمین مگر انصاف ندارد

28 مئی کے سانحہ میں محض 86 احمدی شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ تقریباً 200 خاندان متاثر ہوئے لیکن حکومت وقت 730 دن سے زیادہ وقت گزار کر بھی انصاف کی فراہمی میں مکمل طور پر ناکام ہے۔

وہ سب شہداء ’’اسلامی جمہوریہ پاکستان‘‘ میں خدائے واحد کی فرض عبادت کے لئے جمع ہوئے اور اپنی جانوں کا نذرانہ دے گئے۔ جمعۃ المبارک 28 مئی 2010ء کا دن لاہور میں بسنے والے احمدی ہمیشہ اس قیمتی خون کے ضیاع پر نمناک آنکھوں کے ساتھ یاد رکھیں گے۔ وہ عام دنوں کی طرح ایک دن تھا۔ احمدی احباب حسب سابق اپنی روایت کے مطابق کام کاج چھوڑ کر تیار ہو کر جمعہ ادا کرنے جمع ہوئے۔ اجلے کپڑے زیب تن کر کے خلوص و وفا کے پروانے دنیا کے جھمیلوں سے دامن چرا کر مکمل سکون اور خاموشی کے ماحول میں خدا کے سامنے اپنے سر سجدوں میں جھکائے ہوئے تھے کہ دہشت کی بارش برسنے لگی۔

خودکش جیکٹوں میں موت اور تباہی بھرے، جدید اور مہلک ترین آتشی اسلحہ سے مسلح شیطان صفت دہشتگردوں نے لاہور شہر کی دو بڑی احمدیہ مساجد پر دھاوا بول دیا اور یہ خصوصی تربیت یافتہ درندے مکمل مہارت سے چن چن کر احمدیوں میں موت بانٹنے لگے اور بے خوف ہو کر اگلے کئی گھنٹے کارروائی کرتے رہے۔ لیکن وہ سفلی وجود کیا جانتے تھے کہ یہ بے ضرر نورانی وجود تو پہلے سے ہی موت کے پیالوں میں بٹتی شراب زندگی کے متمنی اور دعا گو بنے ہوئے ہیں۔ بس اتنا ہوا کہ سی سی ٹی وی کیمروں نے دکھایا کہ مساجد کی سیکیورٹی پر مامور پولیس اہلکار موقع سے بھاگ رہے ہیں اور حملہ کی اطلاع ملتے ہی پنجاب پولیس کے مسلح دستے جوق در جوق آتے رہے اور چار دیواری کے باہر کھڑے خاموش تماشائیوں کی تعداد میں اضافہ کرتے گئے۔ ویسے احمدیوں کے قتل عام کے وقت سرکاری مشینری کے اس طرز عمل کو سمجھنے کے لئے فیثا غورث کی مدد درکار نہیں ہے۔

وہ کڑی دوپہر جوں جوں ڈھلتی گئی گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن کی مساجد کے ہال کی صفیں جو پہلے آنسوؤں سے بھیگا کرتی تھیں معصوموں کے سرخ اور گرم لہو سے تربتر ہوتی گئیں اور سربسجود لوگوں کی جگہ شہیدوں کے لاشے اور تن بدن پر سر سے پاؤں تک زخم سجائے لوگوں کی سسکیاں پھیل چکی تھیں۔ مبینہ طور پر سات حملہ آوروں میں سے دو مسلح سفاکوں کو نہتے نمازیوں نے اپنی جان پر کھیل کر قابو کیا اور پاکستانی رواج کے مطابق ماورائے قانون کوئی بھی جذباتی حرکت کرنے کی بجائے حوالہ پولیس کردیا۔ لیکن اس تیز رفتار انصاف کو کیا نام دیں کہ دو برس گزار کر بھی پاکستانی حکومت ان دہشتگردوں کو احاطہ عدالت میں بھی پیش نہیں کرسکی ہے۔ شائد اہل عدالت کا وہ سیاسی نعرہ کہ ’’انصاف میں تاخیر انصاف کی عدم فراہمی کا دوسرا نام ہے‘‘ احمدیوں کے لئے نہ ہے۔ جو بھی ہے انصاف کی امید تو رکھی جاسکتی ہے۔

پاکستان کا روائتی میڈیا تو ہیومن رائٹس واچ کے ایشیا کے ڈائریکٹر ’’براڈ لے کوپر‘‘ کی جانب سے ’’تقسیم ہند کے بعد سے اب تک لاہور میں ہونے والی سب سے بڑی قتل و غارت‘‘ قرار پانے والے واقعہ پر پُر اسرار طور پر چھپ سادھے بیٹھا رہا۔ احمدیوں نے اپنے ان پیاروں کو یاد کرنا تھا اور کیا۔ لیکن اخبارات میں محض چند ایک مضامین میں تذکرہ ہوا اور چند ایک ہی ٹی وی چینلز نے ادھوری طرز پر معمولی جگہ دی اور بس۔

اس بے حسی نے مجھے اس دن کی یاد تازہ کردی جب میں اس وقوعہ کے روز پاکستان کے ایک بڑے نیوز چینل کے دفتر میں یہ واقعہ نشر کررہی تھی اور سامنے آنے والی معلومات کو ترجمہ کرتے ہوئے اور شہید ہونے والوں کی تعداد بتاتے ہوئے مجھے بار بار میرے سینئر پروڈیوسر یہ متنبہ کرتے رہے کہ حملہ آوروں نے جن عمارتوں پر دھاوا بولا ہے اس کو عبادتگاہ کہوں، مسجد نہ کہوں۔

اگر ہم ’’احمدیوں پر حملہ‘‘ کی اصطلاح استعمال کرتے تو سینسر اور چیکنگ کے مراحل سے گزر کر عوام کے سامنے صرف اتنا کہا جاتا کہ ’’پاکستان کی ایک اقلیتی جماعت‘‘ پر حملہ ہوا ہے۔ ایسی ہی خطرناک صورت حال کا تذکرہ ان ساتھی رپورٹرز نے بھی کیا جب وہ عین وقوعہ پر معلومات جمع کر کے آگے مہیا کر رہے تھے۔ انہیں لفظ احمدی یا مسجد یا نماز کی ادائیگی وغیرہ کے استعمال پر ٹوک دیا جاتا تھا۔

اس دن بطور پروڈیوسر ڈیوٹی کرنے والے ایک آدمی نے اقرار کیا کہ ’’ہم اس روز چاقو کی نوک گردن پر رکھوا کر کام کررہے تھے۔ ہمارے استعمال کردہ لفظ لفظ پر گہری نظر رکھی جارہی تھی۔ یقیناً اس سانحہ کے دن ذرائع ابلاغ نے بھی احقاق حق میں کمزوری اور پسپائی کا پہلو اختیار کرلیا تھا‘‘۔

خدا جانے 28 مئی 2010ء کو اتنی سخت نگرانی کرنے والے کون تھے۔ 11 اگست 1947ء کی قائد اعظم کی تقریر سننے والے یا اس کے محض چند سال بعد ’’قرارداد مقاصد‘‘ کا مسودہ تحریر کرنے والے؟

ذرائع ابلاغ تو معاشرے کے تعصّبات اور تفکرات کا آئینہ ہوا کرتا ہے اور جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کی داستان الم اور 1984ء میں جنرل ضیاء الحق کے آرڈیننس XX کے بعد انہیں پشتہ دیوار سے لگانے کی منظّم سکیم میں تو پاکستانی ذرائع ابلاغ کا کردار کافی زیادہ مجروح ہے۔ احمدیوں کے خلاف اس ظالمانہ روش میں اہل صحافت نے تو سماجی معاشی اور سیاسی شعبوں میں منصوبہ بندی اور چال بازی کی انتہا ہی کردی ہے۔

پروگریسو کالج کے ایک باشعور احمدی طالب علم ’’ف‘‘ نے ہمیں بتایا کہ اس حملہ کی خبر مجھے اپنے ایک کلاس فیلو کی جانب سے ملنے والے ٹیکسٹ میسج سے ہوئی جس میں درج تھا ’’اوئے! تمہاری مسجد پر حملہ ہوگیا ہے۔ ہاہاہاہا‘‘

اس شدید حملہ کی اچانک خبر ملتے ہی میں فوری طور پر کامن روم کی طرف بڑھا تو وہاں کئی نوجوان کرکٹ میچ کی طرح سانحہ کی رپورٹنگ دیکھ کر تبصرے کررہے تھے۔ کچھ کو ہنسی مذاق سوجھ رہا تھا اور کچھ کے لئے تو ہوا ہی کچھ نہ تھا۔ بے چینی اور کرب کے عالم میں ساتھی طالب علم کا یہ جملہ تیز دھار چھرے کی طرح سینہ میں گھونپا گیا کہ ’’یہ واجب القتل ہی تھے‘‘۔

بلاشبہ دہشتگرد صرف وہ نہیں ہیں جو خودکش جیکٹیں پہن کر انسانی جسموں پر حملے کرتے ہیں بلکہ مسجدوں کے منبروں سے اور قلم کی تیزی سے جذبات اور دل و دماغ پر کچوکے لگانے والے بھی ان کے ہی بھائی ہیں۔

اس نوجوان کے چھ اہل خانہ اس دن راہ مولیٰ میں قربان ہوئے۔ کیا خبر کہ اگر اس دن اس کی کلاس لیٹ نہ ہوتی تو اس خاندان کا عدد سات ہوجاتا۔

جان تو بچ گئی لیکن گھاؤ بہت گہرے ملے اور کامن روم میں ساتھی طالب علموں کے چند جملے اذیت اور کرب کے کچوکے لگانے میں اول نمبر پر تھے۔ ویسے جس قوم کے نوجوان کی اٹھان ہی ایسی ہو کہ وہ انسانی جانوں کے ضیاع اور ہمسائے کی گھر کی آگ کو غیر اہم جان کر ہنسی مذاق کو وطیرہ بنالیں وہاں کسی فوری انقلاب کی توقع رکھنا طمع خام ہی ہے۔

گارڈین کے نمائندہ Declan Walsh کے مطابق اس سانحہ کے موقع پر بعض ٹی وی اینکر پرسن اس شدت پسندی اور ظلم کی مذمت کرتے تو پائے گئے لیکن جماعت احمدیہ کے حق میں کلمہ خیر کہنے والے نہایت محدود رہے۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان مکرم سلیم الدین صاحب نے بتایا کہ اس موقع پر میڈیا تو ہمارے احساس اور جذبات کو پیش کرنے کو رضامند ہی نہ تھا۔ مثلاً ہم نے ایک پریس کانفرنس منعقد کی اور اس موقع پر تمام بڑے ٹی وی چینل کے نمائندگان آئے اور سوالات بھی پوچھے۔ لیکن سوائے ایک چینل کے اس کانفرنس کو کسی نے بھی نہیں دکھایا اور جس ایک چینل نے دکھایا تو وہ بھی صرف 20 سیکنڈ کے مختصر ترین دورانیہ کے لئے۔

جماعت احمدیہ کے دشمنان کے اسی خوف اور اندرونی خرابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے چوتھے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب زھق الباطل کے باب اول کے صفحہ 2 پر لکھتے ہیں:

’’دنیا کی کوئی طاقت جو دلائل میں قوی ہو وہ ہتھیار نہیں اٹھایا کرتی اور دوسرے کی بات کے بیان کرنے کی راہ میں قانونی روکیں نہیں ڈالا کرتی۔ یہ عقل کے خلاف ہے۔ اس لئے تمام کوششیں جو اس بات میں صَرف کی جارہی ہیں کہ کسی طرح جماعت احمدیہ کے خلاف تو حملے ہوجائیں لیکن جماعت احمدیہ کو جواب کا موقع نہ ملے۔ یہ شدید بزدلی کی علامت ہے اور شکست کا آخری اعتراف ہے کہ ان کے پاس دلائل کا فقدان ہے‘‘۔

بس خدا ہی جانتا ہے کہ 28 مئی 2010ء کو کس کس نے کتنی لمبی تربیت اور تیاری کے بعد یہ شیطان مساجد میں خون کی ندیاں بہانے بھیجے تھے۔ جب اپنے شکار کو گھیر کر مارنے کے فن میں ماہر دہشتگرد جس وقت تاک کر نشانے لگا رہے تھے اور عین زخمیوں کے اوپر گرینیڈ نازل کررہے تھے اس دوران بہت سے زخمیوں نے اپنے اہل خانہ سے بذریعہ موبائل رابطہ کی کوششیں جاری رکھیں۔ ان میں سترہ سالہ ولید اپنی والدہ سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس روشن دماغ میڈیکل کے طالب علم نے اپنی والدہ کو دم توڑتی آواز میں پیغام دیا کہ ’’امی پلیز ہمارے لئے دعا کریں‘‘۔

اے انتہائی خوش بخت ولید! تیرا پیغام اور تیری آواز دنیا کے 206 ملکوں میں پہنچ چکی ہے اور ہم سب تم سب کے لئے دعائیں کررہے ہیں اور جریدۂ عالم ان دعاؤں کی قبولیت کا گواہ بنتا جارہا ہے۔

خزاں رکھے گی درختوں کو بے ثمر کب تک
گزر ہی جائے گی یہ رُت بھی، حوصلہ رکھنا
زیادہ دیر ظفر ظلم رہ نہیں سکتا
اگر اب آئیں کڑے دن تو جی کڑا رکھنا

۞۞۞۞۞۞

معاندا حمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعائیں بکثرت پڑھیں

۞ ...... رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ ۔

۞ ...... اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

۞ ...... اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً۔